itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com
allurdupdfnovels.blogspot.com

ہم چاہتے ہیں کہ اردو کا ہر ناول ہر کتاب ہر افسانہ اور ہر تحریر آپ کی دسترس میں ہو-اس کے لئے ہمیں آپ کی ضرورت ہے- آپ کچھ بھی لکھیں ہمیں بھیجیں ہم اسے اپنے بلوگ پر اپ لوڈ کر دیں گے- کچھ بھی ہو ہم اسے پی ڈی ایف میں کنورٹ کر کے کتابی شکل میں ڈھال لیں گے-الحمداللہ ہمارے بلوگ پر ۳۵۰۰ سے زائدکتابوں کے ایکٹو لنک موجود ہیں، اور ہماری سائٹ ڈیلی آپ ڈیٹ ہوتی ہے- تو چلئیے پھر قلم اٹھائیں اور شروع ہو جائیں، اپنی تحریر نیچے دئے گئے ای میل اڈریس پر بھجیں- کیونکہ ہم دیر نہیں کرتے،

itsurdu.blogspot.com
allurdupdfnovels.blogspot.com
MAHMOOD
itsurdu.blogspot.com

khalidjee@hotmail.com

itsurdu.blogspot.com

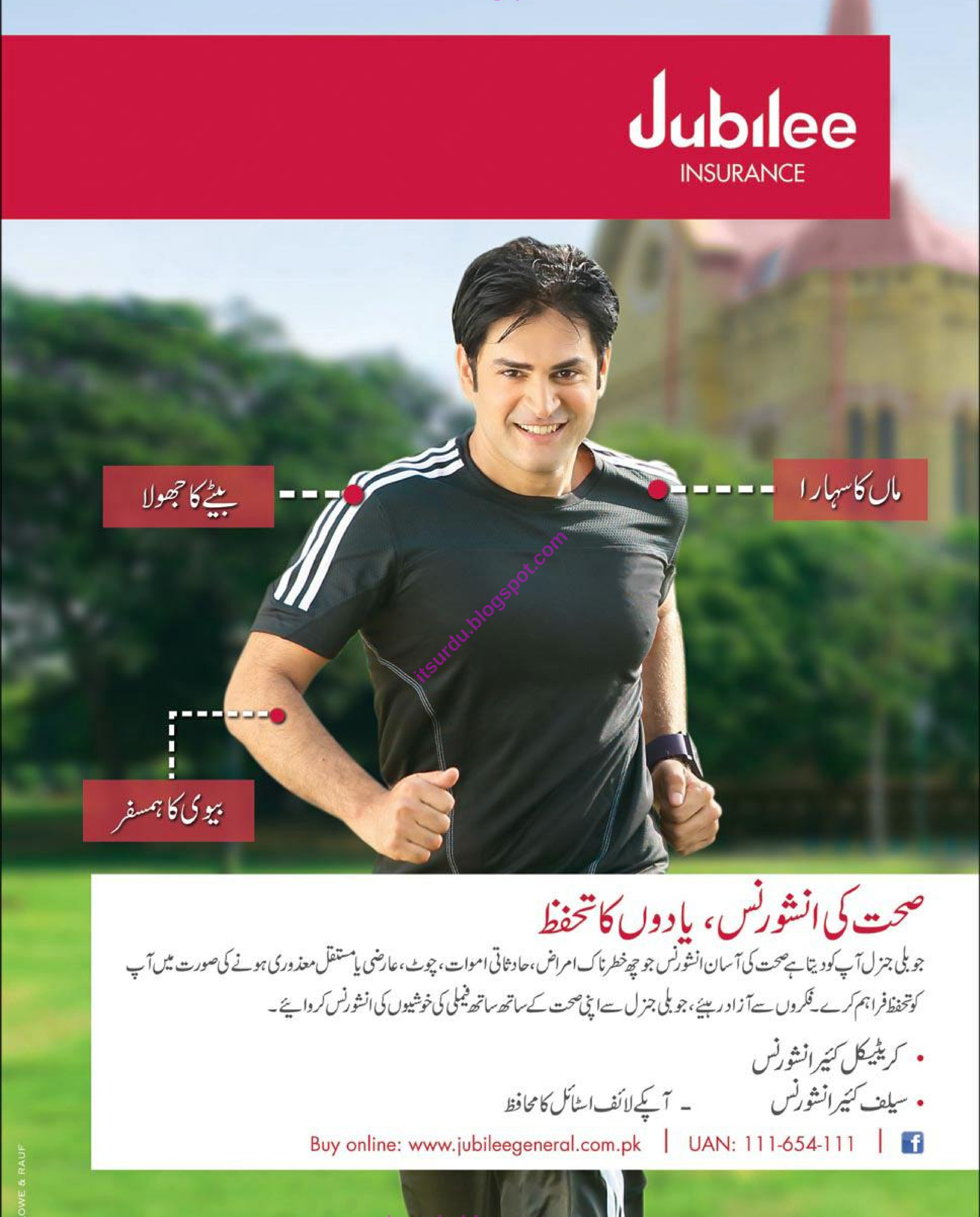

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com
www.mpchealth.com
mpc.pakistan
Healthmpc
Natural
خُوبصورت پاؤں، شخصیت کا آئینہ
No Crack Cream
Cracnil
Natural Medicated Cream
پہلے Before
بعد After
Rs.150/-
بدلتے موسم کے ساتھ...
8 فوری اثر رکھنے والے قدرتی اجزاء ایڑیوں کی جلد کو
پھٹنے، کٹنے یا خشک ہونے سے محفوظ رکھتے ہیں
Say goodbye to marks with
Marknil
Clean Marks Cream
بے داغ جِلد خُوبصورتی کی علامت
داغ، دھبوں اور نشانات کا فوری حل
جلد پر داغ دھبوں، کٹے ہوئے، جلے ہوئے، بچے کی پیدائش کے بعد کے نشانات،
جلدی بیماریوں کے خاتمہ پر نشانات، رنگت کے نشانات وغیرہ
Rs.150/-
Keeps Skin Safer, Healthier & Beautiful
Maskin
Natural Medicated Cream
خُوبصورت، تروتازہ اور گوری جِلد
ابتدائے حُسن... حسین وشگفتہ
جلد کے ساتھ!
یہی تو ہے 100% ایلوویرا کا کمال
Rs.175/-
Acnenil
Acne Clearing Gel
بلیک ہیڈز و کیل مہاسوں سے پاک
خُوبصورت و بے داغ چہرہ
Rs.150/-
NuEye
Under Eye REPAIR Cream
سیاہ حلقوں سے پاک
دلکش و چمکدار آنکھیں
Rs.150/-
BreSure
BREAST ENHANCEMENT LOTION
عورت کا اصل زیور
خوبصورت و پرکشش نسوانی حُسن
Rs.195/-
HURMA
Rs. 285/- Tablet
مضبوط و چمکدار گھنے و لمبے تروتازہ و شاداب
ناخن بال جلد
Famirose
Rs. 225/- Softgel
ایوننگ پرم روز آئل
خواتین کے ہارمونز اور اندرونی نظام کو بہتر کرنے کیلئے
Tocopher
VITAMIN E
Rs. 225/- Softgel
حسین وجواں جلد کی ضمانت
وٹامن ای
VitaFort eye
Rs. 175/- Tablet
بینائی کو تیز کرے اور آنکھوں
کو بنائے پُرکشش وحسین
KraneX
Rs. 195/- Softgel
مثانے اور یورین انفیکشن کے لئے
قدرتی اینٹی بائیوٹک
BreSure
Rs. 395/- Softgel
نسوانی حُسن
کی بہترین افزائش اور صحت
مفت مشورے اور ہوم ڈیلوری کیلئے رابطہ کیجئے +92-21-34140924-26
کسی بھی پروڈکٹ کا فائدہ نہ ہونے کی صورت میں اس اشتہار کی کٹنگ بمعہ استعمال شدہ پروڈکٹ اور خریداری رسید کمپنی کی ویب سائٹ پر دیے گئے پتہ پر روانہ کیجئے اور گھر بیٹھے اپنی پوری رقم واپس حاصل کیجئے۔
Mandi Bahauddin:
Abdullah Nutrition 0321-7746464
....0333-8001599
Jhelum: Kashif Homoeopathic....0333-5829290
Gujranwala:
AllahShafi Homoeo 3252561/3252567
Sahiwal:
Siddiq Homoeo Store....0300-6901425
Multan:
Noor Homoeo Store....4517858, 0333-6023344
Ali Homoeo....4785892, 0311-5771412
Sargodha: Azmat Medical,Gol Chowk....0300-9604713
Gujrat/Lalamusa:
Al Hyder Homoeo Store 3600641
Mianwali:
Life change Marketing....0315-7554172
Bahawalpur:
Raza Homeo,Zanana Hospital Rd...0300-9682315
Burewala: Shahid Homoeo 0300-7879735
Rahim Yar Khan:
Tariq Homoeo Store 0301-7655006
Tahir Homoeo Store 5877170
Bhawalnagar: Zeeshan Homeo 0300-7580392
Okara: Umer Traders 0300-6952296
Peshawar:
F.J Enterprises....0301-8294415
....5840163-4
Sahabzada Homoeo 0333-9599180
Al-Shifa Homoeo Store....2562119
3 Star Medicose 0335-2238178
Jans Shopping Archade 5276392
Premier Medicine & Cosmetic... 03018872433
Kohat:
Muhammadi Homoeo 0333-9615996
Mardan: Insaaf Hom.Clinic...0347-9704488
Aroma Natural Clinic....0323-8002802
Abbotabad:
Similia Clinic 0333-8001011
Rajanpur:
Dr.Jam Khalil 0334-8135554

itsurdu.blogspot.com
www.mpchealth.com
mpc.pakistan
Healthmpc
Shape up your Body
Just Slim
Natural
The Largest Nutraceutical Company
Rakhe Slim
Natural way to get Slim & Smart
FAT BURNING LOTION
Just Slim
Rs.195/-
اب میرا وزن...میرے اپنے ہاتھ میں
پیٹ، کمر، کولہے، ہاتھوں اور ٹانگوں کی بڑھی ہوئی چربی کو فوری زائل کرے
صرف 1 ماہ میں نمایاں فرق
بہترین نتائج کے لیے Just Slim LOTION اور Just Slim CAPSULE کا
ساتھ استعمال انتہائی ضروری ہے
www.mpchealth.com
Natural
Just Slim
CLA with Green Tea extract
Natural way to get Slim & Smart
30 Softgels
Natural Dietary Supplement
Rs.395/-
Softgel
Pimpnil
Anti Pimple Cream
Rs.150/-
اب چہرے پر دانے، نو چانس
FDA Approved Manufacturer
100% GUARANTEED
NO SIDE EFFECTS
IMPORTED
1 Over million Satisfied Customers
اب مزید ایک منٹ بھی درد میں نہ گزاریں!
12 مختلف جسمانی درد میں جادوئی اثر
FlexiGel
Rs.95/-
ایک منٹ کا مساج فوری آرام پہنچائے
JustGrow
Rs. 300/- Softgel
جسمانی نشوونما اور قد بڑھانے کیلئے
ROYAL JELLY
mb-Seng
GINSENG
Rs. 285/-
اعصابی، جسمانی و دماغی کمزوری
جلد بڑھاپے کی علامات...
VitaFort diabetic
Rs. 335/- Tablet
صرف 1 صبح وشام ذیابیطس (شوگر)
اور اس کے جملہ مسائل پر بھی مکمل کنٹرول
Mega3
OMEGA 3 Fish Oil 1000 mg
Rs. 285/- Softgel
طاقتور دل، دماغ اور جوڑوں کے ساتھ
کولیسٹرول اور شوگر بھی نارمل
Maxi-Flex
Rs. 335/- Tablet
صرف 1 صبح وشام جوڑوں کے درد
اور طاقت کیلئے
Kalam PLUS
CALCIUM
Rs. 285/- Tablet
صرف 1 ٹیبلٹ روزانہ
بنائے ہڈیاں مضبوط و توانا
Just Gain
AMINO ACIDS
Rs. 395/- Tablet
کمزور جسم، پچکے گالوں کا خاتمہ
وزن میں اضافے کیساتھ
Liverite
Rs. 195/- Tablet
جگر کی کارکردگی کو فعال بناتے ہوئے
ہیپاٹائٹس کے علاج میں مددگار
VitaFort
27 VITAMINS منرلز
Rs. 255/- Tablet
صرف 2 روزانہ ہر قسم کی
جسمانی کمزوری کا مکمل حل
Be Young
Rs. 335/- Softgel
بھرپور چستی و توانائی
بہترین کارکردگی کیلئے
Be Young Fort
NEW
Rs. 300/- Softgel
خوبصورت، پرلطف و حسین
Azdawaji Zindagi
Be Young POWER
VIAGRA
Rs. 300/- Softgel
Man Power
Order Online: www.mpchealth.com
+92-21-34140924-26
Distribution & Dealership Contact:
info@mpchealth.com
Available at all Leading Medical, Homeopathic & Super Stores
WHOLESALE & RETAIL
Karachi:
Moorad Medico 0332-3446066
in the lane of McDonald, Stadium Road
F.Abdullah Enterprise..........34966938
Homoeolinks,Aram Bagh..........32601813
Kausar Medico,M.A.Jinnah Road
Mottas Super Market,Clifton
ChaseUp,Shaheed-e-Millat Road
Saleeqa House Hold,Clifton
Akbar Kausar Medical, Gizri
Sabir Medical Store,Saddar
Sindh Medical Store,Saddar
786, Jauhar Chowrangi
Star Drug, Kharadar
Asma Medical, Kalaboard, Malir
Serena Cosmetics, Tariq Road
Lahore:
Karimia Homoeo,Bohar wala..........0300-4237940
..........36360024
Qazi Traders Anarkali..........0333-4342405
Islamabad:
D-Watson Chemist..........2827001
Rawalpindi:
Super Homoeo Store..........5552509-5535650
AL-Lateef Med Chandni Chowk..........4416088
D-Watson Mall Rd. Saddar..........5701074-79
Khattak Chemist..........0345-9456123
D-Watson Chandni Chowk
Shaheen Chemist..........0345-5081898
Kent Homeo..........5516839
Faisalabad:
Punjab Homoeo..........0300-6614787
Pak Homoeo..........2636215
Wah Cantt: Tayyab Homoeo..........0321-4536333
HariPur: Chohan Clinic..........0321-5875462
Khanewal: Tariq Homeo..........0301-7831541
D.G. Khan: Mirza Zahid..........0312-2215000
Jhang: Qamrul Islam Homoeo 0300-7501221

استحصال کے جال اور مصائب کے بھنور میں پھنسے ماہی گیر

خطروں سے کھیلتے محنت کشوں کے مسائل اور مشکلات پر خصوصی فیچر

شفیع موسیٰ منصوری
تصاویر: محمد مہدی

"الہلال" نامی لانچ ساحل پر واپس جانے کے لیے بالکل تیار تھی۔ کشتی کے ناخدا عبدالرحمان کا اشارہ پاتے ہی انجن ڈرائیور غفور نے انجن اسٹارٹ کر دیا۔ دن بھر کے تھکے ہارے خلاصی (کشتی کے مزدور) لانچ کے عرشے پر بیٹھے سگریٹ پھونکنے لگے۔ ان سب کی آنکھوں میں خوشی صاف طور پر دیکھی جا سکتی تھی۔ ایک ہفتے کے شکار میں توقع سے زیادہ مچھلیاں ان کے ہاتھ آ گئی تھیں۔ جیسے جیسے ساحل قریب آتا گیا، خوشی سے دمکتے اُن کے چہرے ماند پڑنے لگے۔ فش ہاربر پر کشتی کے لگتے ہی مول ہولڈر (گودی کا مالک) کسی شکرے کی طرح کشتی پر جھپٹا اور کشتی میں رکھی مچھلیاں اپنے قبضے میں لے لیں۔ مول ہولڈر سے قرضہ لینے کے باعث عبدالرحمان شکار کا 10 فی صد اُسے دینے کا پابند تھا۔

کراچی فش ہاربر پر کام کرنے والے ہزاروں ماہی گیروں کی کہانی عبدالرحمان کی بپتا سے ملتی جلتی ہے۔ زیادہ تر لانچیں مول ہولڈروں کے قرضے تلے دبی ہوئی ہیں۔ یہ مول ہولڈر شکار کے ہر پھیرے پر لانچ میں راشن، برف، ڈیزل رکھواتے ہیں اور مچھلیوں کی نیلامی سے حاصل ہونے والی رقم میں سے ان اخراجات کے پیسے کاٹ لیتے ہیں۔ اس کے علاوہ شکار کی گئی مچھلیوں پر ماہی گیروں سے کمیشن بھی وصول کیا جاتا ہے، جو تین سے دس فی صد بنتا ہے۔ نیلامی کے بعد فش ہاربر کے گیٹ پاس کی 5 فی صد فیس بھی ماہی گیروں کے کھاتے میں ڈال دی جاتی ہے۔ گویا ماہی گیروں کی محنت کا آدھے سے زیادہ حصہ مول ہولڈر، کشتیوں کے مالکان اور مچھلیوں کے بیوپاری لے اُڑتے ہیں۔ ماہی گیروں کے حصے میں بس اتنا آتا ہے کہ وہ بہ مشکل اپنے بچوں کا پیٹ پالتے ہیں۔

کراچی فش ہاربر پر موجود سرکاری اداروں، مچھلی کے بیوپاریوں، مول ہولڈروں اور کشتی مالکان کے ہاتھوں ماہی گیروں کی درگت بیان کرتے ہوئے " نیفا" (نیٹیو وآئس لینڈر فشرمین ایسوسی ایشن) کے صدر آصف بھٹی کہتے ہیں،" مول ہولڈر اور بیوپاری آپس میں مل کر مچھلیوں کی قیمت گرا دیتے ہیں، بدلے میں بیوپاری، انھیں کمیشن دیتے ہیں۔ ماہی گیر سستے داموں اپنی مچھلیاں فروخت کرنے پر مجبور ہیں۔ مچھلیوں کی نیلامی کی کل رقم کا 6 فی صد ٹیکس بھی ماہی گیروں کے کھاتے میں ڈال دیا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں " ایف سی ایس" (فشرمین کوآپریٹیو سوسائٹی) ماہی گیروں کی داد رسی کرنے کے بجائے صرف اپنے کمیشن سے مطلب رکھتی ہے، جو انھیں مول ہولڈروں سے ملتا ہے۔ مول ہولڈر دراصل ایک زمانے میں نیلامی ایجنٹ ہُوا کرتا تھا، جو ایف سی ایس کی طرف سے مچھلیوں کی نیلامی کا کمیشن وصول کر کے سوسائٹی کو دیتا تھا، لیکن 1992 کے بعد باہر سے " مہتا" (غیر قانونی مول ہولڈر) آ گئے، جن کے پاس پیسا تھا، انھوں نے ماہی گیروں کو ڈیزل، برف اور راشن کے لیے قرض دیا۔ آج زیادہ تر ماہی گیر ان کے قرض تلے دبے ہوئے ہیں اور مہتا خود کشتیوں کے مالک بن گئے ہیں۔ اُن کی پکڑی مچھلیوں کا دام یہ مہتا خود طے کرتے ہیں۔ ایف سی ایس نے ان کی مداخلت کو نہیں روکا، آج یہ فرعون بن چکے ہیں اور ماہی گیروں کی کمائی کا بڑا حصہ کمیشن کی صورت میں ہڑپ کر رہے ہیں۔"

ماہی گیر کراچی کے قدیم باشندے ہیں، لیکن آزادی کے 66 سال بعد بھی ان کی بستیاں بنیادی سہولتوں سے محروم ہیں۔ کراچی میں زیادہ تر ماہی گیر ابراہیم حیدری، بلدیہ ٹاؤن، مہاجر کیمپ، کیماڑی، شیریں جناح کالونی، مبارک ولیج، ریڑھی گوٹھ، چشمہ گوٹھ اور عبداللہ گوٹھ کے علاوہ بابا، بھٹ، شمس پیر، صالح آباد اور منوڑا کے جزیروں میں رہتے ہیں۔ ان ماہی گیروں کو بے شمار مسائل درپیش ہیں۔ اُن کی زندگیاں کشتی اور سمندر کے دو پاٹوں کے بیچ پس رہی ہیں۔ بے رحم سمندری موجوں کا سینہ چیر کر ماہی گیر اگر مچھلیاں نکالنے میں کام یاب ہو بھی جائیں تو کشتی پر موجود " شکرے" (مول ہولڈر) اُن سے یہ مچھلیاں اُچک لیتے ہیں۔ کھارے پانی کی طرح میٹھے پانی کی مچھلیاں بھی اُن کے لیے شجر ممنوعہ قرار دی جا چکی ہیں۔

پاکستان کے ساحلی علاقوں میں اس وقت قریباً 25 ہزار کے قریب چھوٹی بڑی کشتیاں مچھلیاں پکڑ رہی ہیں۔ ان میں سے بعض کشتیاں ایک دو روز کے لیے اور بعض ہفتوں بعد شکار کر کے واپس لوٹتی ہیں۔ اجارہ داروں کی ملی بھگت سے ماہی گیروں سے سمندروں اور دریاؤں میں آزادانہ طور پر مچھلیوں کے شکار کا حق چھین لیا گیا ہے۔ میٹھے پانی کے ذخائر بااثر ٹھیکے داروں کو دے دیے جاتے ہیں اور سمندروں پر مختلف سرکاری محکموں، بیوپاریوں اور فیکٹری مالکان کی اجارہ داری ہے۔

جنرل ضیاء کے دور میں سندھ کے وڈیروں اور بااثر افراد کو نوازنے کے لیے 1980 میں " سندھ فشریز آرڈیننس" کے تحت سندھ کے میٹھے پانیوں پر مچھلیاں پکڑنے کے لیے ٹھیکے داری نظام وضع کیا گیا۔ اسی طرح اس آرڈیننس کے تحت سندھ کی جھیلوں اور دریاؤں پر سے غریب ماہی گیروں کا صدیوں پرانا حق ماہی گیری ختم کر کے اُن کے استحصال کا سلسلہ شروع کر دیا گیا۔ ماہی گیروں کی مختلف تنظیموں نے اس کالے قانون کے خلاف آوازیں بلند کیں، لیکن فوجی آمر کے دور میں دیگر مظلوم طبقات کی طرح اس طبقے کی آواز کو بھی سختی سے دبا دیا گیا۔ مارشل لاء کی سیاہ چادر کی اوٹ سے جب جمہوریت کا سویرا طلوع ہوا تو ماہی گیروں کی دکھ بھری صدائیں بھی خاص و عام کے کانوں تک پہنچنا شروع ہوئیں۔

5 مئی 1997 کو پاکستان کے ماہی گیروں نے " پاکستان فشر فوک فورم" کے نام سے اپنی ایک الگ تنظیم بنائی، جس کا مقصد ماہی گیروں کے مسائل حل کرانا اور ان کی راہ میں درپیش رکاوٹوں کو دور کرنا تھا۔ تنظیم کے چیرمین محمد علی شاہ، جنرل ضیاء کے اس کالے قانون کے بارے میں کہتے ہیں، " بے نظیر حکومت نے جنرل ضیاء کے نافذ کردہ سندھ فشریز آرڈیننس 1980 میں موجود ٹھیکے داری نظام پر عمل درآمد روک دیا تھا، لیکن اسے مکمل طور پر ختم نہیں کیا گیا۔ جنرل مشرف کے دور میں پیپلز پارٹی نے بہ طور حزب اختلاف، سندھ اسمبلی میں ٹھیکے داری نظام کے خلاف ترمیمی بل پیش کیا، جو مسترد کر دیا گیا۔ بعد ازاں پیپلز پارٹی کی حکومت نے اس آرڈیننس سے ٹھیکے داری نظام ختم کر دیا، لیکن اس پر صحیح طرح عمل درآمد نہیں ہو رہا، جس کی وجہ سے آج بھی میٹھے پانی کے ذخائر پر بااثر افراد کا قبضہ ہے، جو ماہی گیروں کو مچھلیاں پکڑنے نہیں دیتے۔"

محمد علی شاہ کہتے ہیں کہ پاکستان فشر فوک فورم نے اپنی جدوجہد سے سندھ میں میٹھے پانی پر ٹھیکے داری نظام ختم کروا دیا ہے، لیکن پنجاب میں یہ نظام اب بھی رائج ہے، اس وقت ہم پنجاب سے اس استحصالی نظام کو ختم کروانے کی جدوجہد کر رہے ہیں، تاکہ پنجاب کا ماہی گیر بھی ڈیموں، بیراجوں اور دریاؤں میں مچھلیاں شکار کر کے اپنے گھر والوں کے لیے روزی روٹی کما سکے۔

ترقیاتی منصوبوں کے نام پر ماہی گیروں کو اُن کی زمینوں سے بے دخل کرنے کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ سمندر اور مختلف

ڈاکٹر کاظم حسین جتوئی
(مینیجنگ ڈائریکٹر، کراچی فش ہاربر)

محمد علی شاہ
(چیرمین، پاکستان فشر فوک فورم)

آصف بھٹی
(صدر، نیٹیو وآئس لینڈر فشرمین ایسوسی ایشن)

محمد حسین
(صدر، بونافائڈ فشرمین اینڈ بوٹ آنرز ایسوسی ایشن)

itsurdu.blogspot.com
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

انڈیا کی جیل میں قید ماہی گیر محمد میاں

انڈیا کی جیل میں قید پاکستانی ماہی گیر رحیم اللہ

انڈیا کی جیل میں قید ماہی گیر رحیم اللہ کی ماں، بیوی اور بچے

انڈیا کی جیل میں قید ماہی گیر محمد میاں کی ساس، بیوی اور بچے

ادارے مل کر ماہی گیروں کے پیروں تلے سے زمین کھینچ رہے ہیں۔ دریائے سندھ پر بیراجوں، ڈیموں، بندوں اور دیگر ذرائع آب پاشی کی تعمیرات کے باعث دریائے سندھ کا پانی سمندر تک پہنچتے پہنچتے اپنی طاقت کھو دیتا ہے، جس کے نتیجے میں سمندری پانی دریا کو پیچھے دھکیلتا ہوا خشکی پر چڑھ دوڑتا ہے۔ اس قدرتی بگاڑ کے باعث سمندر اب تک گھارو، بدین اور ٹھٹھہ کی لاکھوں ایکڑ اراضی نگل چکا ہے۔ سمندری خشکی پر چڑھائی کے باعث بہت سے ماہی گیر ساحلی علاقوں سے کوچ کر چکے ہیں۔ اور گھارو اور ٹھٹھہ کی ہزاروں ایکڑ زرعی اراضی سمندر کے نمکین پانی کے باعث کاشت کے قابل نہیں رہی۔ دوسری طرف کراچی پورٹ ٹرسٹ، ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی جیسے ادارے ماہی گیروں کو ساحل سے بے دخل کر رہے ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے تک ماہی گیر گزری اور شیریں جناح کالونی کی ساحلی پٹی پر اپنی کشتیاں کھڑی کرتے تھے، لیکن گزری میں مرینا کلب کی تعمیر سے وہاں ماہی گیروں کی آمد و رفت پر پابندی عائد کر دی گئی، اسی طرح شیریں جناح کالونی کی زمین ایک کمپنی کو فروخت کر کے وہاں سے بھی ماہی گیروں کو بے دخل کر دیا گیا۔

ماہی گیروں کے ساتھ ایک گمبھیر مسئلہ انڈین نیوی کے ہاتھوں ان کا گرفتار ہونا ہے۔ پاکستان اور انڈیا کی باہمی چپقلش کا خمیازہ دونوں طرف کے غریب ماہی گیروں کو بھگتنا پڑ رہا ہے۔ ان ماہی گیروں کو سمندری حدود کی خلاف ورزی کے بہانے گرفتار کر لیا جاتا ہے۔ اس وقت بھارت کے 299 ماہی گیر پاکستان میں اور پاکستان کے 245 ماہی گیر بھارتی جیلوں میں اپنے ناکردہ گناہوں کی سزا بھگت رہے ہیں۔ بھارتی جیلوں میں قید پاکستانی ماہی گیروں میں "ماشاء اللہ" نامی لانچ کے وہ 10 ماہی گیر بھی شامل ہیں، جنھیں 17 جنوری 2009 کو انڈین نیوی نے گرفتار کر لیا تھا۔ ان دس ماہی گیروں میں سے چھے کا تعلق بلدیہ ٹاؤن، دو کا بابا، بھٹ جزیروں اور دو کا تعلق میرپور خاص سے ہے۔ یہ لانچ بابا جزیرے کے رہائشی اسماعیل حسین ودزی کی ملکیت تھی۔ اسماعیل حسین نے اپنی ساری عمر ماہی گیری کرتے گزاری اور اپنی عمر بھر کی کمائی اس لانچ کے بنانے میں صرف کر ڈالی تھی۔ چھے لاکھ روپے مالیت کی اس لانچ کو بنانے میں ان کے گھر کے سارے زیورات فروخت ہو گئے اور وہ قرض دار ہو گئے۔ بدقسمتی سے اُن کی یہی لانچ، جس میں ان کا 22 سالہ ماہی گیر بیٹا عمر فاروق بھی سوار تھا، اپنے پہلے ہی سمندری سفر میں انڈین نیوی کے ہتھے چڑھ گئی۔ اس وقت لانچ کی صورت میں اسماعیل حسین کے چھے لاکھ روپے انڈین نیوی کے قبضے میں ہیں، جن کے ملنے کے کوئی آثار دکھائی نہیں دیتے، کیوں کہ پاکستان اور انڈیا کی نیوی ایک دوسرے کے گرفتار ماہی گیروں کو کچھ عرصے بعد دو طرفہ تبادلے کے طور پر رہا کر دیتی ہے، لیکن پکڑی گئی لانچیں واپس نہیں کی جاتیں۔ یہ لانچیں بعدازاں دونوں ممالک میں نیلام کر دی جاتی ہیں۔ پاکستان فشر مین فوک فورم کے اعداد و شمار کے مطابق بھارتی مچھیروں کی 706 لانچیں اور پاکستانی مچھیروں کی 350 لانچیں پکڑی جا چکی ہیں۔ بھارتی لانچیں کراچی کے صالح آباد جزیرے پر کھڑی کی جاتی ہیں۔ اچھی حالت والی لانچیں نیلام کر دی جاتی ہیں اور باقی کی لانچیں گلنے سڑنے کے لیے وہیں چھوڑ دی جاتی ہیں اور اُن میں رکھا سامان چوری ہو جاتا ہے۔

اسماعیل حسین اپنی لانچ اور بیٹے کی جدائی کا رونا روتے ہوئے کہتے ہیں، "میں پچھلے چار سال سے اپنے بیٹے کی رہائی کے لیے علاقے کے کونسلر کے دفتر سے لے کر ایوانِ صدر تک کا دروازہ کھٹکھٹا چکا ہوں، لیکن سوائے زبانی جمع خرچ کے کسی نے بھی کسی قسم کی میری کوئی مدد نہیں کی۔ تو ماہ تک تو ہمیں پتا ہی نہیں چلا کہ ہماری لانچ انڈین نیوی نے پکڑ رکھی ہے، چناں چہ ہم کئی روز تک دیوانوں کی طرح دن رات سمندر میں لانچ تلاش کرتے رہے۔ فشرمین کوآپریٹو سوسائٹی نے شروع میں لانچ کی تلاش کے لیے ڈیزل کی صورت میں ہماری مدد کی اور متاثرہ خاندان کو کچھ رقم دی، لیکن یہ سب ناکافی ہے۔ پاکستان کے حکم رانوں کو گرفتار ماہی گیروں کی رہائی کے لیے ہنگامی بنیادوں پر کام کرنا چاہیے، تاکہ دونوں طرف کے بے بس اور غریب ماہی گیر اپنے پیاروں سے مل سکے، جو بے چینی سے اُن کی راہ تک رہے ہیں۔"

ابراہیم حیدری میں بھی چند ایسے متاثرہ خاندان ہیں، جن کے پیارے اس وقت انڈیا کی جیلوں میں قید ہیں۔ گیارہ ماہ قبل انڈین نیوی نے ایک پاکستانی لانچ پکڑی، جس میں سوار 7 ماہی گیروں میں 25 سالہ رحیم اللہ اور 40 سالہ محمد میاں بھی تھے۔ ان کے گھر والے انتہائی کس مپرسی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ رحیم اللہ کے گھر کا خرچ اُس کی ستر سالہ بوڑھی والدہ مبینہ کی کمائی سے چل رہا ہے، جو مرغی دانہ بنانے والی فیکٹری میں صفائی کا کام کرتی ہیں۔ اس کے عوض اُسے 150 روپے مزدوری ملتی ہے، جس سے وہ اپنی بہو خالدہ اور پانچ پوتے اور پوتیوں کا پیٹ پال رہی ہیں۔ جس دن فیکٹری بند ہوتی ہے، اُس دن اُن کا خاندان فاقے کرتا ہے۔ مبینہ کے پاس اتنے پیسے بھی نہیں کہ وہ 200 روپے کا وہ قرض بھی اُتار سکے، جو اُس کے بیٹے نے شکار پر جاتے وقت گھر کا خرچ چلانے کے لیے لانچ کے مالک سے لے کر اُنھیں دیے تھے۔ مبینہ وہ بدقسمت عورت ہے، جس کے ایک جوان بیٹے کو کچھ عرصے پہلے کسی نے زہر دے کر مار دیا تھا، اب دوسرا بیٹا ہزاروں میل دور انڈیا کی جیل میں بند پڑا ہے۔

دوسرا بدقسمت خاندان محمد میاں کا ہے، جس کی اٹھارہ سالہ سے پانچ سال تک کی چھے بیٹیاں گیارہ ماہ سے اُن کی راہ تک رہی ہیں۔ اُن کی بیوی نجلی کا کوئی خاندان نہیں ہے، وہ اکیلی ہی اپنی چھے بیٹیوں اور بیمار بوڑھی ماں کے ساتھ رہ رہی ہے۔ نجلی دوپٹے پر موتیاں پرونے کا کام کر کے بڑی مشکل سے مہینے کے 1500 سے 2000 روپے کما پاتی ہیں۔ ان کے گھر میں بھی اکثر فاقے ہوتے ہیں۔ پچھلے دنوں بھارتی وزیر اعظم من موہن سنگھ نے 200 پاکستانی ماہی گیروں کو چھوڑنے کا اعلان کیا، جس سے ان دکھی گھرانوں کو کچھ آس بندھی ہے کہ وہ اپنے بچھڑے ہوئے پیاروں سے مل سکیں گے۔

ماہی گیر مختلف اقسام کے ٹیکس، لانچوں کی رجسٹریشن کے پیچیدہ قوانین اور سکیورٹی اہل کاروں سے نالاں نظر آتے ہیں۔ لیٹا کے صدر آصف بھٹی کا مطالبہ ہے کہ ٹیکس صرف اُن سرمایہ داروں پر لاگو کیا جانا چاہیے، جو باہر سے آئے ہیں اور اپنی بڑی بڑی لانچوں میں لمبے عرصے کے لیے مچھلیوں کے شکار پر جا کر لاکھوں روپے کما رہے ہیں۔ مقامی ماہی گیر، جو چھوٹی کشتیوں میں صبح شکار پر جاتے ہیں اور شام کو لوٹ آتے ہیں، اُنھیں بھاری ٹیکس سے مستثنٰی قرار دیا جائے اور انھیں مچھلیاں اُتارنے کے لیے ہاربر پر الگ سے جگہ دی جائے۔ کشتیوں کی رجسٹریشن اور شکار پرمٹ کے اندراج وغیرہ کا طریقہ کار ون ونڈو ہونا چاہیے۔ سکیورٹی کے نام پر ماہی گیروں کو بے جا تنگ نہ کیا جائے۔ سکیورٹی اہل کار سمندر میں ماہی گیروں کی لانچیں کھڑی کر کے اُن کے دو تین گھنٹے ضائع کر دیتے ہیں، جس سے وقت اور ڈیزل کا ضیاع ہوتا ہے۔

کراچی ہاربر پر آنے والے ماہی گیروں کو ایک بڑے مسئلے کا اُس وقت سامنا کرنا پڑتا ہے، جب انھیں مچھلیاں اُتارنے کے لیے ہاربر پر لانچ کھڑی کرنے کے لیے گھنٹوں انتظار کرنا پڑتا ہے۔ جیٹی میں کھڑی ناکارہ لانچوں کی وجہ سے بھی یہاں

کراچی فش ہاربر پر مچھلیوں کی درجہ بندی ہو رہی ہے

کراچی فش ہاربر، ماہی گیروں کا مائی باپ

پاکستان میں کُل 4 فش ہاربر بنائے گئے ہیں، جن میں کراچی فش ہاربر کو سندھ حکومت کنٹرول کرتی ہے۔ کورنگی فش ہاربر وفاقی وزارت فوڈ، ایگریکلچر اینڈ لائیو اسٹاک کے ماتحت کام کرتا ہے، پسنی ہاربر بلوچستان حکومت کے زیر انتظام ہے، جب کہ گوادر فش ہاربر کا انتظام وفاقی وزارت برائے کیمونیکیشن کے پاس ہے۔ کراچی فش ہاربر، ویسٹ وارف کے علاقے میں واقع ہے، جہاں سول ہولڈروں کے دفاتر بھی بنائے گئے ہیں۔ یہ سارا علاقہ عرف عام میں "فشریز" کے نام سے مشہور ہے۔ جنرل ایوب خان کے دور میں فش ہاربر کی تعمیر پر خصوصی توجہ دی گئی اور موجودہ فش ہاربر امریکی امداد سے 1959 میں مکمل ہوا۔ 12 اکتوبر کو صدر ایوب نے اس کا افتتاح کیا۔ حکومت نے بغیر منصوبہ بندی کے 17800 کشتیوں اور ٹرالروں کو لائسنس جاری کر رکھے ہیں، جس کی وجہ سے ماہی گیروں کو ہاربر پر اپنی کشتیاں لگانے کے لیے کافی انتظار کرنا پڑتا ہے۔ کراچی فش ہاربر کا انتظام کراچی فشریز ہاربر اتھارٹی (KFHA) کے پاس ہے۔ تاہم اتھارٹی نے میرین فشریز ڈپارٹمنٹ (MFD) اور ایک نیم سرکاری ادارے فشرمین کوآپریٹو سوسائٹی (FCS) کو کرائے پر جگہ دے رکھی ہیں۔ ایم ایف ڈی کا کام زیادہ تر ریسرچ سے متعلق ہے، جو فش پروسیسنگ یونٹ کی جانچ پڑتال اور انھیں لائسنس جاری کرنے کا کام کرتا ہے۔ علاوہ ازیں ایم ایف ڈی یورپی یونین کے ایجنٹ کے طور پر بھی کام کرتا ہے، جو مچھلیوں اور ہاربر سے متعلق حفظانِ صحت کے اُصولوں کا جائزہ بھی لیتا رہتا ہے۔ ہاربر پر دو بڑے نیلامی ہال بھی بنے ہوئے ہیں، جس میں مچھلیوں کی نیلامی کی جاتی ہے۔ یہاں مچھلیوں کے ری پراسیسنگ یونٹ بھی قائم ہیں، جن میں دیگر ممالک کو برآمد کرنے کے لیے مچھلیوں کی پیکنگ کا کام کیا جاتا ہے۔

فشرمین کوآپریٹو سوسائٹی، ماہی گیر یا حکومت کی ترجمان

قیامِ پاکستان سے قبل 1945 میں کراچی فش ہاربر کے ماہی گیروں نے اپنے روزگار اور سمندری وسائل کے تحفظ کے لیے ایک فلاحی تنظیم "فشرمین کوآپریٹو سوسائٹی" (FCS) بنائی تھی۔ یہ تنظیم اپنے قیام کے ابتدائی دور میں خالصتاً ماہی گیروں کے منتخب نمائندوں پر مشتمل ہوا کرتی تھی، لیکن بعدازاں حکومت نے اس میں سرکاری نمائندے شامل کر کے اسے ماہی گیروں اور حکومتی نمائندوں کا مشترکہ ادارہ بنا دیا۔ اس سوسائٹی کے موجودہ ڈائریکٹروں کی کُل تعداد 15 ہے، جس میں سے 7 ڈائریکٹرز کو ہر تین سال بعد ماہی گیر انتخابات کے ذریعے منتخب کرتے ہیں، جب کہ 8 ڈائریکٹر حکومت کے نامزد کردہ ہوتے ہیں۔ ماہی گیروں کے نمائندوں کا انتخاب خفیہ رائے دہی کے بجائے ہاتھ اٹھا کر کیا جاتا ہے۔ اس طرح بااثر لوگ ماہی گیروں کے نمائندے بن جاتے ہیں، جن کی نظریں ماہی گیروں کے مسائل کے بجائے سوسائٹی کی آمدنی پر لگی ہوتی ہیں۔ سوسائٹی کو سب سے زیادہ آمدنی کموڈور طیب نقوی کی چیئرمین شپ کے زمانے میں ہوئی تھی، جب سوسائٹی کی آمدنی 13 کروڑ روپے سالانہ تک پہنچ گئی تھی۔ پچھلے چند برسوں میں سوسائٹی کی آمدنی گھٹ کر صرف 2 سے 3 کروڑ روپے سالانہ تک رہ گئی ہے، جب کہ کراچی فشریز ہاربر اتھارٹی کا 19 کروڑ روپے کا قرضہ بھی سوسائٹی پر واجب الادا ہے۔ واضح رہے کہ سوسائٹی ہر سال کرائے کی مد میں ایک کروڑ روپے اتھارٹی کو ادا کرنے کی پابند ہے۔ سوسائٹی مچھلیوں کی نیلامی پر ساڑھے تین فی صد کمیشن وصول کرتی ہے، جس سے سوسائٹی کو تقریباً 12 کروڑ روپے سالانہ آمدنی ہوتی ہے۔ حکومتی ڈائریکٹرز کی تعداد زیادہ ہونے کے باعث سوسائٹی کا چیئرمین ہمیشہ حکومت کا بندہ ہے اور اسی کے فیصلے چلتے ہیں۔ سوسائٹی کے ملازمین کی تعداد 400 کے قریب ہے، جو بذاتِ خود سوسائٹی پر بوجھ ہے۔ ان ملازمین کو تنخواہیں اور مراعات دینے کے بعد ماہی گیروں کے ویلفیئر فنڈ میں بہت کم رقم بچتی ہے۔ سوسائٹی کے رجسٹرڈ ممبران کی تعداد 11500 ہے۔ حکومت نے سوسائٹی میں اپنا چیئرمین بٹھانے پر ہی بس نہیں کیا، بل کہ سوسائٹی کے مدمقابل 30 جون 1992 کو "کراچی فش ہاربر اتھارٹی" (KFHA) کے نام سے ایک سرکاری ادارہ قائم کر دیا۔ یہ ادارہ صوبائی اور وفاقی حکومت کی ہدایات پر عمل درآمد کرتا ہے۔ اس ادارے کے قیام کے بعد سوسائٹی اور اتھارٹی میں اختیارات اور انتظامات کی سرد جنگ شروع ہو گئی، جو تاحال جاری ہے۔

فارغ اوقات میں ماہی گیر جال اور کشتی کی مرمت کرتے ہیں

اسماعیل حسین (انڈیا کی جیل میں قید ماہی گیر عمر فاروق کے والد)

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

بابا جزیرے میں ماہی گیروں کے ٹوٹے پھوٹے مکانات

سے لانچوں کے گزرنے کا راستہ مسدود ہو جاتا ہے۔ ان ناکارہ لانچوں کو چینل سے ہٹانے اور مچھلیوں سے بھری لانچوں کو ہاربر تک رسائی دینے کی ذمے داری کراچی فشریز ہاربر اتھارٹی (KFHA) پر عاید ہوتی ہے۔ کے ایف ایچ اے کے منیجنگ ڈائریکٹر ڈاکٹر کاظم حسین جتوئی ماہی گیروں کے مسائل کی بابت جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں، ''کراچی فش ہاربر پر 95 فی صد مچھلیاں ایکسپورٹ ہوتی ہیں، اس لیے 85 فی صد مچھلیاں یہاں اُترتی ہیں۔ ہاربر پر ایک وقت میں 37 لانچوں کے کھڑے رکھنے کی گنجائش ہے۔ جب تک ایک لانچ مچھلیاں نہیں اتار لیتی، ہم دوسری لانچ کو چینل میں آنے کی اجازت نہیں دے سکتے۔ اس بھیڑ کو کم کرنے کے لیے کورنگی ہاربر تعمیر کی گئی تھی، لیکن تکنیکی فالٹ کے باعث وہاں کام نہیں ہو رہا۔ کراچی ہاربر پر چوں کہ مچھلی مارکیٹ ہے اور اردگرد کے جزیروں پر ماہی گیر بڑی تعداد میں آباد ہیں، اس لیے وہ یہاں مچھلیاں اتارنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے ہم ہاربر کی 50 ایکڑ فالتو زمین کو استعمال میں لانے کی سوچ رہے ہیں، امید ہے کہ ہاربر کی توسیع سے یہ مسائل حل ہو جائیں گے۔''

کراچی فش ہاربر پر صفائی کا فقدان نظر آتا ہے۔ ہاربر کے کنارے گندگی کے ڈھیر میں تبدیل ہو چکے ہیں۔ اس کی وجہ بتاتے ہوئے ڈاکٹر کاظم کہتے ہیں، ''کراچی فش ہاربر چوں کہ سمندر کا ''ڈیڈ اینڈ'' ہے، اس لیے لیاری ندی جب اوور فلو ہوتی ہے تو اس کا سارا کچرا کراچی فش ہاربر پر جمع ہو جاتا ہے۔ اس سلسلے میں ہم نے مختلف ریل سروس شروع کر رکھی ہے اور پانی کی سطح پر سے تیل نکالنے کے لیے کے پی ٹی سے رابطے میں رہتے ہیں۔ اتھارٹی کے پاس آمدنی کے محدود ذرائع ہیں۔ فشرمین کوآپریٹیو سوسائٹی ہماری 19 کروڑ روپے کی نادہندہ ہے، پیسے نہ ہونے کے باعث ہمارے بہت سے منصوبے ادھورے پڑے ہوئے ہیں۔''

کراچی میں ماہی گیروں پر مشتمل چار جزائر بابا، بھٹ، شمس پیر اور صالح آباد، کیماڑی ٹاؤن کی یونین کونسل کی حدود میں آتے ہیں۔ ان جزائر میں بابا سب سے بڑا جزیرہ ہے، جس کی آبادی تقریباً 15 ہزار نفوس پر مشتمل ہے، جب کہ بھٹ جزیرے کی آبادی 7 ہزار، شمس پیر 5 ہزار اور صالح آباد کی آبادی ڈھائی سے تین ہزار افراد پر مشتمل ہے۔ ان جزائر کے ماہی گیر، برسوں سے بنیادی سہولتوں سے محروم چلے آرہے ہیں، حالاں کہ ان کا شمار کراچی کے قدیم باشندوں میں کیا جاتا ہے۔ ان جزائر میں ہر ایک جزیرے میں ایک ایک سرکاری اسکول اور اسپتال کے نام پر ایک سرکاری ہیلتھ سینٹر کام کر رہے ہیں، جس میں صرف دو گھنٹے کی او پی ڈی ہوتی ہے۔ ہنگامی حالات میں ان جزائر کے ماہی گیروں کو اپنے مریضوں کو لانچوں کے ذریعے کیماڑی لے جانا پڑتا ہے، جس کے دوران مریض کی جان بھی جاسکتی ہے اور علاج کے اخراجات بھی بڑھ جاتے ہیں۔

ماہی گیروں میں تعلیم کے رجحان کے حوالے سے بات کرتے ہوئے بابا جزیرے کے اسکول ماسٹر محمد رفیق پریرا نے کہا، ''آج سے 15 سال پہلے ماہی گیروں میں تعلیم کا رجحان نہ ہونے کے برابر تھا، لیکن آج یہ شرح 50 فی صد ہو گئی ہے۔ جزیرے میں لڑکیوں کے لیے الگ سے کوئی اسکول نہیں ہے۔ میٹرک کے بعد لڑکیاں تعلیم چھوڑ دیتی ہیں۔ بابا کے مقابلے میں دیگر جزائر میں صرف مڈل تک تعلیم کی سہولت موجود ہے۔ جزیرے کے اسکول اور ہیلتھ سینٹر میں ماہی گیروں کی لڑکیوں کو ملازمت نہیں دی جاتی۔ اسکول میں 15 سے 16 لڑکیاں رضا کارانہ طور پر پڑھا رہی ہیں۔ پاکستان نیوی کی جانب سے انھیں فی کس دو ہزار روپے ماہانہ وظیفہ ملتا ہے۔ جزیروں میں آباد ماہی گیروں کے بچے روزانہ کشتیوں میں بیٹھ کر کھارادر اور کیماڑی کے اسکولوں میں پڑھنے جاتے ہیں۔''

ان جزائر میں بسنے والے ماہی گیر برسوں سے میٹھے پانی کو ترستے رہے ہیں۔ میٹھے پانی کی سہولت نہ ہونے کے باعث پانچ سال پہلے تک یہاں کے باشندے کیماڑی پر واقع پانی کی ٹنکی سے ڈرموں میں پانی بھر کر لانچوں کے ذریعے جزیرے تک لاتے تھے۔ ماہی گیروں کو پانی کا ایک ڈرم جزیرے تک لانے کے لیے لانچ والے کو 50 روپے کرایہ ادا کرنا پڑتا تھا اور پانی کا یہ ڈرم بہ مشکل دو روز تک چلتا تھا۔ کراچی کے سابق ناظم مصطفیٰ کمال نے بابا جزیرے تک 14.5 کلو میٹر طویل میٹھے پانی کی پائپ لائن پہنچانے کا منصوبہ بنایا اور 2008 میں گورنر سندھ عشرت العباد کے ہاتھوں اس منصوبے کا افتتاح ہوا۔ اس طرح برسوں بعد بابا، بھٹ اور صالح آباد جزائر کے ماہی گیروں کو میٹھا پانی ملا۔ لیکن جزیرے کے 40 سالہ رہائشی اور سماجی کارکن محمد حسین جو ''یونائٹ فشرمین اینڈ بوٹ آنرز ایسوسی ایشن'' کے صدر بھی ہیں، کہتے ہیں کہ میٹھے پانی کی پائپ لائن صرف چند برس ماہی گیروں کی پیاس بجھا کر سوکھ چکی ہے۔ پانی چوروں نے پائپ لائن سے غیر قانونی کنکشن لے لیے ہیں، جو پانی کو جزیرے تک پہنچنے ہی نہیں دیتے۔ جزیرے کے ماہی گیروں کو پھر سے پانی ٹینکروں سے خریدنا پڑ رہا ہے۔ محمد حسین کہتے ہیں کہ ان جزائر پر اتنی غربت ہے کہ ایک کمرے کے گھر میں دو خاندان رہ رہے ہیں، لیکن کسی بھی حکومت نے ان جزائر پر ماہی گیروں کے لیے کسی رہائشی اسکیم کا اعلان نہیں کیا۔

ہر سال جون، جولائی میں مچھلیوں کی افزائش نسل کا سیزن ہونے کی وجہ سے سمندر میں مچھلیوں کے شکار پر پابندی عائد کر دی جاتی ہے۔ اس دوران شہر میں رہنے والے ماہی گیر چھوٹا موٹا کاروبار کر کے اپنے بیوی بچوں کا پیٹ پال لیتے ہیں، لیکن جزیروں میں آباد ماہی گیروں کے پاس آمدنی کا کوئی متبادل ذریعہ نہیں ہوتا۔ چناں چہ ان کے یہ دو ماہ بے کاری کی نذر ہو جاتے ہیں اور آخری دنوں میں نوبت فاقوں اور قرضوں تک پہنچ جاتی ہے۔ بے کاری کے ان دنوں میں زیادہ تر ماہی گیر کشتی اور جال کی مرمت کرتے اور ساحلوں پر بے کار بیٹھے نظر آتے ہیں۔

''فیفا'' کے صدر آصف بھٹی جون، جولائی میں مچھلیوں کی افزائش نسل کے تاثر کو رد کرتے ہوئے کہتے ہیں، ''ان مہینوں میں صرف کریک اور مینگروز کے جنگلات میں جھینگوں کی افزائش نسل ہوتی ہے، لیکن کھلے سمندر میں سمندری کرنٹ کے باعث جون، جولائی میں دیگر ممالک کے سمندروں سے کثیر تعداد میں مچھلیوں کے جھنڈ کے جھنڈ پاکستانی سمندروں کا رخ کرتے ہیں، لیکن شکار پر پابندی کے باعث ہمارا یہ سیزن برباد ہو جاتا ہے۔ اگست میں یہ مچھلیاں یہاں سے کوچ کر جاتی ہیں۔''

ماہی گیروں کے استحصال کے سلسلے کو روکنے اور اُن کا معیار زندگی بہتر بنانے کے لیے حکومتی سطح پر بعض اہم اقدامات کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ کراچی فش ہاربر کے معاملات خوش اسلوبی سے چلانے کے لیے ضروری ہے کہ فی الفور فشرمین کوآپریٹیو سوسائٹی سے حکومتی عمل دخل ختم کر کے اُسے خالص ماہی گیروں کے نمائندوں پر مشتمل ادارہ بنایا جائے، جیسا کہ وہ اپنے ابتدائی دور میں ہوا کرتا تھا۔ علاوہ ازیں سوسائٹی کے ویلفیئر فنڈ میں اضافہ کیا جائے اور سوسائٹی کے انتخابات میں خفیہ رائے دہی کا طریقہ کار رائج کیا جائے، تاکہ ماہی گیروں کا درد رکھنے والے مخلص نمائندے ہی سوسائٹی کے عہدے دار بن سکیں اور طاقت کے ذریعے عہدے دار بننے والے جعلی نمائندوں سے سوسائٹی کو پاک و صاف کیا جا سکے۔ کراچی فش ہاربر کے انتظامات چلانے کے لیے صرف ایک سرکاری ادارہ کافی ہے۔ مچھلیوں کی اقسام کے حساب سے چھے ماہ تک اُن کی طے شدہ قیمت مقرر کی جانی چاہیے، تاکہ مول ہولڈر نیلامی کے دوران اپنی اجارہ داری قائم کر کے مچھیروں سے کم قیمت پر مچھلیاں خرید کر اُن کا استحصال نہ کر سکے۔ حکومت ماہی گیروں کو آسان اقساط میں قرضوں کی فراہمی یقینی بنائے، تاکہ مول ہولڈر اور کشتی مالکان ماہی گیروں کو قرضے کے جال میں پھنسا کر اُن کا استحصال نہ کر سکے۔ مختلف ضمن میں ٹیکس وصول کرنے کی بجائے ماہی گیروں سے صرف ایک ادارے کے ذریعے ایک بار ہی معمولی ٹیکس وصول کیا جائے۔ میٹھے اور کھارے پانیوں پر سب کو مچھلیاں پکڑنے کا حق حاصل ہونا چاہیے اور ان پانیوں کو قبضہ گروپوں سے آزاد کرانا چاہیے۔ ماہی گیروں کے بچوں کو سمندر سے متعلق سرکاری اداروں میں نوکریاں دے کر اُن کا معیار زندگی بہتر کیا جا سکتا ہے۔ اگر حکومت خلوص دل کے ساتھ ان چند تجاویز پر عمل درآمد کرائے تو کوئی بعید نہیں کہ شہر کراچی کی ترقی کے کچھ ثمرات سے یہ غریب ماہی گیر بھی مستفید ہو سکیں، جو یہاں کے قدیم باشندے ہوتے ہوئے بھی خود کو شہر میں اجنبی سمجھنے پر مجبور ہیں۔

سمندر کے کناروں سے ماہی گیروں کی بے دخلی

کراچی کے ماہی گیر صدیوں سے یہاں بلاخوف و خطر ماہی گیری کر کے اپنے بچوں کا پیٹ پالتے آرہے تھے۔ قیام پاکستان کے وقت انھیں اچھے مستقبل کی اُمید تھی، لیکن جغرافیائی سرحدوں کی تبدیلی کے سوا اُن کی زندگیوں میں کوئی تبدیلی رونما نہیں ہوئی اور اُن کے حالات بد سے بدتر ہوتے چلے گئے۔ حکومتی ادارے مثلاً کراچی پورٹ ٹرسٹ (کے پی ٹی)، ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی (ڈی ایچ اے)، پورٹ قاسم اتھارٹی سمیت سیکیورٹی اداروں کی طرف سے ماہی گیروں کو مسلسل پریشان کر کے انھیں اُن کے فطری روزگار سے بے دخل کیے جانے کا سلسلہ شروع ہوا۔ اسّی کی دہائی میں کے ڈی اے کے محکمے نے کراچی کے قدیم باشندوں کو جبری طور پر اپنی زمینوں سے بے دخل کرنا شروع کیا۔ کلفٹن کے ماہی گیروں کو کے ڈی اے انتظامیہ نے شیریں جناح کالونی اس وعدے پر منتقل کیا کہ حکومت انھیں زمین کے مالکانہ حقوق دے گی۔ اُن کے وعدے پر ماہی گیر اپنی قدیم بستی چھوڑ کر شیریں جناح کالونی کے ''ہندو'' محلّے، جس میں پہلے ہی ماہی گیر آباد تھے، منتقل ہو گئے۔ اس علاقے میں 50 کے قریب کشتیاں اور 300 کے قریب ماہی گیر روزگار حاصل کر رہے تھے کہ 2006 میں کے پی ٹی انتظامیہ نے شیریں جناح کالونی کے قریب واقع سمندر کے کنارے کی زمین پر ماہی گیروں کی جھگیوں کو مسمار کرنا شروع کر دیا۔ کے پی ٹی افسران نے ماہی گیروں کو کنارے پر کھڑی کشتیاں ہٹانے کے احکامات جاری کیے، لیکن ماہی گیروں کے شدید احتجاج کے باعث فی الحال اس معاملے کو روک دیا گیا ہے۔ کلفٹن کی طرح گھذا اور گزری کے علاقے میں ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی نے ماہی گیروں کی جھگیاں ختم کر کے انھیں یہاں سے بے دخل کر دیا ہے۔ کیماڑی کے علاقے جنگل شاہ میں برسوں سے ماہی گیر اپنی کشتیاں کھڑی کیا کرتے تھے اور یہیں سے وہ کھلے سمندر میں شکار کے لیے جایا کرتے تھے، لیکن پاکستان پورٹ ٹرسٹ (KPT) نے سمندر سے زمین حاصل کر کے اُسے مختلف شپنگ کمپنیوں اور نجی اداروں کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ اس طرح ماہی گیر کیماڑی میں واقع حسین بخش مارکیٹ سے آگے کی طرف دھکیل دیے گئے۔ پہلے یہاں تین، چالیس کشتیاں کھڑی رکھنے کی گنجائش تھی، آج اس جگہ بہ مشکل آٹھ، دس کشتیاں ہی کھڑی کی جاسکتی ہیں اور کھلے سمندر میں جانے کا راستہ تنگ ہو چکا ہے۔ کراچی کے سمندری کناروں کی فروخت، تعمیرات اور قبضے ماہی گیروں کی بے دخلی اور بے روزگاری کا سبب بننے کے ساتھ ساتھ ماحولیات کو بھی تباہ کر رہے ہیں۔

کراچی فش ہاربر پر شکار کی ہوئی مچھلیاں اُتاری جارہی ہیں

itsurdu.blogspot.com
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

سیاست و معاشرت سے لے کر سائنس و ٹیکنالوجی تک

2014ء کی منفرد پیشن گوئیاں

تاریخی بھارتی الیکشن میں کس کی جیت متوقع ہے، کیا سکاٹ لینڈ انگلینڈ سے الگ ہو جائے گا اور پاکستانی مستقبل کو کس نگاہ سے دیکھتے ہیں؟

سید عاصم محمود

ایڈورڈ ویئر جونیئر (1904ء۔ 1998ء) امریکہ کا ایک مشہور ماہر بشریات گذرا ہے۔ اس کا خوبصورت قول ہے: "مستقبل ایک ایسے ادھ کھلے دروازے کے مانند ہے جس سے روشنی چھن کر آ رہی ہو۔" سو 2014ء کا ادھ کھلا دروازہ دنیا والوں کے لیے کونسی اہم پیشن گوئیاں چھپائے ہوئے ہے، انہی کا ایک جائزہ پیش خدمت ہے۔

دنیا کا سب سے بڑا انتخابی میلا

اس سال موسم بہار میں 72 کروڑ پچاس لاکھ بھارتی ووٹر اپنے ارکان پارلیمنٹ (لوک سبھا) کا چناؤ کریں گے۔ گویا ہمارے پڑوس میں دنیا کا سب سے بڑا انتخابی سیاسی میلا لگنے والا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق دس ہزار امیدوار پارلیمنٹ کی 543 نشستوں کے واسطے باہم مقابلہ کریں گے۔

کانگریس کی قیادت میں "متحدہ محاذ" پچھلے پندرہ برس سے بھارت پر حکمران ہے۔ اس سیاسی اتحاد میں گیارہ جماعتیں شامل ہیں۔ الیکشن 2014ء میں اس کا مقابلہ حزب اختلاف کے سیاسی اتحاد "قومی جمہوری اتحاد" سے ہے جس کی قیادت بی جے پی کے ہاتھوں میں ہے۔ دس جماعتیں اس اتحاد کا حصہ ہیں۔

سوال یہ ہے کہ اس الیکشن کا فاتح کون ٹھہرے گا؟ کانگریس متحدہ محاذ نے اکھاڑے میں نہرو خاندان کے سپوت، راہول گاندھی کو اتارا ہے۔ قومی جمہوری اتحاد اپنی انتخابی مہم وزیر اعلیٰ گجرات نریندر مودی کے سپرد کر چکا۔ اور فی الوقت مودی کا پلہ بھاری ہے۔

وجہ یہ کہ متحدہ محاذ کی حکومت نے شروع میں تو ہر میدان میں اچھی کارکردگی دکھائی۔ خصوصاً بھارت معاشی طور پر خوب ترقی کرتا رہا۔ لیکن 2010ء سے حکومت پر زوال آنے لگا۔ پہلے وہ کرپشن کے کئی اسکینڈلوں کا شکار ہوئی۔ پھر مہنگائی کے جن کو قابو نہ کر سکی جو عوام پر پل پڑا۔ چناں چہ ان دو عوامل نے حکومت کو خاصا نقصان پہنچایا۔

بھارت کے الیکشن 2014ء اس لحاظ سے منفرد ہیں کہ ان میں مہنگائی سب سے بڑا ایشو بن چکا۔ حتیٰ کہ مذہبی معاملات (مثلاً رام مندر کی تعمیر) بھی پس پشت چلے گئے۔ چونکہ متحدہ محاذ حکومت مہنگائی پر قابو نہیں پا سکی، لہٰذا ووٹروں کی اکثریت اس کے خلاف ووٹ دے سکتی ہے۔

یاد رہے، پچھلے بیس برس میں مضبوط بھارتی متوسط طبقہ وجود میں آ چکا۔ اس میں تقریباً "30" فیصد بھارتی شامل ہیں جن کی اکثریت شہروں میں رہتی ہے۔ (بھارت میں 65 فیصد آبادی دیہات جبکہ 35 فیصد شہروں میں بستی ہے) اس بھارتی متوسط طبقے کی خاصیت یہ ہے کہ وہ مذہبی نہیں معاشی مسائل پر دھیان دیتا ہے۔ اس کی خواہش ہے کہ ایسی اہل حکومت آئے جو ملکی معیشت کو ترقی دے۔

سو نریندر مودی ان کی پسند بن سکتا ہے۔ مودی قابل منتظم کی حیثیت سے مشہور ہیں اور ان کی قیادت میں ریاست گجرات ترقی کی نئی منازل چھو چکی۔ مگر ان کے دامن پر مذہبی تعصب کا دھبہ لگا ہے۔ بھارت میں ہر کوئی جانتا ہے کہ 2002ء میں انہی کی زیر قیادت منظم طریقے سے انتہا پسند ہندوؤں نے گجراتی مسلمانوں کا قتل عام کیا تھا۔ چناں چہ تقریباً دس کروڑ مسلم ووٹ ان کے خلاف ہی استعمال ہو کر کانگریس کو پڑیں گے۔

الیکشن 2014ء کا ایک اور اہم عنصر "نوجوان ووٹ" ہے۔ بھارت میں "50 فیصد" آبادی انتیس سال سے کم عمر ہے۔ لہٰذا بھارتی ووٹروں میں بھی ان کا تناسب کم از کم 35 فیصد ضرور ہو گا۔ یہ قیمتی بھی ووٹ بی جے پی کو مل سکتے ہیں۔ کیونکہ نوجوان عموماً معاشی اور مذہبی عوامل سامنے رکھ کر پسندیدہ جماعت کا انتخاب کرتے ہیں۔ گویا سیکولر نوجوان کانگریس کو ووٹ دیں گے۔ جبکہ مہنگائی اور بے روزگاری سے پریشان نوجوان بی جے پی کو ترجیح دے سکتے ہیں کہ شاید وہ برسر اقتدار آ کر ان کے مسائل کا مداوا کر سکے۔

پچھلے بیس برس کے دوران آزاد میڈیا کی بدولت بھارت میں یہ بڑی تبدیلی آئی کہ عوام میں اپنے حقوق و فرائض کے متعلق شعور جنم لے چکا۔ اب وہ اپنے ووٹ کی اہمیت جاننے لگے ہیں اور یہ بھی کہ وہ اپنے ووٹوں کی طاقت سے اہل و دیانت دار امیدواروں کو پارلیمنٹ پہنچا سکتے ہیں۔ تب وہ امیدوار طبقہ بالا نہیں عوام کے حقوق کی نگرانی کریں گے۔ اسی لیے الیکشن 2014ء میں ایشو ماضی کے انتخابات کی نسبت بالکل مختلف ہیں۔

پرکاش سندر بیشتر بھارتی ووٹروں کے خیالات کا ترجمان ہے۔ وہ دہلی کے قریب گڑگاؤں میں ٹک شال چلاتا ہے۔ ایک صحافی نے دوران انٹرویو اس سے پوچھا کہ وہ کسے ووٹ دے گا؟ کہنے لگا: "میں نے 1999ء میں بی جے پی کو ووٹ دیا تھا، کیونکہ میں رام بھگت ہوں۔ لیکن الیکشن 2009ء میں کانگریس کو ووٹ دیا کیونکہ اس نے معاشی میدان میں بہترین کارکردگی دکھائی تھی۔

صحافی نے دریافت کیا: "تمہارے نزدیک رام مندر کا مسئلہ غیر اہم ہو چکا؟"

پرکاش بولا "ذاتی طور پر وہ اب بھی اہم ہے، مگر بحیثیت ووٹر نہیں۔ اب اہم بات یہ ہے کہ سیاسی جماعتیں بنیادی معاملات میں معیاری کارکردگی دکھائیں۔ اور اب ہمارے لیے مذہبی نہیں معاشی ترقی و خوشحالی بنیادی معاملات بن چکے"

یہی وجہ ہے کہ نریندر مودی نے بھی اپنی انتخابی مہم میں معیشت کو بنیادی اہمیت دی اور حساس مذہبی معاملات کم ہی چھیڑے۔ وہ کانگریسی حکومت کی معاشی غلطیاں اور کوتاہیاں ابھارتے رہے۔ دوسری سمت کانگریسی انتخابی مہم کی تان یہیں آ کر ٹوٹی کہ مودی کی قیادت میں انتہا پسند ہندوؤں کا راج آ جائے گا۔

بھارتی الیکشن 2014ء کی ایک اور خصوصیت وسیع پیمانے میں انٹرنیٹ کا استعمال بھی ہے۔ فی الوقت "24 کروڑ" بھارتی باقاعدگی سے نیٹ استعمال کرتے ہیں اور ان میں سے "15 کروڑ" ووٹر ہیں۔ گویا یہ ووٹر ہار یا جیت میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ اسی باعث دونوں سیاسی اتحاد سوشل میڈیا میں بھی بہت متحرک ہیں تاکہ ان "انٹرنیٹ ووٹروں" کی توجہ کھینچ سکیں۔

فی الوقت عوامی جائزوں کی رو سے الیکشن 2014ء کے ذریعے بھارت میں "معلق پارلیمنٹ" وجود میں آئے گی۔ یعنی کسی سیاسی اتحاد یا جماعت کو اکثریت ملتی نظر نہیں آتی۔ سو کئی جماعتیں مل کر حکومت بنائیں گی۔ ایسی حکومت عموماً مضبوط اور پائیدار نہیں ہوتی..... لہٰذا عین ممکن ہے، الیکشن 2014ء بھارت کو معاشی طور پر مزید کمزور کر دیں۔

انسانی جسم کا حصہ بنتے آلات

2014ء میں "قابل پہناوا ٹیکنالوجی" (Wearable technology) دنیا بھر میں گرما گرم موضوع رہے گی۔ اس انوکھی ٹیکنالوجی کی بنیاد 1975ء میں امریکی گھڑی ساز ادارے، ہملٹن واچ کمپنی نے رکھی۔ تب ادارے کے ماہرین نے دنیا میں پہلا قابل پہناوا آلہ..... ایک کیلکولیٹر گھڑی تخلیق کیا۔

اکیسویں صدی میں نت نئے سینسر، وائی فائی ٹیکنالوجی اور جدید پرزہ جات ایجاد ہوئے تو قابل پہناوا آلات کی جون ہی بدل گئی۔ اب یہ آلے روزمرہ زندگی میں مختلف کام انجام دینے میں انسانوں کی مدد کرنے لگے۔ انسانی زندگی میں تبدیلی لاتے ان محیر العقول آلات کی ایک مثال وہ قابل پہناوا گھڑی (Galaxy Gear SM-V700) ہے جو کچھ عرصہ قبل سام سنگ کمپنی نے متعارف کرائی۔ یہ دراصل کلائی میں باندھنے والا ننھا سا کمپیوٹر ہے۔

محض 74 گرام وزنی اس گھڑی میں 800 میگا ہرٹز کا پروسیسر نصب ہے۔ نیز یہ 2 میگا پکسل کا طاقتور کیمرا بھی رکھتی ہے۔ اس گھڑی کے ذریعے آپ کے سمارٹ فون پر آنے والی ای میلیں اور کالیں وصول کرنا ممکن ہے۔ بالفرض آپ اپنا سمارٹ فون کہیں رکھ کر بھول جائیں تو گھڑی کی مدد سے اسے فوراً تلاش کیا جا سکتا ہے۔ اس کارآمد آلے کی قیمت 270 ڈالر ہے۔

اسی طرح قابل پہناوا کیمرے بھی ایجاد ہو چکے۔ یہ کیمرے اتنے ننھے ہیں کہ انہیں کلائی میں باندھیے یا گردن میں لٹکا لیجیے۔ پھر کوئی کھیل کھیلیے، کام کیجیے یا بچوں کے ساتھ پر لطف پکنک منائیے، یہ منفرد کیمرا اپنے حساس سینسروں کی مدد سے ہر نئے منظر پہ خودکار طریقے سے اس کی تصاویر اتارتا رہے گا۔ کیمرے میں کئی گیگا بائٹ میموری موجود ہے تاکہ ایک وقت میں سیکڑوں تصویریں اتر سکیں۔

عوام و خواص میں خصوصاً شعبہ صحت سے متعلق قابل پہناوا آلات مقبول ہو رہے ہیں۔ یہ آلات انسان کو اپنی صحت سے مختلف قیمتی معلومات فراہم کرتے اور یوں تندرست رہنے میں اس کی بھرپور مدد کرتے ہیں۔ تیزی سے ترقی کرتی اس ٹیکنالوجی کے ماہرین کا کہنا ہے، 2014ء کے اواخر تک دنیا میں دس تا پندرہ کروڑ لوگ قابل پہناوا آلات استعمال کرنے لگیں گے۔ اور یہ کہ آنے برسوں میں ان کی تعداد بسرعت بڑھے گی۔ چناں چہ اگلے تین برس میں اس ٹیکنالوجی کے کاروبار کی مالیت موجودہ 3 ارب ڈالر سے "40 ارب ڈالر" تک جا پہنچے گی۔

امریکی سرچ جائنٹ، گوگل بھی اپنے مشہور قابل پہناوا آلے، "گوگل عینک" (Google Glass) کو جدید ترین بنا رہا ہے۔ یہ عینک ہر فن مولا ہے۔ تصاویر اتارتی، وڈیو بناتی، ای میلیں بھیجتی، فون کال کرتی، گوگل انجن میں سرچ کرتی، نیٹ پہ اخبار پڑھواتی اور نقشوں کے ذریعے ڈرائیور کو راستہ دکھاتی ہے۔ گویا یہ طلسماتی عینک پہن کر انسان بیک وقت کئی کام کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ گوگل کے ماہرین عینک میں مزید اپلی کیشنز سمو رہے ہیں۔ تاہم 1500 ڈالر قیمت ہونے کے باعث فی الوقت پاکستان میں صرف امرا ہی اس سے مستفید ہو سکتے ہیں۔

قابل پہناوا آلات میں تازہ اضافہ ہیڈ سیٹ یا ہیڈ گیئر ہیں۔ انہیں پہن کر بھی انسان اس قابل ہو جاتا ہے کہ جسمانی و ذہنی مشقت کیے بغیر مختلف کام انجام دے سکے..... مثلاً ہاتھ پاؤں ہلائے بنا گیمز کھیلنا، موڈ کے مطابق گانے سننا، دوران سفر نیٹ نقشوں سے مدد لینا وغیرہ۔

ان آلات کا بنیادی کام یہی ہے کہ انسانوں کی زندگی سہل بنا دیں۔ اسی لیے انہیں دنیا بھر میں مقبولیت مل رہی ہے۔ ابھی یہ ٹیکنالوجی نئی اور مہنگی ہے، سو اسے عوام تک پہنچتے ہوئے وقت لگے گا۔ جیسے ابتداً کمپیوٹر ہمارے حساب سے کئی لاکھ روپے کا تھا، مگر اب وہ چند ہزار روپے میں مل جاتا ہے۔ اسی طرح آنے والے برسوں میں قابل پہناوا آلے بھی سستے ہو جائیں گے۔

مستقبل میں عین ممکن ہے، ہمیں سڑکوں اور گلیوں میں چلتے پھرتے "سائی بورگ" نظر آنے لگیں۔ اور عام انسانی زندگی

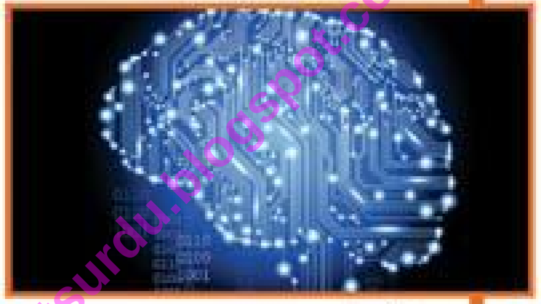

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

میں آلات کا عمل دخل بہت بڑھ جائے۔ اس امکانی چلن سے یقیناً وہ لوگ آزردہ ہوں گے جنھیں شکایت ہے، مشینیں انسانی جذبات مردہ کر رہی ہیں۔ شاعرِ مشرق بھی کہہ گئے ہیں:

ہے دل کے لیے موت، مشینوں کی حکومت
احساسِ مروت کو کچل دیتے ہیں آلات

انگریزو! ہماری جان چھوڑ دو

18 ستمبر 2014ء کو سکاٹ لینڈ میں آباد سوا تین لاکھ شہریوں سے ایک ریفرنڈم کے ذریعے پوچھا جائے گا: ''آپ آزادی چاہتے ہیں یا نہیں؟'' اگر لوگوں کی اکثریت نے ''ہاں'' میں جواب دیا تو دنیا کے نقشے پر ایک اور آزاد و خود مختار ریاست وجود میں آجائے گی۔

واضح رہے، ہمارا سابق آقا، برطانیہ دراصل چار ریاستوں ...... انگلینڈ، سکاٹ لینڈ، ویلز اور شمالی آئرلینڈ کا وفاق ہے۔ سکاٹ لینڈ 1 مئی 1707ء کو اس وفاق کا حصہ بنا، ورنہ وہ تاریخی، جغرافیائی، تہذیبی اور ثقافتی طور پہ انگلینڈ سے الگ تھلگ علاقہ ہے۔ اسی لیے ماضی میں سکاٹشوں اور انگریزوں کے مابین خون ریز جنگیں بھی ہوتی رہیں۔

وفاق برطانیہ میں شامل ہونے کے بعد سکاٹش پارلیمان نے معیشت، دفاع اور خارجہ امور سے متعلق معاملات برطانوی حکومت کو سونپ ڈالے۔ مگر اکیسویں صدی کے اوائل میں قوم پرست سکاٹشوں کو محسوس ہوا کہ برطانوی حکومت معاشی و معاشرتی طور پہ ان کا استحصال کر رہی ہے۔

دراصل استعماری طاقتوں کے ہتھکنڈے اختیار کرتے ہوئے برطانوی حکمران طبقہ سکاٹ لینڈ کے قدرتی وسائل سے بھرپور فائدہ اٹھا رہا ہے۔ اسی لیے قوم پرست سکاٹشوں نے علیحدگی کی تحریک چلانے کا فیصلہ کیا۔ انھیں اس بات پر بھی غصہ تھا کہ دنیا والے جب بھی برطانوی حکومت کے جنگی جنون کی مذمت کریں، تو سکاٹش بھی تنقید کی لپیٹ میں آجاتے ...... حالانکہ وہ جنگجوئی کے سخت مخالف ہیں۔ جلد ہی اس نظریہ آزادی کو سکاٹ لینڈ کی سب سے بڑی جماعت، سکاٹش نیشنل پارٹی نے قبول کر لیا۔

2009ء میں پارٹی نے سکاٹش پارلیمان میں یہ بل پیش کیا کہ ملک کی قسمت کا فیصلہ کرنے کے لیے ریفرنڈم کرایا جائے۔ تاہم تب پارلیمان میں جماعت کی نشستیں کم تھیں، سو بل منظور نہ ہو سکا۔ الیکشن 2011ء سکاٹش نیشنل پارٹی نے جیت لیا۔ چناں چہ اب وہ ریفرنڈم کرانے کا بل پاس کرانے میں کامیاب رہی۔

سکاٹش قوم پرستوں کا کہنا ہے، آزادی و خود مختاری پا کر وہ انگریز حکومت کے من مانے فیصلوں اور چیرہ دستیوں سے نجات پا لیں گے۔ انھیں پھر یہ حق مل جائے گا کہ قومی وسائل کو ملکی تعمیر و ترقی کے لیے کام میں لائیں۔ (یاد رہے، برطانیہ میں تیل و گیس کے بیشتر ذخائر سکاٹ لینڈ ہی میں واقع ہیں۔)

انگریز حکمران طبقے نے ریفرنڈم کی راہ میں کئی روڑے اٹکائے۔ حکومتی وکیل رنگ برنگ قانونی موشگافیاں سامنے لاتے رہے، مگر کوئی حربہ سکاٹشوں کو ان کے حق سے محروم نہ کر سکا۔ اب 18 ستمبر کو معلوم ہو گا، سکاٹش آزادی چاہتے ہیں یا بدستور انگریز حکومت کی غلامی؟

سکاٹ لینڈ میں 84 فیصد آبادی سکاٹش نسل سے تعلق رکھتی ہے۔ 7.9 فیصد انگریز اور 1 فیصد آئرش ہیں۔ ملک میں 49 ہزار پاکستانی بھی بستے ہیں۔ یہ سکاٹ لینڈ میں آباد سب سے بڑا غیر سفید فام گروہ ہے۔ بھارتیوں کی تعداد 33 ہزار ہے۔ 34 ہزار چینی بھی بستے ہیں۔

عوامی جائزوں کی رو سے آزادی پسند سکاٹشوں اور مخالفین کے درمیان سخت مقابلہ جاری ہے۔ اگر قوم پرست رہنما اپنے قول و فعل سے شہریوں کو متاثر کرنے میں کامیاب رہے تو 315 سالہ اتحاد ٹوٹ جائے گا۔ پھر ممکن ہے کہ علاقہ ویلز اور شمالی آئرلینڈ میں بھی آزادی کی تحریکیں چل پڑیں۔ یوں انگریزوں کو انگلینڈ تک محدود ہونا پڑے گا۔ گو انگریزی زبان اور مضبوط کرنسی کے باعث انھیں سابقہ ریاستوں میں بدستور اہمیت حاصل رہے گی۔

سکاٹ لینڈ سے ملتا جلتا ایک ریفرنڈم مقبوضہ کشمیر میں بھی پچھلے 65 برس سے عمل میں آنے کی راہ دیکھ رہا ہے۔ 5 جنوری 1949ء کو اقوام متحدہ نے یہ ریفرنڈم کرانا منظور کیا تھا۔ گویا آج اس قرارداد کی پینسٹھویں سالگرہ ہے۔ نہرو حکومت نے اقوام عالم میں کشمیریوں سے وعدہ کیا تھا کہ وہ ان کی خواہشیں جاننے کی خاطر ریفرنڈم کرائیں گے مگر یہ محض دھوکا اور فریب ثابت ہوا۔ سو کشمیری آج بھی بھارتی حکومت کے ظلم و ستم کا نشانہ بنے ہوئے ہیں۔

لیزر شعاعوں سے ڈیٹا کی ترسیل

پچاس سال قبل جب اولیں مصنوعی سیارے (سیٹلائٹ) خلا میں پہنچے تو ماہرین نے ان سے تعلق برقرار رکھنے کی خاطر ریڈیائی لہروں (Radio waves) سے مدد لی۔ رفتہ رفتہ ایسے آلات وجود میں آگئے جو خلا سے تصاویر و ویڈیو بذریعہ ریڈیائی لہریں زمین تک بھجوانے لگے۔ یوں کرۂ ارض اور خلائی جہازوں کے مابین دوطرفہ ٹریفک نے جنم لیا۔

لیکن ریڈیائی لہروں کے ساتھ مسئلہ یہ ہے کہ وہ خلا میں بہت پھیل جاتی ہیں۔ اسی باعث کچھ ہی فاصلہ طے کرنے پہ ان میں موجود سگنل کمزور پڑ جاتے ہیں۔ سو زیادہ طاقتور مشینیں بنانی اور بڑے انٹینے لگانے پڑتے ہیں تاکہ سگنل مطلوبہ مقام تک پہنچ سکیں۔ ظاہر ہے، اس سارے عمل پہ بہت خرچ اٹھتا ہے۔ چناں چہ سائنس داں متبادل کم خرچ عمل کی کھوج میں تھے۔ آخر وہ انھیں لیزر شعاعوں کی صورت مل ہی گیا۔

لیزر مشین سے نکلی شعاعیں ریڈیائی لہروں کی نسبت دس ہزار چھوٹی ویولینتھ پر سفر کرتی ہیں۔ اسی لیے ان سے دو فوائد حاصل ہوئے: اول یہ کہ انھیں مرتکز کرنا آسان ہے۔ دوم یہ کہ ان کے ذریعے زیادہ ڈیٹا بھجوایا جا سکتا ہے۔

سو پچھلے سال ماہ جنوری میں امریکی خلائی ادارے، ناسا نے زمین سے براہ لیزر شعاعیں ڈیٹا چاند کے گرد گھومتے اپنے مصنوعی سیارے، لیونر ری کوناسنس آربیٹر (Lunar Reconnaissance Orbiter) کو بھجوایا۔ اس ڈیٹا میں مونا لیزا کی شہرہ آفاق تصویر بھی شامل تھی۔ یہ پہلا موقع تھا کہ انسان نے لیزر شعاعوں کے ذریعے چاند تک ڈیٹا بھجوایا۔ اور خاص بات یہ کہ ڈیٹا ''20 میگا بائٹ'' کی رفتار سے بھیجا گیا۔ یہ رفتار ریڈیائی لہروں کی نسبت ''پانچ ہزار گنا'' زیادہ تیز تھی۔

درج بالا تجربے کی کامیابی کے بعد ناسا نے اکتوبر 2013ء میں چاند پہ جانے والے نئے سیٹلائٹ ''لیونر ایٹموسفیر اینڈ ڈسٹ انوائرمنٹ ایکسپلورر'' پہ لیزر مشین رکھوا دی۔ اس مشین نے تصاویر و ویڈیوز پہ مشتمل ڈیٹا فی سیکنڈ ''622 میگا بائٹ'' کی رفتار سے زمینی سٹیشن کو بھجوایا۔ تب مصنوعی سیارہ زمین سے دو لاکھ انتالیس ہزار میل دور محوِ پرواز تھا۔ یہ رفتار بھی ریڈیائی لہروں سے آنے والے ڈیٹا کی نسبت ''100 گنا'' زیادہ تیز تھی۔

یوں لیزر شعاعوں کا ایک بڑا فائدہ سائنس دانوں پہ عیاں ہو گیا۔ اب مستقبل میں جانے والے تمام سیٹلائٹ لیزر مشینوں سے لیس ہوں گے۔ یوں زمین پر بیٹھے ماہرین کو موقع ملے گا، وہ مریخ یا چاند کی سطح پہ گھومتی پھرتی گاڑی سے وہاں کے لائیو مناظر دیکھ سکیں۔ ابھی تو یہ مناظر زمین تک آتے آتے کئی دن لگ جاتے ہیں، مگر لیزر شعاعوں کی بدولت یہ کام منٹوں میں انجام پائے گا۔

افریقہ ابھر رہا ہے

بیسویں صدی میں یورپی استعماری طاقتوں سے آزاد ہونے کے بعد افریقی ممالک طویل عرصہ خانہ جنگی، غربت، مارشل لا، بیروزگاری اور دیگر اہم مسائل میں گرفتار رہے۔ چناں چہ 1990ء تک 53 افریقی ممالک میں سے صرف ''3'' میں جمہوریت رائج ہو سکی تھی۔

لیکن اکیسویں صدی میں داخل ہوتے ہی براعظم کی قسمت بدلنے لگی۔ ایک اہم وجہ یہ کہ دنیا کا ''40 فیصد خام مال'' افریقہ میں پایا جاتا ہے۔ سو ترقی یافتہ ملکوں کے علاوہ ابھرتی معیشت کے حامل ملک خصوصاً چین اور بھارت بھی خام مال کی تلاش میں افریقہ چلے آئے اور وہاں وسیع پیمانے پر سرمایہ کاری کرنے لگے۔

اسی لیے پچھلے دس برس کے دوران بیشتر افریقی ممالک کی شرح ترقی 5 تا 10 فیصد کے درمیان رہی۔ حتیٰ کہ عالمی معاشی بحران بھی اس ترقی کو متاثر نہ کر سکا۔ معاشی بہتری آنے کے علاوہ سیاست میں بڑھوتری ہوئی...... آج 25 افریقی ملکوں میں جمہوریت مستحکم ہو چکی۔

ماہرین مستقبلیات کا کہنا ہے کہ رواں سال میں بھی براعظم افریقہ کی ترقی کا سفر جاری رہے گا۔ آج کوئی سپر پاور اس خطے کو نظرانداز نہیں کر سکتی جو کبھی پس ماندہ سمجھا جاتا تھا۔ اب ''30 کروڑ افریقی'' تیزی سے مضبوط ہوتے متوسط طبقے کا حصہ بن چکے۔ لہٰذا عالمی معاملات میں بھی افریقیوں کی آواز قوی ہو رہی ہے۔

دماغ کے پاتال میں

ہمارا دماغ کرۂ ارض ہی نہیں کائنات کا سب سے پیچیدہ عضو ہے۔ اسی نے ہمیں درجہ اشرف المخلوقات پہ فائز کیا۔ ہم دماغ کی بدولت ہی اس قابل ہوئے کہ محیر العقول کارنامے انجام دے سکیں۔ یہ ہمارے بدن کا صرف ''2 فیصد'' حصہ گھیرے ہوئے ہے...... مگر روزانہ ہماری ''20 فیصد'' توانائی استعمال کرتا ہے۔

دلچسپ بات یہ کہ سائنس و ٹیکنالوجی کی بے پناہ ترقی کے باوجود انسان اب تک یہ نہیں جان سکا، اس کا دماغ کیونکر کام کرتا ہے۔ یہ ہے کہ انسانی دماغ ''75 ارب'' نیورونز (دماغی خلیوں) کا مجموعہ ہے۔ اور ان نیورونز کے مابین کھربوں کنکشن موجود ہیں۔ انہی کنکشنوں کے درمیان ہمارے خیالات اور جسمانی و ذہنی افعال کنٹرول کرنے والے احکامات جنم لیتے ہیں۔

تاہم اب انسان اپنے دماغ کا گورکھ دھندا سمجھنے کی خاطر قدم بڑھا چکا۔ یہ مقصد پانے کے لیے 7 اکتوبر 2013ء کو ایک عظیم الشان منصوبے ''ہیومن برین پروجیکٹ'' (Human Brain Project) کی بنیاد رکھی گئی۔ یہ منصوبہ سوئس شہر لوزان میں واقع دی سوئس فیڈرل انسٹی ٹیوٹ میں دنیا بھر کے ایک سو ماہرین ''سائنسی و تحقیقی اداروں کی مدد سے انجام پائے گا۔ منصوبے پر ''سوا ارب یورو'' لاگت آئے گی۔ بیشتر خرچ یورپی یونین نے برداشت کرنا ہے۔

اس منصوبے میں شامل ماہرین اگلے دس برس تک انسانی دماغ کے ہر نیورون اور نیورانی کنکشن کا ریکارڈ تشکیل دیں گے۔ یہ ریکارڈ سپر کمپیوٹروں کی مدد سے بنے گا۔ ریکارڈ بننے کے بعد یہ سمجھنا آسان ہو جائے گا کہ ہر نیورون کیا مخصوص کام انجام دیتا ہے۔

اس آگاہی کے بعد ایسی نئی ادویہ وجود میں آئیں گی جو دماغی بیماریاں چمٹنے کی صورت میں صرف خراب یا متاثرہ نیورونز ہی کا علاج کر سکیں۔ یوں تب بیشتر دماغی امراض کا علاج کٹھن نہیں رہے گا۔ سو 2014ء میں انسانی طبی تاریخ کا یہ اہم منصوبہ پوری آب و تاب سے اپنا کام شروع کر دے گا۔

ابھرتے معاشی ممالک بامقابلہ امریکہ

پچھلے چند برس سے امریکہ اور ابھرتے معاشی ملک (چین، روس، برازیل، بھارت اور جنوبی افریقہ) معاشی و سیاسی میدانوں میں باہم برسرپیکار ہیں۔ بیرونی جنگوں اور شاہ خرچیوں نے امریکی معیشت کا کباڑا کر دیا تھا مگر اب خصوصاً شیل تیل و گیس کی دریافت کے بعد وہ رفتہ رفتہ سنبھل رہی ہے۔ اُدھر 2013ء میں ابھرتی معاشی ملکوں نے بھی خاص کارکردگی نہیں دکھائی۔ سو دونوں عالمی قوتوں کے درمیان برابر کی چوٹ جاری ہے۔

ماہرین کہتے ہیں، مضبوط ہوتی معیشت کی وجہ سے امریکی حکومت کو موقع ملے گا کہ وہ بین الاقوامی معاملات میں دوبارہ اپنی اہمیت منوا سکے۔ سو اس برس صدر اوباما کی سعی رہے گی کہ وہ ایران و کیوبا سے تعلقات بہتر بنائیں، چین اور جاپان کے مابین کشیدگی کم کریں، شام کی خانہ جنگی ختم کرائیں ...... اور اپنے بنیادی معاصر، چین کے اردگرد اپنی موجودگی بڑھائیں۔ گویا امریکی طویل عرصہ افغانوں پہ سوار رہیں گے۔

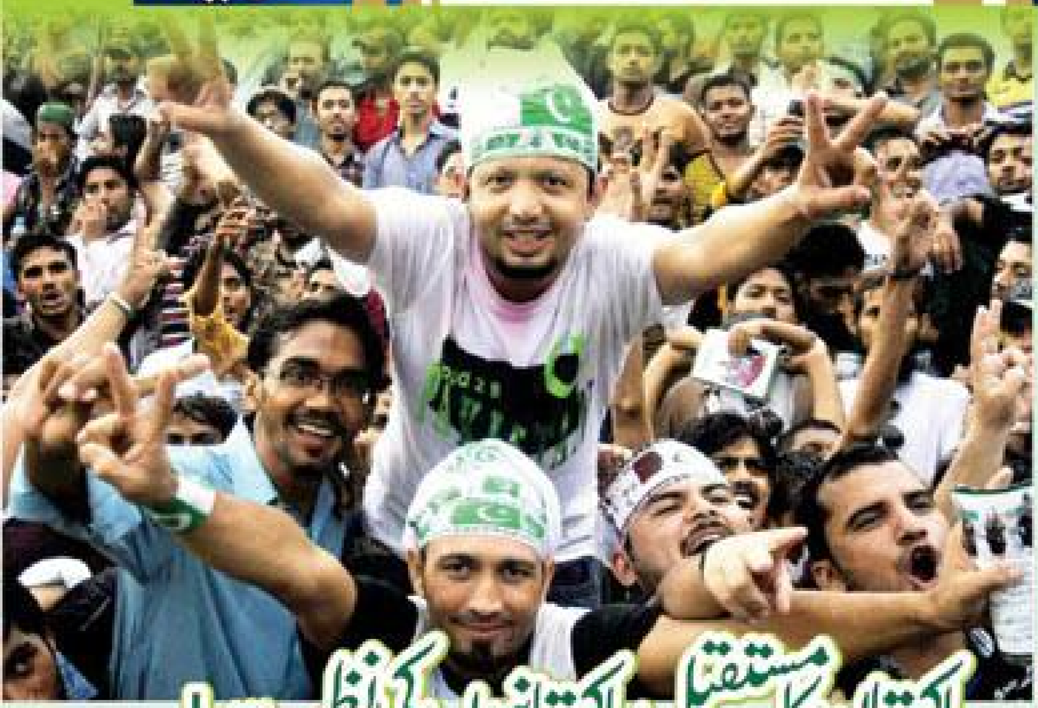

پاکستان کا مستقبل پاکستانیوں کی نظر سے!

کچھ عرصہ قبل ایک معروف ویب سائٹ پہ پاکستانیوں سے پوچھا گیا کہ ان کے نزدیک 2014ء کا برس پاکستان کے لیے کیسا رہے گا؟ سوال کے ملے جلے جوابات سامنے آئے۔ بعض نے مایوسی ظاہر کی تو دوسرے پُرامید نظر آئے۔ بہرحال خصوصاً نئی نسل کے جوابوں سے عیاں ہوا کہ وہ ماضی کی نسبت باشعور ہو چکی اور اب قومی معاملات بخوبی سمجھتی ہے۔ جوابات کا انتخاب پیش خدمت ہے۔

☆ 2014ء کا سال بہتر ثابت ہو گا۔ موجودہ حکومت معاشی سرگرمیوں اور صنعت و تجارت کو فروغ دے گی۔ تاہم مثبت اثرات اگلے سال ہی صحیح طرح نمایاں ہوں گے۔ سیاسی جماعتوں میں بھی پختگی آئے گی اور وہ جذبہ حب الوطنی کا مظاہرہ کریں گی۔ امید ہے کہ رفتہ رفتہ پاکستان مضبوط و مستحکم ہو جائے گا۔ (جاوید احمد، کراچی)

☆ اس سال بھی قوم مہنگائی، غربت، دہشت گردی، لوڈ شیڈنگ اور حکومتی بدانتظامی کا نشانہ بنی رہے گی۔ ذاتی مفادات کے اسیر ہمارے رہنما اتنے باصلاحیت نہیں کہ قوم کو ان گنت مشکلات سے نکال سکیں۔ کوئی بے وقوف ہی یہ سوچے گا کہ ہم اس سال خوشحالی و ترقی پا لیں گے۔ (سارا منظر، راولپنڈی)

☆ وطن عزیز کے باشندوں میں بتدریج شعور بڑھ رہا ہے۔ پاکستان میں اسی لحاظ سے تبدیلی آ رہی ہے کہ عام لوگ اب ذات، برادری اور ذاتی پسند ناپسند کے چکروں سے آزاد ہو کر قومی معاملات پر آزادی سے بات کرنے لگے ہیں۔ بہت سے پاکستانی اپنے اپنے شعبوں میں محنت و خلوص سے کام کر رہے ہیں تاکہ ملک و قوم کو ترقی دے سکیں۔ چین اور بھارت کے مانند ہم بھی محنت اور ذہانت سے اوپر آ سکتے ہیں۔ شاید کوئی مجھے تصور پسند سمجھے...... مگر مجھے امید و یقین ہے کہ پاکستان کو سربلند کرنے کی جدوجہد میں، میں تنہا نہیں۔ (فیصل اقبال، لاہور)

☆ پاکستان میں اچھے سیاست داں، سرکاری افسر، ادیب، صحافی وغیرہ موجود ہیں۔ لیکن ہماری تیزی سے بڑھتی آبادی مسائل کا سونامی پیدا کر چکی۔ مزید براں انتہا پسندی رہی سہی امیدیں نگل رہی ہے۔ سو میرے نزدیک آنے والا وقت کچھ اچھا نہیں۔ (عالیہ اکرم، پشاور)

☆ تعلیم وہ واحد شعبہ ہے جو طرزِ زندگی سے لے کر معیشت، سیاست، فنون لطیفہ اور ماحولیات تک میں بنیادی تبدیلیاں لا سکتا ہے۔ چونکہ ہماری حکومتیں تعلیم پر مطلوبہ توجہ نہیں دیتیں لہٰذا سال 2014ء میں بھی کوئی بڑی مثبت تبدیلی جنم نہیں لے گی، چاہے جمہوریت رہے یا نہیں۔ (رضوان شاہ، لاہور)

☆ ہماری اقدار و روایات پر ترک ڈراموں نے حملہ کر رکھا ہے۔ اور لگتا ہے کہ یہ یلغار 2014ء میں بھی جاری رہے گی۔ عشق معشوقی، ایک دوسرے کے خلاف سازشیں اور برہنہ لباس و حرکات ان ڈراموں کی خصوصیات ہیں جو پاکستانی شہروں میں خصوصاً تیزی سے متعارف ہو رہی ہیں۔ اسلام پسند ترک وزیراعظم نے بھی ان بے حیا ڈراموں کے خلاف آواز بلند کی تھی، مگر ترک میڈیا ''آزادیٔ اظہار'' کا سہارا لے کر ان پہ پل پڑا۔ سو وہ مجبوراً خاموش ہو گئے۔ مگر وقتاً فوقتاً ان ڈراموں کے خلاف آواز اٹھاتے رہتے ہیں۔ (نوشین آغا، کوئٹہ)

☆ میں سمجھتا ہوں، ماضی کے مقابلے میں نئی نسل زیادہ باشعور، تعلیم یافتہ اور سمجھدار ہے۔ لہٰذا وہ ملک و قوم کو درپیش مسائل حل کرنے کی صلاحیت و طاقت رکھتی ہے۔ سو انشاءاللہ ہمارا مستقبل شاندار ہے۔ بس ہماری قوم کو چاہیے کہ بہترین کی امید رکھے اور بدترین کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار رہے۔ (اعجاز احمد، گجرات)

☆ میرا خیال ہے، قوم جب تک الیکشنوں میں اہل، دیانت دار اور محب وطن رہنماؤں کا انتخاب نہیں کرتی، ہم مسائل کے بھنور میں پھنسے رہیں گے۔ کرپٹ سیاست داں ہو یا سرکاری افسر، وہ الٹا ترقی کا دشمن اور قوم پر بوجھ بن جاتا ہے۔ ہماری حکومتیں جتنی تیزی سے نوٹ چھاپتی ہیں، اسی برق رفتاری سے وعدے بھی کرتی ہیں۔ مگر نتیجہ عموماً صفر نکلتا ہے۔ (فاطمہ اسلم، ڈیرہ اسماعیل خان)

☆ 2014ء کا سال پاکستانیوں کے لیے بہت اہم ہے۔ امریکی فوج کی اکثریت افغانستان سے رخصت ہو جائے گی۔ اگر افغان مسئلہ امن سے حل نہ ہوا تو پاکستانی قوم کو مزید دہشت گردی اور بم دھماکے دیکھنے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ (سردار جہانگیر، حیدرآباد)

☆ حکومت اگر بدامنی اور لوڈ شیڈنگ پر قابو پا لے تو قومی معیشت کو بہت سہارا ملے گا۔ اور معیشت مضبوط ہونے سے غربت اور مہنگائی ختم ہوں گی جو معاشرتی بے چینی پیدا کرنے کے بڑے اسباب ہیں۔ (ثوبیہ، کراچی)

☆ میں تو چاہتا ہوں کہ ملک میں فوجی حکومت قائم ہو جائے۔ عوام کے خودساختہ لیڈروں نے تو پاکستان تباہ کر دیا ہے۔ انھیں عوام کی فلاح و بہبود نہیں، محض اس امر سے غرض ہے کہ خود کو زیادہ سے زیادہ بااثر، دولت مند اور طاقتور کیسے بنا سکیں۔ (منور حیات، ایبٹ آباد)

☆ پاکستان کے مستقبل کی پیشین گوئی کرنا بہت آسان ہے...... پچھلے چھیاسٹھ برس کے مانند 2014ء میں بھی شاندار وقت سیاست دانوں کا منتظر ہے کہ ان کی دولت دن دگنی رات چوگنی بڑھے گی۔ جبکہ پاکستانی قوم کا تو کوئی مستقبل ہی نہیں!! (نوشین، ملتان)

☆ مجھے یقین ہے، اس سال پاکستان کے ہر شعبہ ہائے زندگی میں بہتری آئے گی۔ ہمیں مایوسی کا دامن جھٹک کر امید سے تعلق بنانا چاہیے۔ (جاوید رشید، لاہور)

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

کراچی میں روپوش ہونے والے شدت پسندوں نے حکمت عملی تبدیل کی ہے

کالعدم تنظیموں کے خلاف کارروائیوں سے شہرت پانے والے کراچی کے پولیس افسر چودھری اسلم سے گفتگو

انٹرویو: عاطف رضا
عکاسی: عمران علی

ایس پی اسلم خان المعروف چودھری اسلم سندھ پولیس کے چند جانے مانے افسران میں سے ایک ہیں۔ چاہے دہشت گردی کا کوئی واقعہ ہو یا کوئی اہم اجلاس سفید کاٹن کی شلوار قمیص میں ملبوس بے نیازانہ انداز میں گریبان کھولے وہ ایسے مواقع پر تمام افسران سے منفرد نظر آتے ہیں۔ چودھری اسلم کا تعلق نہ تو پنجاب سے ہے اور نہ ہی وہ ''چودھری'' ہیں لیکن اپنی چال ڈھال اور مخصوص انداز کی وجہ سے وہ اسی نام سے جانے جاتے ہیں۔ خیبر پختونخوا کے شہر ایبٹ آباد سے تعلق رکھنے والے چودھری اسلم کا اصل نام محمد اسلم خان ہے۔ کالعدم تحریک طالبان پاکستان اور لشکر جھنگوی کے خلاف اپنی کارروائیوں کی وجہ سے وہ ان تنظیموں کے نشانے پر رہتے ہیں۔ دو سال قبل ان کی رہائش گاہ پر حملہ بھی ہو چکا ہے جس کی ذمے داری میڈیا طور پر کالعدم تحریک طالبان پاکستان نے قبول کی تھی۔ ایک جانب تو شدت پسند تنظیمیں انھیں ایجنٹ قرار دے کر ''ہٹ لسٹ'' میں شامل ہونے کا اعلان کرتی ہیں تو دوسری جانب سیاسی جماعتیں بھی ان سے نالاں رہی ہیں۔

چودھری اسلم کے کیریئر پر نظر ڈالی جائے تو جہاں ان کے کئی کارنامے نظر آتے ہیں وہیں ان پر کئی الزامات بھی لگائے جاتے ہیں۔ چودھری اسلم 31 دسمبر 1984 کو بطور اسسٹنٹ سب انسپکٹر (اے ایس آئی) پولیس میں بھرتی ہوئے۔ کراچی آپریشن کے دوران شہر کے حساس علاقوں میں سے ایک گلبہار تھانے میں ایس ایچ او رہے، بعد ازاں ناظم آباد کے ڈی ایس پی ہوئے۔ جرائم پیشہ افراد کے خلاف کراچی میں 1992 اور 96 کے آپریشن میں انہوں نے کلیدی کردار ادا کیا۔ اے ایس آئی سے ایس پی تک ان کی ترقی پر بعض مبصرین انھیں ''رینکر'' قرار دیتے ہیں۔ 2005 میں لیاری میں گینگ وار گروہوں کے خاتمے کے لیے لیاری ٹاسک فورس تشکیل دی گئی تو اس کا سربراہ چودھری اسلم کو بنایا گیا، مذکورہ فورس نے آپریشن کے دوران 15 گینگسٹرز کو ہلاک کرنے کا دعویٰ کیا اور کہا جاتا ہے کہ لیاری میں کی جانے والی کارروائیوں میں یہ اب تک کی واحد کامیاب کارروائی ثابت ہوئی۔ یہ چودھری اسلم ہی تھے جنھوں نے لیاری میں امن کمیٹی کے بانی رحمان بلوچ عرف رحمان ڈکیت کو چار ساتھیوں سمیت ہلاک کیا۔ 2007 میں مشتاق بروہی کیس جعلی ثابت ہونے کی بنا پر انھیں جیل بھیج دیا گیا تھا۔ عدالت سے بری ہو کر دوبارہ وہ پولیس فورس میں آئے تو انھیں سی آئی ڈی کے انسداد انتہا پسندی سیل کا سربراہ بنا دیا گیا جس کے بعد سے وہ شہر میں مقیم کالعدم تنظیموں کے خلاف برسرپیکار ہیں اور اب تک متعدد کارروائیوں میں کالعدم تنظیم کے سیکڑوں ملزمان کو گرفتار کرنے کے ساتھ ساتھ درجنوں کو کارروائیوں کے دوران ہلاک کرنے کا بھی دعویٰ کرتے ہیں۔ چودھری اسلم کی سربراہی میں ہونے والے بعض مقابلوں کو مشکوک تو قرار دیا گیا تاہم اب تک کسی بھی کارروائی کو سرکاری طور پر جعلی قرار نہیں دیا گیا۔ ان پر ماورائے عدالت قتل کے بھی کئی الزامات لگائے گئے۔ البتہ ان الزامات کی تحقیقات کے بعد انھیں بے قصور قرار دیا گیا۔ شہر میں شدت پسند تنظیموں کی جانب سے ہونے والی کارروائیوں اور ملوث افراد کا سراغ لگانے کے حوالے سے چودھری اسلم سے ایک نشست کی گئی، جس میں انھوں نے ''دنیا'' سے اہم معلومات کا تبادلہ کیا۔ اس نشست کا احوال پیش خدمت ہے۔

کراچی میں دہشت گردی کی بڑھتی ہوئی وارداتوں کے روک تھام کے لیے اتنے سارے سیل بنا دیے گئے ہیں اس کے باوجود دہشت گردوں کی جانب سے کارروائیوں کا سلسلہ رک نہیں پا رہا اس کی کیا وجہ ہے؟ اس سوال کے جواب میں ان کا کہنا تھا کہ رواں سال شہر میں 36 بڑے دھماکے ہوئے جن میں سے پیپلز چورنگی، ناظم آباد، پیر آباد، عزیز آباد بلاک 8، سہراب گوٹھ انڈس پلازہ، حاجی جنجال گوٹھ، عائشہ منزل، قائد آباد لانڈھی اور سائٹ اے میں میڈیکل اسٹور پر ہونے والے دھماکوں کے علاوہ رشید آباد چیک پوسٹ میں نصب کیے جانے والے پریشر ککر بم دھماکے سمیت 14 واقعات میں ملوث ملزمان کا سراغ لگایا ہے اور دیگر واقعات کی تفتیش بھی جاری ہے۔ شہر میں شدت پسند کالعدم تنظیموں کی موجودگی کے بارے میں وہ کہتے ہیں کہ اس وقت کراچی میں ایسی تنظیموں کے 500 سے زائد افراد موجود ہیں جو مختلف علاقوں میں بکھرے ہوئے ہیں۔ شدت پسند اور دہشت گرد عناصر کے ٹھکانے بنانے کی نئی حکمت عملی کے بارے میں وہ بتاتے ہیں کہ پہلے تو ایسا ہوتا تھا کہ دہشت گرد گنجان آبادیوں میں اپنی پناہ گاہیں بناتے تھے۔ لیکن اب دہشت گردوں کا نیٹ ورک ایسا بن چکا ہے کہ وہ شہر کے پوش علاقوں میں بھی روپوشی اختیار کرتے ہیں۔ کراچی میں طالبان کی موجودگی کے بارے میں انھوں نے کہا ''اب تک کی ہونے والی تفتیش میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ کالعدم تحریک طالبان سوات کے ملزمان شہر میں ہونے والی کارروائیوں میں ملوث ہیں اور اس حوالے سے چند ملزمان گرفتار بھی کیے گئے تھے، جن کا تعلق کالعدم تحریک طالبان سے تھا۔ گرفتار ہونے والے ملزمان نے دوران تفتیش کئی منصوبوں کا انکشاف بھی کیا اور ان ہی کی نشان دہی پر دہشت گردی کے کئی منصوبے ناکام بنائے گئے، جس میں متحدہ کے مرکز، عباسی شہید اسپتال اور امام بارگاہ حسینیہ ایرانیاں کو نشانہ بنانے کے منصوبے شامل ہیں۔''

چودھری اسلم کراچی میں متحرک تحریک طالبان کے مختلف گروہوں کے بارے میں کہتے ہیں ''حکیم اللہ محسود اور ولی الرحمان گروپ میں اختلافات ہو گئے ہیں، لیکن ہمارے لیے دونوں ہی گروپ دہشت گرد ہیں کیوں کہ دونوں ہی ریاست کے خلاف کام کرتے ہیں اور ان سے دہشت گردوں کی طرح ہی نمٹا جائے گا''۔ چودھری اسلم کا کہنا ہے کہ تحریک طالبان کے ساتھ ساتھ وہ کالعدم لشکر جھنگوی اور دیگر تنظیموں کے خلاف بھی کارروائیاں جاری رکھے ہوئے ہیں۔ کیا مختلف کارروائیوں اور گرفتاریوں کے نتیجے میں شہر سے کس حد تک تحریک طالبان اور دیگر گروہوں کی بیخ کنی کی جا سکی ہے؟ اس سوال کے جواب میں ان کا کہنا تھا: ''ٹی ٹی پی کے اہم لوگوں کو پکڑا جا چکا ہے لیکن ان کے گروپ کا مکمل خاتمہ کرنے کا دعویٰ نہیں کیا جا سکتا۔''

کراچی میں حکیم اللہ محسود اور ولی الرحمان گروپ کے مابین اختلافات پیدا ہو گئے ہیں

ٹی ٹی پی کراچی کے اہم لوگوں کو پکڑا جا چکا ہے لیکن ان کے گروپ کا مکمل خاتمہ کرنے کا دعویٰ نہیں کیا جاسکتا

گذشتہ کچھ عرصے سے شہر میں اچانک مقناطیسی ڈیوائس کے دھماکوں کی وارداتوں میں اضافہ دیکھنے میں آیا ہے۔ ان وارداتوں میں ملوث افراد کی نشان دہی اور ان کے مقاصد ایک معمے کی شکل اختیار کر گئے ہیں۔ اس بارے میں چودھری اسلم کا کہنا تھا کہ دو تین سال قبل شہر میں اس طرح کی وارداتوں کا سلسلہ شروع ہوا تھا، جس میں گھاس منڈی، ری کلب میں ہونے والا دھماکے سمیت دیگر واقعات شامل ہیں، ان کے مطابق اس میں ایک کالعدم تنظیم المختار گروپ شامل تھا لیکن اس گروپ کا خاتمہ کیا جا چکا ہے، اب کئی دنوں کے بعد دوبارہ ان وارداتوں میں ملوث گروہ کے حوالے سے اطلاعات مل رہی ہیں کہ اس میں کالعدم تحریک طالبان سوات کے کارندے شامل ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ ٹیکنالوجی فراہم کرنے کے لیے المختار گروپ کے بچ جانے والے کچھ کارندے مبینہ طور پر ان کے ساتھ مل کر کارروائیاں کر رہے ہوں۔ مقناطیسی ڈیوائس کے ذریعے بم دھماکوں کی تکنیک کے بارے میں ان کا کہنا تھا کہ اس میں دو طرح کی ٹیکنالوجیز استعمال کی جا رہی ہیں، جس میں ریموٹ سرکٹ اور سیلفی فیوز ڈیوائس شامل ہیں۔ وہ امید کرتے ہیں کہ جلد ہی ان کارروائیوں میں ملوث گروپ کی نشان دہی ہو جائے گی۔ شہر میں روپوش دہشت گردوں کے حوالے سے انہوں نے بتایا کہ جب بھی قبائلی علاقوں میں کارروائی کی جاتی ہے تو ان علاقوں سے تعلق رکھنے والے شدت پسند اور جرائم پیشہ عناصر پناہ گاہوں کی تلاش میں دیگر مقامات اور شہروں بالخصوص کراچی کا رخ کرتے ہیں، کراچی میں ان کے مقامی ساتھی انھیں پناہ گاہیں فراہم کرتے ہیں، اس عمل کو ان شدت پسندوں کی اصطلاح میں ''ترتیب'' کہا جاتا ہے، جس میں دہشت گرد یہاں آتے ہیں تو یہیں کے مقامی ان کے لیے ریکی کرتے ہیں اور انھیں مدد فراہم کرتے ہیں۔ جب وہ ملزمان اپنی کارروائیاں کر لیتے ہیں تو اس کے بعد ملزمان دوبارہ کراچی سے روپوش ہو جاتے ہیں۔ چودھری اسلم کے مطابق سہراب گوٹھ، منگھوپیر، بلدیہ، قائد آباد سمیت دیگر علاقے ان کی پناہ گاہیں ہیں۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ ان علاقوں کو شدت پسندوں کی پناہ گاہیں بتاتے ہیں تو ان میں کارروائی سے کیوں گریز کیا جاتا ہے اور یہاں کوئی گرینڈ آپریشن کیوں نہیں کیا جاتا تو اس کا جواب انھوں نے کچھ یوں دیا: ''ان علاقوں میں پولیس اور رینجرز کی جانب سے ٹارگیٹڈ کارروائیوں کا سلسلہ تو روزانہ کی بنیادوں پر جاری ہے لیکن اب ان علاقے میں روپوش افراد بکھرے ہوئے ہیں اور کسی گرینڈ آپریشن کے دوران نتائج حاصل ہونا مشکل ہیں''۔

لیاری میں امن کے لیے اہم گرفتاریاں ضروری ہیں

کالعدم تحریک طالبان کی جانب سے شہر کے مختلف علاقوں میں عدالتیں قائم کرنے کی اطلاعات پر تبصرہ کرتے ہوئے ان کا کہنا تھا کہ ''ماضی میں ایسے واقعات ہوئے تھے کہ جس میں کالعدم تنظیم کے ارکان نے ایک سیاسی جماعت کے دفاتر کو خالی کروا کر وہاں اپنے دفاتر قائم کر لیے تھے اور ان مخصوص علاقوں میں یہ اعلان بھی کر دیا گیا تھا کہ اپنے مسئلے مسائل حل کرنے کے لیے ان کے پاس لائے جائیں۔ ایسے واقعات بھی رپورٹ ہوئے ہیں لیکن اب ایسے حالات نہیں ہیں۔ ان کی موجودگی سے انکار نہیں ہے لیکن اب ان کا وہ اثر و رسوخ نہیں رہا۔''

لیاری کے حالات اور گزشتہ سال اپنی سربراہی میں ہونے والے آپریشن کے حوالے سے ان کا کہنا تھا ''پہلے ملزمان ایک تھے اب آپس میں بٹ گئے ہیں اور رینجرز اور پولیس کی جانب سے وہاں کارروائیاں کی جا رہی ہیں لیکن لیاری میں امن قائم کرنے کے لیے اہم ملزمان کو گرفتاری کرنا ضروری ہے، تبھی وہاں کی صورت حال میں واضح فرق آئے گا۔ انہوں نے گزشتہ برس ہونے والے آپریشن کے حوالے سے کہا کہ یہ تاثر غلط ہے کہ وہ کوئی آپریشن تھا بلکہ ہم ان ملزمان کی گرفتاری کے لیے گئے تھے، جنھوں نے سی آئی ڈی کے اہل کاروں پر حملہ کر کے انہیں مارا تھا اور جب ہم وہاں گئے تو معاملہ اتنا طول پکڑ گیا کہ اسے آپریشن کا نام دے دیا گیا۔ چودھری اسلم نے اس کارروائی میں کسی قسم کی سیاسی مداخلت کے بارے میں پوچھے گئے سوال کا جواب دینے سے گریز کیا۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

ڈاکٹر جاوید ملک

قارئین کے لئے آئی کارنر کے نام سے ایک نیا سلسلہ شروع کیا جارہا ہے۔ اُمید ہے اس کو پسند کیا جائیگا۔ انسانی جسم میں آنکھ کو بنیادی اہمیت حاصل ہے اور اسکو سب سے زیادہ حساس عضو کا درجہ حاصل ہے یہ قدرت کا دیا ہوا ایسا عظیم تحفہ ہے جس سے انسان اپنے پروردگار کی بنائی ہوئی کائنات کا نظارہ کرتا ہے اور دنیا کی رنگینیوں اور رونقوں سے لطف اندوز ہوتا ہے اس لیے آنکھوں کی جسم کے ہر حصہ سے زیادہ حفاظت کرنا چاہیے یوں بھی آنکھوں کی اہمیت کا اندازہ ان لوگوں کی بے بسی سے لگانا چاہیے جو روشنی سے محروم ہیں۔

آنکھوں کی حفاظت کیسے یقینی بنائی جائے؟

ان اہم باتوں کو جان لینا آپ کو بڑے نقصان سے بچا سکتا ہے

آجکل جو بات باعث پریشانی بنی ہوئی ہے وہ بچوں کی آنکھوں کے حوالے سے ہے۔ ہمارے ملک میں بچوں کی نظر چیک کروانے کا رواج نہیں اگر کوئی بچہ یا بچی کم نظر آنے، سر میں درد ہونے کی شکایت کرے تو والدین جھٹ سے بچے کو ڈانٹ کر چپ کروادیتے ہیں کہ تم سکول نہ جانے کا، کام نہ کرنے کا بہانہ کررہے ہو۔ حالانکہ بچہ حقیقی طور پر تکلیف کا شکار ہوتا ہے اگر درست وقت پر اسکی نظر کا معائنہ نہ کرایا جائے تو اسے خدانخواستہ عمر بھر کا روگ بھی لگ سکتا ہے۔ اسکی بینائی ہمیشہ کے لئے کم ہوسکتی ہے اور پھر اس نظر کو واپس لانے کے لئے بڑے سے بڑا ڈاکٹر حتیٰ کہ بیرون ملک کے تربیت یافتہ ڈاکٹر اور جدید آلات بھی کام نہیں آسکیں گے۔ اگر ہم برطانیہ، امریکہ یا کسی دوسرے یورپی ملک میں رہتے تو ہمارے بچے کا معائنہ سکول داخلے سے پہلے ضرور ہوتا۔ وہ بہت اچھا کرتے ہیں کیونکہ اس وقت اگر کسی بچے کی نظر کمزور ہو تو اس کو عینک لگا کر Stable کیا جاسکتا ہے اس عینک لگانے کے متعدد فوائد ہیں کہ نظر ایک سمت میں رہے گی۔ نور کا پردہ متاثر نہیں ہوگا۔ اس کا نمبر زیادہ نہیں ہوگا۔ کاش کہ ہمارے ملک کے اندر بھی حکومت وقت سکول میں داخل ہونے والے ہر بچے کی نظر کا معائنہ کروا کر سرکاری آئی سپیشلسٹ کا سرٹیفکیٹ لازمی قرار دے تاکہ ہم اپنے بچوں کی نظر کو بچاسکیں۔

عینک کے حوالے سے اکثر والدین بڑے تذبذب کا شکار ہوتے ہیں۔ بچے یا بچی کو عینک چھوٹی عمر میں لگ جانا بڑی عجیب بات تصور کی جاتی ہے کہ اس سے بچہ بڑا بدصورت ہو جائے گا۔ لوگ خاص طور پر دوسرے بچے جنہیں عینک نہیں لگی، بچے کا مذاق اُڑائیں گے کہ دیکھو دادا ابو نانی اماں، خالہ کو عینک لگ گئی۔ اگر ہم اپنے بچوں کی نظر بچانا چاہتے ہیں تو ہمیں ان تمام باتوں کو اپنے دماغ سے نکالنا ہوگا۔ عینک اگر بچے کو لگتی ہے تو عینک کا لگنا اس کے لئے فائدہ مند ہے۔ اس کا احساس بڑی عمر ہونے پر ہوتا ہے جب ہر چیز ہاتھ سے نکل چکی ہوتی ہے اور تمام ڈاکٹر بے بس دکھائی دیتے ہیں۔ ایک اور بات جو بچوں کی عینک کے حوالے سے نوٹ کی گئی ہے کہ کچھ بچے عینک نہیں لگاتے بار بار عینک کو توڑ دیتے ہیں۔ اس سلسلے میں ان کو پیار سے سمجھائیں کہ عینک لگانا اتنا اہم ہے جتنا کہ کھانا کھانا۔ ایسے سمجھیں کہ عینک لگانا آنکھ کو کھانا کھلانے کے مترادف ہے اور ہم خوب جانتے ہیں کہ کھانا نہ کھانے کے کیا نقصانات ہیں۔ کچھ بچوں میں عینک کا نمبر ذرا مختلف طریقے سے دیا جاتا ہے۔ ان کی آنکھوں میں قطرے ڈال کر ان کی آنکھ کی پتلی کو پھیلایا جاتا ہے تاکہ اس کا درست نمبر دیا جاسکے۔ اس عمل میں 3 مرتبہ بچوں کا چیک اپ ہوتا ہے۔ بار بار چیک کروانے پر بچے کے والدین بے صبری کا مظاہرہ کرتے ہیں جو سراسر غلط ہے۔ انہیں اپنے بچے کی بینائی بچانے کی خاطر ڈاکٹرز سے تعاون کرنا ہوگا۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی بھی بچے بچی یا بڑے کی ایک آنکھ کی نظر کمزور ہوتی ہے دوسری آنکھ کی ٹھیک ہوتی ہے جب وہ دونوں آنکھوں سے دیکھتا ہے تو اسے بالکل صاف صاف دکھائی دیتا ہے اگر اس دوران وہ آنکھوں کا معائنہ کرواتا ہے تو اسے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی تو ایک آنکھ کی نظر کمزور ہے جب اس آدمی یا عورت کو عینک کا نمبر دیا جاتا ہے تو وہ یہ کہتا ہے کہ جناب میری نظر تو بالکل ٹھیک تھی کیسے ہوگیا تو اس کی بات کو درست تو سمجھی جاسکتی ہے لیکن جب ایک آنکھ کو بند کرکے اسے معائنہ کرنے والے چارٹ کو پڑھائیں تو پھر اس کے چودہ طبق روشن ہوتے ہیں کہ اس کی نظر تو واقعی کمزور ہے۔ یہ بات نوٹ کی گئی ہے کہ اگر 100 مریضوں کا معائنہ کیا جائے تو ان میں 60 مریض یقینی طور پر عینک کا نمبر لینے والے ہوں گے۔

اکثر مریض ڈاکٹرز سے یہ سوال کرتے ہیں کہ آجکل بچوں اور بڑوں کو عینک لگنے کی کیا وجوہات ہیں تو اسکا بڑا مختصر اور جامع جواب یہ ہے کہ یہ ایک قدرتی امر ہے آنکھ کی سامنے والے پٹی جسے کارنیا کہتے ہیں، اس پر تبدیلیوں کی وجہ سے عینک لگانا پڑتی ہے اور دیکھا یہ گیا ہے کہ عینک کا نمبر ہمیشہ بڑھتا ہے دور کی عینک لگانے والے لوگوں کے علاوہ ہر وقت عینک لگانا چاہیے اور ہر چار سے چھ ماہ کے بعد فالو اپ کرنا ضروری ہے۔ 18 سال تک عینک کا نمبر تبدیل ہوتا رہتا ہے۔ بچوں کے والدین اور بڑی عمر کے نوجوان لوگ خوراک کا آنکھوں کے حوالے سے پوچھتے ہیں تو اس میں عرض یہ ہے کہ گاجر کا جوس گاجر آنکھوں کی بینائی کے لئے سودمند ہے اس میں وٹامن اے ہے جو ہمیں اُجالے اور اندھیرے میں عمل دخل کرنے والے خلیوں کے لئے مفید ہے۔

اگر کوئی یہ کہے کہ گاجر اسکی عینک کو اتارنے میں معاون ثابت ہوسکتی ہے تو ماہرین اس سے اتفاق نہیں کرتے۔ عینک کا نمبر دو قسم کا ہوتا ہے دور کا اور نزدیک، فی زمانہ یہ دیکھا جارہا ہے کہ عورتوں میں نزدیک کا نمبر جو پہلے کئی سالوں تک 40 سال کی عمر میں پہنچنے کے بعد لگتا تھا اب 30 سے 35 سال کی عمر میں لگ رہا ہے۔ اس کی بڑی وجہ الٹرا وائلٹ شعاعوں کا آنکھوں پر براہ راست اثر کرنا ہوسکتا ہے۔

عمومی طور پر 40 سال کے مرد یا عورت کو نزدیک کی عینک لگانا اسلئے پڑتی ہے کہ عینک کے اندر موجود اللہ پاک نے جو شیشہ جسے ہم میڈیکل زبان میں لینز کہتے ہیں کے دھاگوں کا سخت ہونا ہے۔ دھاگے جو ہمیں قریب کی نظر دکھانے میں معاون ثابت ہوتے ہیں ان میں لچک کا کم ہونا ہے۔ اگر کسی مرد یا عورت کو قریب کی نظر کی عینک لگ جائے تو اس میں قطعاً پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ کیونکہ عمر کے ساتھ اکثر لوگوں میں یہ ہوجاتا ہے۔ ڈاکٹرز سے لوگ یہ بات بھی ضرور کرتے دکھائی دیتے ہیں کہ عینک کو اتارنے اس سے ہمیشہ چھٹکارا حاصل کرنا ممکن ہے تو اس کا جواب ہے جی ہاں۔ 20 سال سے زائد عمر کے بچے بچوں کا عینک کا نمبر اگر ایک سال سے Stable ہے انہیں شوگر یا آنکھ کی کوئی دوسری بیماری لاحق نہیں تو آنکھ کا ایک حساس ٹیسٹ جو آنکھ کی پتلی کی حالت کو چیک کرنے والا ہوتا ہے کرنے کے بعد بذریعہ لیزر سے عینک سے چھٹکارا پانا ممکن ہے۔ اس لیزر کے علاوہ اگر کوئی یہ کہے کہ آنکھ کے اندر لینز ڈال کر اسکی نظر کی عینک اتاردی جائے تو یہ ہوسکتا ہے لیکن ہمارے ملک میں ایسے آپریشن کی شرح بہت کم ہے۔ زیادہ تر عینک لگانے یا لیزر کرنے پر انحصار کیا جاتا ہے۔

(جاری ہے)

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

گھریلو مشورے

خشک ہونٹ

ایمان لاہور سے اچھا نسخہ پوچھتی ہیں۔ ان کے ہونٹ ہروقت خشک رہتے ہیں اور نچلا ہونٹ بہت موٹا ہے۔

ہونٹ کی بناوٹ قدرت نے بہت نازک بنائی ہے۔ کچھ لوگوں کی عادت ہوتی ہے، ہونٹوں میں پین پنسل دبا لیتے ہیں کچھ ہونٹوں کو دانتوں سے دباتے رہتے ہیں اور جو لوگ منہ میں انگلی یا انگوٹھا ڈال کر چوستے رہتے ہیں ان کا نچلا ہونٹ متاثر ہو کر موٹا ہو جاتا ہے۔ اور جن لوگوں کو گائے بھینس کا گوشت کھانے کا شوق ہوتا ہے ان کے ہونٹ بھی موٹے بھدے ہوتے ہیں۔ ہونٹوں کی جلد متاثر ہوتی ہے۔ گرمی میں بھی اور اب سردی کے موسم میں بھی۔ آپ جب بھی کینو، موسمی وغیرہ کھائیں بعد میں ایک چھا لک چھیل کر آہستگی سے ہونٹوں پر ضرور ملیں۔ اس سے ہونٹ نرم رہیں گے۔ دیسی گلاب مل جائے تو ایک پھول کی صرف پتیاں لیکر پیس کر رکھ لیں۔ تازے مکھن میں ملا کر ہونٹوں پر لگایئے۔ ان پنکھڑیوں میں وٹامن ای ہے۔ وٹامن بی۔5 ہے جس کی وجہ سے ہونٹوں کو غذائیت ملے گی اور وہ نرم رہیں گے۔ رات کو ناف کے اندر تھوڑی سی روئی میں تیل لگا کر رکھیں صبح نکال دیجیے چند روز میں ہونٹوں کی خشکی غائب ہو جائے گی۔ گھر میں تازہ دودھ آتا ہے تو اس پر قدرتی طور پر ہلکی سی چکنائی اوپر آجاتی ہے چمچے سے نکال کر ہونٹوں پر لگائیں۔ کچے دودھ سے ہونٹ تروتازہ رہتے ہیں۔ سوتے وقت آپ ہونٹوں پر زیتون کا تھوڑا سا تیل لگائیں۔ موٹے ہونٹ پر اگر آپ طریقے سے لپ اسٹک لگائیں تو وہ اچھا لگے گا۔

تل کے لڈو

فرقان لاہور سے لکھتے ہیں۔ مجھے پیشاب بہت آتا ہے۔ میں نے بہت ساری دوائیں استعمال کی ہیں لیکن کوئی افاقہ نہیں ہوتا۔ فائزہ پوچھتی ہیں۔ میرے دونوں بچوں کا مسئلہ ہے دس بارہ سال کے ہیں۔ رات کو پیشاب کے لیے اٹھاتی ہوں پھر بھی بستر خراب ہو جاتا ہے۔ سردی کے موسم میں روزانہ بستر نہیں دھویا جاتا۔ اس کے لیے ضرور لکھئے۔

فرقان آپ پیشاب ٹیسٹ کرایئے۔ آپ کو شوگر کا مسئلہ تو نہیں ہے۔ پہلے سردی شروع ہوتے ہی گھروں میں تل کے لڈو بنتے تھے۔ تاکہ بار بار بچوں اور بزرگوں کو پیشاب نہ آئے۔ ٹافیاں، ببل گم، گولیاں وغیرہ بچوں کو نہیں دی جاتی تھیں۔ گجک، ریوڑیاں شوق سے کھاتے تھے۔ اس میں چونکہ تل ہوتے ہیں اس لیے پیشاب کا مسئلہ بھی حل ہو جاتا تھا۔ سفید دھلے ہوئے تل ڈھائی سو گرام لے کر اسے صاف کر لیجیے اور ڈھائی سو گرام ناریل کدو کش کر لیں۔ یا بازار سے خرید لیں۔ خود کریں تو زیادہ فائدہ ہے۔ ڈھائی سو گرام منقہ لے کر اس کے بیج نکال دیں اور تنکے وغیرہ صاف کر دیں۔ ان سب کو اچھی طرح کوٹ کر چھوٹی سے متاسیں لڈو آپ بنا سکتی ہیں۔ صبح نہار منہ ایک ایک لڈو بچوں کو دیجیے۔15 منٹ بعد ناشتہ کرایئے۔ اسی طرح رات کو سونے سے پہلے ایک لڈو کھلایئے۔ پیشاب میں کمی ہو گی۔ کچھ خواتین سوجی بھون کر علیحدہ رکھتی ہیں۔ گڑ یا چینی کا شیرہ پکا کر اس میں بھونی ہوئی سوجی، تل اور میوہ جات ملا کر لڈو بنا لیتی ہیں۔ فرقان آپ اچھے دواخانے سے دوا لیں۔ گجک کا چورا لائیں اس میں تل کافی ہوتے ہیں۔ وہ کھائیں۔

دماغ پر خوف کی کیفیت

محسن اقبال پوچھتے ہیں کہ میرے دماغ پر ہروقت خوف کی کیفیت طاری رہتی ہے۔ اگر کسی موت کی خبر سن لوں تو دل کی دھڑکن تیز ہو جاتی ہے۔ بلڈ پریشر ہائی ہو جاتا ہے۔ میں سفر بھی نہیں کر سکتا کولیسٹرول کا بھی مسئلہ ہے۔ گیس اور تیزابیت بھی ہے بھوک لگتی ہے کھاتا بھی ہوں۔

ہمارے معاشرے میں نوجوانوں کے مسائل شدت اختیار کر رہے ہیں اور ذہنی دباؤ کی شرح بلند ہوتی جا رہی ہے۔ دماغی صلاحیتوں میں کمی۔ دل کی دھڑکن تیز ہو جاتی ہے اور دل پر انجانی سی گھبراہٹ طاری ہونے لگتی ہے۔ تھکن، موت کا خوف، نیند کا اچاٹ ہو جانا۔ پورے جسم میں کپکپی ہونے لگتی ہے۔ ہمارے ملک میں بھی نفسیاتی بیماریاں بڑھتی جا رہی ہیں۔ ان کے تدارک کے لیے آپ سب سے پہلے تو نماز کی پابندی کریے۔ اور صبح سویرے اٹھ کر اذان کے وقت مسجد جایئے۔ نماز پڑھ کر بیس منٹ کے لیے سیر کریے۔ آپ کو اپنے میں کافی بہتری نظر آئے گی۔ ڈاکٹر سے مل کر چیک اپ کرایئے۔ دوا کا باقاعدگی سے استعمال کریں۔ معاشرے میں خوف، مایوسی، ذہنی بے سکونی اور مذہب سے دوری نفسیاتی طور پر زچ کر رہی ہے۔ اور ان میں روز اضافہ ہوتا جا رہا ہے ہومیو پیتھک ادویہ میں بھی اس کا علاج ہے۔ اور طب میں بھی۔ آپ دن میں دو تین بار گرین ٹی ضرور پئیں۔ یہ کولیسٹرول کے لیے بھی اچھی ہے۔ خون کو گاڑھا ہونے سے بچاتی ہے۔ اور ہائی بلڈ پریشر کو بھی فائدہ ہوتا ہے۔ آہستہ آہستہ کولیسٹرول کی سطح کم ہونے لگتی ہے۔ سب سے بڑی بات یہ کہ قوت مدافعت بڑھنے لگتی ہے۔ موسم کے پھل سبزیاں خوب کھایئے۔ قبض نہ ہونے دیجیے گاجر، مولی، پالک، ساگ، کینو، مالٹے امرود موسم کی سوغات ہیں ان سے فائدہ اٹھایئے اور ایک بار اپنا چیک اپ ضرور کرا لیجیے۔

آپ بھی پوچھیئے

صغیرہ بانو شیریں سینئر لکھاری اور ادیبہ ہیں، ان کا تعلق دہلی کے معروف سادات خاندان سے ہے، شیریں صاحبہ بلا کی سگھڑ اور سلیقہ شعار خاتون ہونے کے ساتھ ہربل میڈیسن میں مہارت رکھتی ہیں۔ وہ بچوں کے لیے سینکڑوں اور کوکنگ پر درجنوں کتب کی مصنفہ ہیں۔ ان کا گھریلو مشوروں پر مبنی کالم "آپ بھی پوچھیے" ہر ہفتے روزنامہ دنیا کے سنڈے میگزین میں شائع ہوتا ہے۔

بالوں کے مسائل

حافظ ذوار حسین شجاع آباد سے کہتے ہیں سر کے بال گرتے جا رہے ہیں میں کیا کروں؟۔ شعیب لاہور، عمر 24 سال پوچھتے ہیں میرے بال گھنے اور سیاہ تھے اب زیادہ ہی گرتے ہیں بتایئے؟۔ عثمان جھنگ سے لکھتے ہیں کہ میرے چہرے اور داڑھی کے بال بھورے ہیں سیاہ کیسے ہو سکتے ہیں؟۔ تیز عباس میاں چنوں سے لکھتے ہیں۔ میرے بال بہت ٹوٹتے رہتے ہیں۔ میں جب نہاتا ہوں تو بہت زیادہ بال گرتے ہیں۔ اسماء وحید دریا خان سے لکھتی ہیں۔ میری دونوں بہنوں کے سر میں خشکی سارا سال رہتی ہے مگر سردیوں میں زیادہ مسئلہ رہتا ہے۔ خارش کرنے سے سر میں زخم بن جاتے ہیں کوئی ٹوٹکہ بتایئے۔

چقندر کا تیل بالوں کے لیے بہت اچھا ہے۔ خشکی سکری دور کرتا ہے۔ بال گھنے اور مضبوط بناتا ہے موسم سرما کی سبزی ہے آپ ہفتہ میں دو بار چقندر ضرور پکا کر کھایئے۔ تین بڑے چقندر لیں چھلکوں سمیت گول قتلے کاٹ لیں۔ ایک مٹھی بھر مہندی کے پتے لیں۔ ایک بڑا چمچ کلونجی۔ اور ایک چمچ میتھی دانہ۔ ایک کلو تیل سرسوں کا گرم کریے۔ اس میں ایک یا دو قتلے چقندر کے ڈالیے۔ جب کالے ہو جائیں اتار کر دوسرے ڈال دیں۔ آخر میں چقندر کے پتے اور مہندی کے پتے کلونجی اور میتھی دانہ ڈال دیں۔ چولہا بند کر دیں۔ یہ بھی جل جائیں گے ٹھنڈا ہونے پر چھان کر رکھ لیں۔ عثمان صاحب، داڑھی کے بال سیاہ ہونے مشکل ہیں۔ قدرتی رنگ بدلنے کی کوشش بھی نہ کریے۔ اسماء وحید بہنوں کے بالوں کی خشکی کے لیے آپ ایلوویرا لگایئے۔ ایک پاؤ میتھی دانہ بازار سے پسوا کر رکھیے۔ گھر میں گرائنڈر خراب ہو جاتا ہے وہ بڑے چمچ میتھی دانہ کا سفوف تھوڑے سے گرم پانی میں بھگو دیجیے۔ گھنٹہ بھر میں پھول جائے گا۔ ایلوویرا کے دو بڑے پتے لے کر اس کا گودا نکال کر بلینڈ کریے۔ اس میں بھیگا ہوا میتھی دانہ، چوتھائی چمچ چائے والا ہلدی ملایئے اور بالوں کی جڑوں میں اچھی طرح لگا کر آدھے پون گھنٹے کے لیے چھوڑ دیجیے۔ پھر سر دھو کر ہلکے نم بالوں میں پانچ قطرے تیل اور تین قطرے لیموں کا رس ملا کر انگلی کی پوروں سے بالوں کی جڑوں میں لگا کر برش کریے۔ ہفتہ میں دو بار چقندر کا تیل لگایئے۔ ایلوویرا بالوں کی خشکی اور زخم کو ٹھیک کرنے میں مدد دے گا۔ میتھی دانہ چکناہٹ سے خشکی ختم کر دے گا۔

مٹر کا ذائقہ

مٹر فریز کرنے کے بعد نکال کر پکائے جائیں تو ان کا ذائقہ نہیں آتا اور رنگ بھی بدلتا ہے گلتے نہیں۔ ان کا ذائقہ کیسے ٹھیک رہ سکتا ہے۔ فائزہ

ہم لوگ اکٹھے ہی سارے مٹر ایک لفافے میں فریز کر دیتے ہیں۔ اور پھر فوراً ہی نکال کر ہانڈی میں ڈال دیتے ہیں۔ مٹر تیز سبز رنگ کے ہونے چاہئیں۔ دانے نکال کر سی ململ کے پرانے کپڑے میں ڈھیلی سی ایک پوٹلی بنایئے۔ سٹین لیس سٹیل کے برتن میں پانی بھر کر ابال کریں۔ جوش آنے پر کھولتے پانی میں مٹر کی پوٹلی ڈالیے۔ گھڑی دیکھ کر تین سے چار منٹ ابالیے پھر پوٹلی نکال لیجیے۔ کھول کر چھلنی میں ڈالیے تاکہ سارا پانی نچڑ جائے۔ پھر انہیں ٹھنڈے پانی میں تھوڑی دیر بھگو کر چھلنی میں رکھیے جب سارا پانی نچڑ جائے تو درمیانی لفافوں میں بھر کر فریز کریے۔ جب بھی پکانے ہوں گھنٹہ دو گھنٹہ پہلے نکالیے تاکہ نرم ہو جائیں پھر ہانڈی میں ڈالیے پودینے کے پانچ چھ پتے بھی ساتھ ڈالیے مٹر گل جاتے ہیں اور ذائقہ رہتا ہے۔ مٹر کے چھلکے کچھ خواتین ایک یا دو بھی ملا دیتی ہیں پھر نکال لیتی ہیں اس طرح بھی مٹر جلدی گل جاتے ہیں۔ رنگ بھی ٹھیک رہتا ہے۔

دانت کا مسئلہ

گرنے سے میرے دانت پر چوٹ لگی تھی۔ ایسا لگتا ہے کہ دانت ہل گیا ہے۔ ہاتھ لگانے سے محسوس نہیں ہوتا دانتوں کے لیے ضرور لکھئے۔ ابھی تو میری عمر تیس سال ہے۔ دانت کیسے جم سکتا ہے؟

سہیل احمد اب طرح طرح کی جدید دوائیاں ہیں آپ کسی اچھے دانتوں کے ڈاکٹر کو بھی دکھایئے۔ ہمارے ہاں گھریلو طور پر پھٹکری استعمال کی جاتی ہے۔ مختلف منجنوں میں۔ آپ بازار سے سفید پھٹکری لا کر توے پر رکھیے جب وہ اچھی طرح بریاں ہو جائے تو اس میں دو عدد چھالیہ کے ٹکڑے بھی جلا کر ملا لیں۔ چھالیہ علیحدہ جلائیں۔ اس منجن کو دانتوں پر اچھی طرح صبح شام لگائیں۔ اس سے ہلتے دانت جم جاتے ہیں مگر بڑھاپے کے نہیں۔ اسی طرح دنداسہ کا چھوٹا ٹکڑا بھی کام آتا ہے۔ وہ بھی دانت کی جڑ میں رکھتے ہیں۔

کاکروچ یعنی لال بیگ

دو تین خط کاکروچ کے بارے میں آئے ہیں۔ اور ایک صاحب نے تو پوچھا ہے یہ کتنے دنوں میں ختم ہو جاتے ہیں ایک ہماری قاریہ بہن ثمینہ بھی بینک میں ہیں وہ بھی لال بیگ کے متعلق پوچھتی ہیں۔ راحیلہ قمر کہتی ہیں ہمارے ہاں بڑے والے لال بیگ ہیں۔ جو اڑتے بھی ہیں۔ بڑی گھن آتی ہے۔

کاکروچ چھوٹے بھی ہوتے ہیں اور انچ ڈیڑھ انچ لمبے بھی۔ یہ بڑے سخت جان ہیں۔ اور اپنی نسل بڑی تیزی سے بڑھاتے ہیں۔ ایک جوڑا سال بھر میں سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں بچے پیدا کرتا ہے۔ نمی اور گرمی میں ان کی افزائش تیزی سے ہوتی ہے۔ اندھیرا ان کو بہت پسند ہے۔ کوڑے کی باسکٹ میں، کچن میں، حد یہ کہ فریج میں بھی گھس جاتے ہیں۔ یہ ننھی منی مخلوق بہت سخت جان ہے۔ کپڑے کوڑوں سے لے کر کھانے پینے کی بچی ہوئی چیزیں، کاغذ تک چٹ کر لیتے ہیں۔ کچن کی الماریوں میں اخبار نہ بچھایئے۔ ان کو اخبار بھی اچھا لگتا ہے بلکہ صفائی کر کے بورکس پاؤڈر چھڑک کر خاکی کاغذ بچھایئے۔ بازار میں بورک پاؤڈر مل جاتا ہے وہ خرید یئے۔ بورک پاؤڈر، میدہ، چینی، ملک پاؤڈر یعنی سوکھا دودھ چاروں چیزیں ہم وزن لے کر تھوڑا سا پانی ڈال کر پیر کے مطابق گولیاں بنا لیں انہیں آپ کچن کی الماریوں میں رکھیے۔ جہاں کاکروچ آتے ہیں وہاں رکھ دیجیے۔ چھ سات ہفتہ بعد دوسری گولیاں بنا کر رکھیے۔ کافی حد تک امن رہے گا۔ اپنے کچن میں ایک چھوٹی لائٹ رات کو ضرور کھلی رکھیے۔ روشنی میں یہ کاکروچ باہر نہیں نکلیں گے۔ کچن کی صفائی کا خاص خیال رکھیے۔

نظر کی کمزوری

عبدالمنان سیالکوٹ سے نظر کی کمزوری کے لیے پوچھتے ہیں۔ میمونہ اپنی بچیوں کے لیے نظر کی کمزوری کے لیے مشورہ مانگتی ہیں۔ عذرا بانو کے بیٹے کو کمپیوٹر دھندلا لگتا ہے۔ صاف نظر نہیں آتا۔

آپ سب کو چاہیے سب سے پہلے ڈاکٹر سے آنکھوں کا معائنہ کرائیں۔ وہ عینک تجویز کرتے ہیں تو ضرور لگوایئے۔ سونف کے ننھے ننھے دانے نظر کی کمزوری دور کرتے ہیں گھر میں سونف لا کر رکھیے۔ ہلکی سی سونف بھون کر اس میں بادام الائچی چینی ملا کر رکھیے بچے کھاتے رہیں گے۔ سونف اور بادام نظر کے لیے اچھے ہیں۔ اور اب تو گاجروں کا موسم ہے۔ بچے گاجر کا جوس شوق سے پی لیتے ہیں۔ بازار کے ڈبہ بند جوس کے بجائے ان کو گاجر کا جوس دیں اس میں ایک ٹکڑا چقندر کا بھی ڈال لیا کریں۔ ایک پاؤ سونف لے کر صاف کریے۔ اس میں آدھ پاؤ بادام کی گری۔ آدھ پاؤ ناریل۔ چھٹانک بھر خشخاش اور ایک تولہ سفید دکھنی مرچ جسے وائٹ پیپر کہتے ہیں۔ باریک پیس کر اس میں چینی یا مصری ملایئے۔ بڑے بچوں کو ایک ٹیبل سپون سفوف صبح شام نیم گرم دودھ کے ساتھ دیں اسی طرح اب شلغم پالک کا موسم ہے۔ شلغم بمعہ پتوں کے پکا کر کھلایئے۔ کینو، فروٹر، موسمی، سیب وغیرہ بچوں کو کھلایئے بار بار آنکھوں پر پانی کے چھینٹے ماریے۔ بچوں کو وضو کی عادت ڈالیے۔ پانچوں وقت وضو کرنے سے آنکھیں صاف اور روشن رہتی ہیں۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

BMA
Since 1952

CELEBRATING 60 Years
Since 1952

معجون کبیر (زعفرانی)

جسم میں بھر دے تازگی اور توانائی

معجون کبیر خالص نباتاتی اجزاء اور زعفران سے تیار کیا جانے والا خاص مرکب ہے جو اعصاب اور اعضائے رئیسہ کو تقویت دیتا ہے۔ طبیعت کے بوجھل پن اور تھکاوٹ کو دور کرتا ہے۔ زائل شدہ قوت کو بحال کر کے جسم میں چستی اور طاقت پیدا کرتا ہے۔

itsurdu.blogspot.com

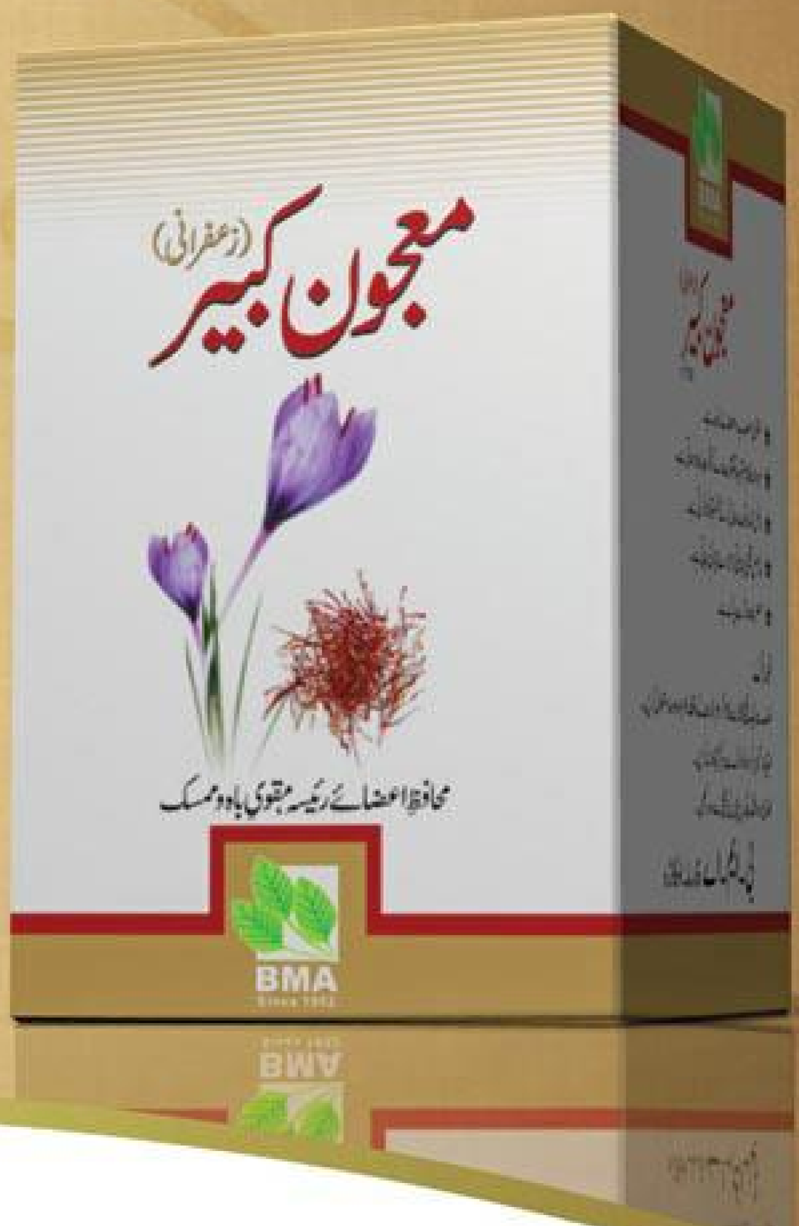

زعفران، شہد اور قدرتی نباتاتی اجزاء سے بنا ایک خاص مرکب
جو جگا دے پُر جوش زندگی کا ایک نیا احساس

بی۔ایم۔اے فارما اوکاڑہ، پاکستان
info@bmapharma.com 044-2514023 - 4123
www.facebook.com/BMA Pharma

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

طیبہ بخاری

[illegible]

فوٹوگرافی: عامر چشتی

میک اپ: رضوان سلطان

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

بوڑھے ارب پتیوں کے مقابلے میں غریب نوجوان سیاست دان

20 ہزار کی جائیداد کا مالک رکن اسمبلی

نچلے و متوسط طبقوں سے تعلق رکھنے والے عام آدمی پارٹی کے کامیاب نوجواں امیدواروں کا سبق آموز تذکرہ

ہادی محمود

وہ وزیر اعلیٰ بنا تو اس نے سرکاری سیکورٹی اور گاڑی لینے سے انکار کر دیا۔ یہی نہیں، یہ بھی فیصلہ کیا کہ وہ عالیشان سرکاری بنگلے کے بجائے اپنی رہائش گاہ ہی میں قیام کرے گا۔ یہ کسی سادگی پسند مغربی رہنما نہیں نئی دہلی کے نئے وزیر اعلیٰ، اروند کیجر وال کا ذکر خیر ہے۔

آپ کو تعجب ہوا نا؟ کیونکہ بھارت (اور پاکستان میں بھی) کوئی شخص وزیر اعلیٰ کیا، رکن اسمبلی بھی بن جائے تو بیشتر کی تمنا ہوتی ہے کہ آگے پیچھے قیمتی گاڑیوں کی فوج ظفر موج ہو۔ یہ فعل سٹیس سمبل بن چکا۔ اور وہ سرکاری وسائل کو باپ دادا کی جاگیر سمجھ کر اڑاتا ہے۔ اروند اور ان کی جماعت "آپ" (عام آدمی پارٹی) نے اسی سٹیٹس کو کے خلاف دہلی الیکشن لڑا اور کامیابی پائی۔

حقیقت میں "آپ" دولت و منہ زور طاقت میں لتھڑی بھارتی سیاست میں تازہ ہوا کا جھونکا ثابت ہوئی۔ جب الیکشن کا موقع آیا تو پارٹی نے حسب روایت خود امیدوار منتخب کرنے کے بجائے ہر حلقے کے عام آدمیوں کو یہ ذمے داری سونپی کہ وہ من پسند شخص کو چن لیں۔ سو الیکشن میں "آپ" کی طرف سے بیشتر انہی لوگوں نے ہی حصہ لیا اور کامیاب ٹھہرے جو نچلے یا متوسط طبقوں سے تعلق رکھتے تھے۔

ان عوامی امیدواروں کی جیت نے واضح کر دیا، اگر کسی شہر، قصبے یا گاؤں میں عوام متحد ہو جائیں تو کوئی بگڑا امیر یا خطرناک غنڈہ بھی ان کے سامنے نہیں ٹھہر سکتا۔ ذیل میں "آپ" کے ان کامیاب رہنماؤں کا تذکرہ پیش ہے جو واقعی عوام میں پلے بڑھے اور انہی کے درمیان سے اٹھ کر اسمبلی میں پہنچے۔

دھرمیندر سنگھ کولی

26 سالہ دھرمیندر کوئی فلم سٹار نہیں دہلی کی ایک پس ماندہ بستی سندر نگری کا باسی ہے۔ مڈل پاس کر کے اس نے گھر کے باہر چھوٹا سا کھوکھا لگا لیا اور روزمرہ استعمال کی اشیا بیچنے لگا۔ اسے ماہانہ تین چار ہزار روپے یافت ہو جاتی۔ یوں وہ گھریلو اخراجات میں ماں باپ کا ہاتھ بٹانے لگا جو بڑھتی مہنگائی سے تنگ آئے ہوئے تھے۔

دھرمیندر کی بڑی بہن 29 سالہ سنتوش کولی میٹرک پاس تھی۔ دوران تعلیم ہی حساس لڑکی سماجی سرگرمیوں میں حصہ لینے لگی۔ اس کی بڑی خواہش تھی کہ سندر نگری کے باسیوں کو ان کے حقوق مل جائیں۔ سو وہ ان کی خاطر کرپٹ سرکاری افسروں اور مقامی جرائم پیشہ افراد سے جا ٹکرائی جو غریبوں کا استحصال کرتے تھے۔

غنڈوں سے پنجہ آزمائی کا نتیجہ یہ نکلا کہ سنتوش پہ وقتاً فوقتاً قاتلانہ گیارہ حملے ہوئے لیکن وہ بچ نکلی۔ چند ماہ قبل جب "آپ" نے علاقے کے لوگوں کو یہ اختیار دیا کہ وہ پسندیدہ امیدوار کا انتخاب کر لیں، تو انھوں نے سنتوش کولی ہی کا چناؤ کیا۔ وہ اپنے علاقے میں بہت مقبول تھی۔ دھرمیندر بتاتا ہے: "میری بہن کی سعی ہوتی، ہر کسی کا مسئلہ فوراً حل کر دے۔ وہ عام شخص کی خاطر سرکاری افسر یا غنڈے سے بھی بھڑ جاتی۔ اس نے لوگوں کو یہ شعور عطا کیا کہ اپنے حقوق کے لیے کس طرح لڑا جائے۔"

"آپ" کی امیدوار بننے کے صرف گیارہ دن بعد غنڈوں نے موٹر سائیکل پہ جاتی سنتوش پر ٹرک چڑھایا اور اسے مار ڈالا۔ شاید مقامی مافیا کا کوئی سرغنہ خوفزدہ تھا کہ رکن اسمبلی بن کر وہ اس کے پر تینچ دے گی۔ پولیس اب تک مجرموں کو گرفتار نہیں کر سکی۔

اپنی محبوب رہنما کی غیر فطری موت نے علاقے کے سبھی مکینوں کو افسردہ و غمگین کر دیا۔ انھوں نے پھر آپس میں مشورہ کیا اور مقتولہ کے بھائی، دھرمیندر کو اپنا امیدوار بنا لیا...... حالانکہ وہ بہن کے برعکس سماجی خدمت اور سیاست کا کوئی تجربہ نہیں رکھتا تھا۔ پھر وہ الیکشن لڑنے کے لیے درکار سرمائے سے بھی محروم تھا۔

خود دھرمیندر نے بھی ابتداً الیکشن لڑنے سے انکار کر دیا۔ پھر اسے احساس ہوا کہ رکن اسمبلی بن کر اسے یہ سنہرا موقع ملے گا کہ کرپشن کے خلاف اپنی مقتول بہن کی جنگ جاری رکھے۔ اسی خیال سے تقویت و جوش پا کر وہ انتخاب لڑنے کو تیار ہو گیا۔ اس نے الیکشن کمیشن کو اپنی جائیداد (کھوکھے) کی مالیت "20 ہزار روپے" بتائی۔ یہ الیکشن لڑنے والے تمام امیدواروں میں سب سے کم مالیت کی جائیداد تھی۔

دھرمیندر بتاتا ہے: "کوئی غریب "آپ" کی آمد سے قبل سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ الیکشن لڑے گا۔ مگر میری بہن اور اروند جی نے عوام کو بتایا، الیکشن لڑنے کی خاطر دولت و طاقت نہیں جوش و جذبہ درکار ہے۔ اگر کوئی عوام کو متحد کر دے تو کسی مائی کے لال میں ہمت نہیں کہ اسے کامیاب ہونے سے روک سکے۔"

حلقے میں دھرمیندر کا مقابلہ مشہور کانگرسی لیڈر، ویر سنگھ سے تھا۔ وہ گذشتہ تین الیکشنوں سے یہ نشست جیتتا چلا آ رہا تھا۔ اب بھی بظاہر اسی کی فتح کا امکان روشن تھا۔ مگر اس بار عام لوگوں کے اتحاد نے اپنے نمائندے، دھرمیندر کو فتح یاب کرا دیا۔ اس کی انتخابی مہم کا بیشتر خرچ بھی انہی نے برداشت کیا۔ وہ کہتا ہے:

"میرے والدین خوفزدہ ہیں کہ سیاست داں کہیں ان کے اکلوتے بیٹے کو بھی مروا ڈالیں۔ مگر میں قطعاً خوفزدہ نہیں۔ اب عام لوگوں کو باشعور بنانا میرا مشن بن چکا۔ میری تمنا ہے، وہ کرپٹ نظام کی زنجیریں توڑ کے آزاد و خود مختار ہو جائیں۔ تب انھیں اپنا ووٹ فروخت کرنے یا رشوت دینے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔"

راکھی برلا

26 سالہ راکھی برلا کا تعلق دلت (اچھوت) طبقے سے ہے۔ اجداد دہلی کے قریب واقع ریاست جھجر کے رہائشی تھے جس کے مسلمان نواب نے 1857ء کی جنگ آزادی میں انگریزوں کا زبردست مقابلہ کیا تھا۔ سو آزادی و انقلاب کے جذبے نے راکھی کو بھی متاثر کیا۔

گھر میں روپے پیسے کی تنگی تھی، مگر پڑھ لکھ کر وہ صحافی بننے میں کامیاب رہی۔ جب 2011ء میں انا ہزارے اور اروند جی نے کرپٹ حکومتی نظام کے خلاف اپنی تحریک کا آغاز کیا تو راکھی اس سے متعلق رپورٹنگ کرنے لگی۔ وہ قائدین تحریک کے نظریات سے اتنی زیادہ متاثر ہوئی کہ اپنے علاقے میں غریبوں کی بہبود کے لیے سماجی سرگرمیوں میں حصہ لینے لگی۔

جب "آپ" وجود میں آئی تو وہ اسے سیاسی جماعت نہیں انقلاب سمجھ کر اس میں شامل ہوئی۔ بعد ازاں اس کے علاقے منگول پوری کے باشندوں نے اسے اپنا امیدوار چن لیا۔ وہاں 1993ء سے ایک بااثر و امیر کانگرسی رہنما، راج کمار چوہان الیکشن جیت رہا تھا۔

پسماندہ دلت ذات سے تعلق رکھنے کے باوجود تعلیم یافتہ راکھی نے اپنی انتخابی مہم بھرپور اعتماد سے چلائی۔ لوگوں نے بھی اس پہ اعتبار کیا اور اسے کامیاب کرا دیا۔ امکان ہے کہ وہ "آپ" کی صوبائی حکومت میں بہ حیثیت سب سے کم عمر وزیر شامل ہو جائے۔

راکھی نچلے طبقے سے ہے۔ اس کا دادا، تارا چند ایک سرکاری محکمے میں جمعدار تھا۔ جبکہ باپ بھی چھوٹی موٹی ملازمتیں کر کے گذارا کرتا رہا۔ اسی باعث راکھی صرف "پچاس ہزار روپے" کی جائیداد رکھتی ہے۔ یہ دولت بھی اس نے بطور صحافی کام کرتے ہوئے کمائی۔ اس کی کامیابی سے یہ سچائی عیاں ہے کہ بھارتی سیاست میں کم از کم شہری سطح پہ پیسا ثانوی حیثیت اختیار کر چکا۔

کرپٹ حکومتی نظام کو نیست و نابود کرنا راکھی کا مشن ہے۔ وہ خواتین کے حقوق کی خاطر بھی لڑنا چاہتی ہے۔ اس کی فتح سے منگول پوری کے غریب و بے بس اچھوتوں کو نیا جوش و ولولہ ملا۔

پرکاش جروال

"آپ" نے نوجوان بھارتی نسل کو خاص طور پہ ٹارگٹ بنایا کیونکہ پارٹی کے رہنماؤں کو اس سے بڑی امیدیں و تمنائیں وابستہ ہیں۔ اسی باعث الیکشن دہلی میں حصہ لینے والے "آپ" کے 65 امیدواروں میں آدھے نوجوان تھے۔ اور ان میں سب سے کم عمر 25 سالہ پرکاش جروال کا تعلق بھی نچلے متوسط طبقے سے ہے۔

پرکاش دہلی کے علاقہ دیولی میں پیدا ہوا۔ لڑکپن سے نوجوانی تک ٹیوشنیں پڑھا کر تعلیمی اخراجات پورے کیے۔ محنت رنگ لائی اور اس نے دہلی یونیورسٹی سے ایم بی اے کر لیا۔ وہ پھر ایک ملٹی نیشنل کمپنی سے بطور اسسٹنٹ منیجر منسلک ہو گیا۔

جب انا ہزارے اور اروند جی کرپشن کے خلاف اٹھے تو پرکاش یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ لاکھوں لوگ ان عام رہنماؤں کے گرد اکٹھے ہو گئے۔ وہ پھر تحریک سے اتنا متاثر ہوا کہ خود بھی سماجی کارکن بن گیا۔ وہ دیولی میں بڑھ چڑھ کر رفاہی سرگرمیوں میں حصہ لینے لگا۔ "آپ" وجود میں آئی تو اس میں جا شامل ہوا۔

دیولی کے باشندے اس نوجوان رہنما کو پسند کرنے لگے۔ سو جب پسندیدہ امیدوار کے چناؤ کا مرحلہ آیا تو انھوں نے پرکاش ہی کو چنا۔ علاقے میں بی جے پی کا اروندر سنگھ بڑا مضبوط امیدوار تھا۔ اس نے اپنی انتخابی مہم کے دوران پیسا پانی کی طرح بہایا۔ مگر عوامی اتحاد کے سامنے اس کا کوئی چراغ نہ جل سکا۔ چنانچہ ایک عام آدمی نے خواص کے نمائندے کو 17 ہزار ووٹوں سے شکست دے ڈالی۔ بھارتی الیکشن کمیشن کے مطابق پرکاش "ایک لاکھ چونسٹھ ہزار روپے" کی جائیداد رکھتا ہے۔ یہ روپے اس نے ملازمت کی آمدن سے کمائے۔

الیکشن دہلی سے قبل عام آدمی پارٹی کے سبھی امیدواروں نے عوام کے سامنے اپنی اپنی جائیداد کی مالیت کا اعلان کیا تا کہ کسی کھوٹ کھپٹ کی گنجائش نہ رہے۔ بھارت بھر میں جماعت کے اس اقدام کو زبردست پذیرائی ملی۔ وجہ یہی ہے کہ بھارت (اور پاکستان میں بھی) بہت سے سیاست داں اپنی جائیداد کی مالیت چند ہزار سے چند کروڑ روپے تک دکھاتے اور اربوں روپے چھپا لیتے ہیں۔

پرکاش اب ملازمت چھوڑ چکا۔ وہ چاہتا ہے کہ اب عوام کے مسائل حل کرنے کی خاطر اپنی توانائیاں استعمال کرے اور انھیں غربت و بے بسی کی دلدل سے نکال دے۔

اکھلیش پتی ترپاٹھی

29 سالہ اکھلیش پتی کی منفرد داستان حیات یہ اصول حقیقت اجاگر کرتی ہے کہ دنیا میں ایسے بے غرض انسان بھی بستے ہیں جو غریبوں کے دکھ درد دور کرتے ہوئے اپنا سنہرا مستقبل تک قربان کر ڈالتے ہیں۔

یہ جوان ریاست اتر پردیش کے شہر خلیل آباد میں پیدا ہوا۔ والد مقامی کمپنی میں کلرک تھے۔ انھوں نے پیٹ کاٹ کر بیٹے کو اعلیٰ تعلیم دلوائی۔ آخر اکھلیش نے الہ آباد یونیورسٹی سے انگریزی میں ایم اے کر لیا۔ وہ پھر آئی سی ایس افسر بننے کا خواب من میں بسائے دہلی چلا آیا تا کہ مقابلہ جاتی امتحان میں شامل ہو سکے۔ اسے علاقہ لال باغ میں ایک کھولی میں پناہ ملی۔ کھولی میں چار لڑکے مل کر رہتے تھے تا کہ اخراجات کم سے کم رکھ سکیں۔

لال باغ میں ہزارہا کی تعداد میں غریب بستے تھے۔ ان کے بے شمار مسائل دیکھ کر اکھلیش میں یہ تمنا جاگی کہ وہ کسی طرح ان کی مدد کرے۔ سو وہ متفرق سماجی خدمات انجام دینے لگا...... غریب بچوں کو مفت پڑھانا، سرکاری دفاتر میں مجبوروں کے کام کرانا، ناداروں کو کھانا کھلانا، میڈیکل کیمپ لگوانا وغیرہ۔

رفتہ رفتہ وہ سماجی سرگرمیوں میں اتنی دلچسپی لینے لگا کہ سرکاری افسر بننے کا خیال ترک کر دیا۔ اب وہ وہی انسانیت کی خدمت کرتے اپنی زندگی بِتانا چاہتا تھا۔ اخراجات پورے کرنے کی خاطر اس نے ایک سماجی تنظیم میں ملازمت کر لی۔ بعد ازاں "آپ" کا حصہ بنا۔ اور پھر اکھلیش پہ جان دینے والے عام مرد و زن نے اسے متفقہ طور پر اپنا امیدوار چن لیا۔

عوام کی طاقت و حمایت پا کر اکھلیش پتی نے کانگرس اور بی جے پی، دونوں بڑی پارٹیوں کے مضبوط امیدواروں کو شکست دی اور رکن اسمبلی بننے میں کامیاب رہا۔ اعلیٰ رتبہ پا کر اکھلیش کا دماغ خراب نہیں ہوا...... آج بھی وہ صبح سویرے لائن میں لگتا اور اپنی باری آنے پر رفع حاجت جاتا ہے۔ وہ صرف ڈیڑھ لاکھ روپے کی جائیداد رکھتا ہے اور...... اور یہ جائیداد ایک موٹر سائیکل و عام گھریلو الیکٹرونکس اشیا پہ مشتمل ہے۔

عام آدمی پارٹی کا ترانہ

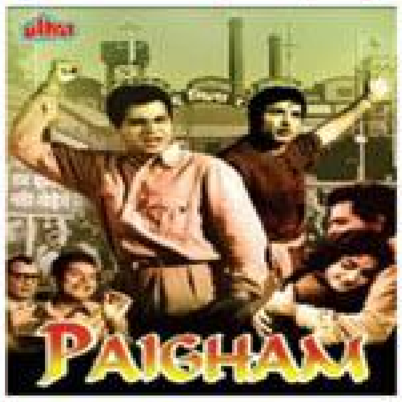

پچھلے دنوں اروند کیجروال نے کسی پُر آسائش ہال کے بجائے کھلے میدان میں دہلی کے ایک میدان میں لاکھوں شہریوں کے سامنے وزیر اعلیٰ کا حلف اٹھایا۔ اس موقع پر نئے وزیر اعلیٰ نے عوام کے ساتھ مل کر مندرجہ ذیل ایک گانا بھی گایا جو "آپ" کا ترانہ بن چکا:

انسان کا انسان سے ہے بھائی چارا
یہ پیغام ہمارا، یہ پیغام ہمارا
نئے جگت میں ہوا پرانا، اونچ نیچ کا قصہ
سب کو ملے محنت کے مطابق اپنا اپنا حصہ
سب کے لیے سکھ کا ہو برابر بٹوارا
یہ پیغام ہمارا، یہ پیغام ہمارا
ہر اک محل سے کہو کہ جھونپڑیوں میں دیا جلائے
چھوٹوں اور بڑوں میں اب کوئی فرق نہ رہ جائے
اس دھرتی پر ہو پیار کا گھر گھر اجیارا
یہ پیغام ہمارا، یہ پیغام ہمارا

(1959ء کی مشہور فلم، پیغام سے ماخوذ)

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

مردوں، عورتوں کیلئے یکساں مفید

پری ملٹی ہربل آئل اینڈ شیمپو

بال آپ کے بھی لمبے ہو سکتے ہیں

صرف 7 دن میں خشکی، سکری کا خاتمہ

بال گرنا بند اور نئے بال اُگنا شروع

شرطیہ گورا کرے

پری ملٹی ہربل وائٹنگ کریم

اسٹیرائیڈز اور خطرناک کیمیکل سے پاک

جلن اور ری ایکشن سے پاک

صرف 1 ہفتہ میں گورا کرے

وقتی نہیں دیرپا اثر کرے

پری کی مصنوعات 100% قدرتی 100% مؤثر

پری ملٹی ہربل بی۔ڈی کریم

4 in 1 Herbal Formula

بہترین رزلٹ کیلئے ہمراہ Figure-Up کیپسول

صرف 3 ہفتے کا استعمال

40 میں بھی لگیں 20 کی

بچوں کو فیڈ کرانے سے ڈھلک جانے والی

زچگی کے بعد ڈھلک جانے والی D-Shape

بیماری یا کسی بھی وجہ سے گر جانے والی

• Firming • Developing • Tightening • Softening

پری ملٹی ہربل سلمنگ آئل

صرف مساج اور موٹاپا غائب

• موٹاپا گھٹائیں جہاں سے چاہیں

• زچگی کے بعد پیٹ کا بڑھنا

• بیٹھ کر کام کرنے سے کمر کا بڑھنا

• جسم کے باقی حصوں کا غیر معمولی طور پر بڑھ جانا

پری ملٹی ہربل فریکل کریم

چھائیاں اور آنکھوں کے گرد حلقوں کا خاتمہ

Sensetive سکن کیلئے بھی بے ضرر فارمولا

اسٹیرائیڈز اور خطرناک کیمیکل سے پاک

وقتی نہیں دیرپا اثر کرے

لڑکے، لڑکیوں کیلئے یکساں مؤثر

پری فیس کریم

ہمراہ Vita-Skin کیپسول

کیل دانے ختم کرکے رنگ گورا کرے

• دن بھر گرد و غبار سے محفوظ رکھے

• کیل چھائیاں داغ دھبے دور کرے

• دھوپ میں بہترین Sun-Blocker

• ہر قسم کیل، دانے، چھائیاں کو ہمیشہ کیلئے دور کرکے آپکو بنائے پری چہرہ

Peri کی پراڈکٹس ہر ہومیو، جنرل اور میڈیکل سٹورز پر دستیاب ہیں۔ مزید معلومات 0300 432 5915 , 0345/0321 668 0699

PCSIR سے باقاعدہ تصدیق شدہ ہربل فارمولا

اصلی نسخہ خاص کستوری والا خوشگوار زندگی کی نوید

اگر آپ کمزوری، خاص کی وجہ سے پریشان، مایوسی کی زندگی گزار رہے ہیں یا خود کو لاعلاج سمجھتے ہیں تو پریشان نہ ہوں۔ کیونکہ اب آپکے پاس ہے اصلی نسخہ خاص کستوری والا جو اعلیٰ درجے کے نباتات و جمادات سے تیار ہونے والا ایسا کثیر الفوائد مرکب ہے جس نے دنیائے طب میں تہلکہ برپا کر دیا ہے یہ خالص قیمتی اور نایاب جڑی بوٹیوں کے بے مثل جواہر سے تیار کردہ شاہکار ہے جو اعصابی کمزوری میں مبتلا مردوں میں جینے کی نئی امنگ پیدا کر دیتا ہے۔ تمام کیمیاوی قوت بخش ادویہ سے کہیں زیادہ قوت دینے والا یہ نسخہ ہر قسم کے منفی اثرات سے پاک و مبرا ہے۔ اس میں شامل موثر اجزاء اعصابی نظام کو نہ صرف درست بلکہ اعصابی قوت میں بے پناہ اضافہ بھی کرتے ہیں اور ڈپریشن جیسی خطرناک بیماری کا بھی ازالہ کرتے ہیں۔ اس کے استعمال سے جسم میں چستی اور تازگی پیدا ہو جاتی ہے۔ اسکے اجزاء مادہ حیات کو طبعی حالت پر لانے کیساتھ ساتھ سپرمز میں بھی اضافہ کرتے ہیں۔ نسخہ Azoospermia اور Elegospermia کے مریضوں کیلئے تحفہ حیات ہے۔ شادی سے پہلے یا بعد دونوں صورتوں میں تیر بہدف ہے۔ یہ نسخہ بوڑھوں کو بھی جوان بنا دیتا ہے۔ شوگر، بلڈ پریشر، تھکاوٹ، جوڑوں کے درد، مثانہ، دل و دماغ اور جگر کی بھی خصوصی اصلاح کرتا ہے۔ (خوشگوار لمحات میں حسب خواہش اضافہ کرتا ہے) یہ نسخہ شوگر کے باوجود پر اعتماد خوشگوار ازدواجی زندگی کی راہ ہموار کرتا ہے۔

دواخانہ حکیم تحسین کا تیار کردہ اصلی نسخہ خاص کستوری والا کے استعمال سے آپ انشاءاللہ صحت و تندرستی سے مالا مال ہو جائینگے اور آپکی زندگی میں حقیقی خوشیوں کی بہار آ جائیگی کیونکہ یہی نسخہ خوشگوار زندگی کی نوید ہے۔

تحسین دائمی نزلہ کورس

دور جدید کے تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے قدیم دور کے جوشاندوں اور خیساندوں سے ایک نیا اور جدید فارمولا ترتیب دیا گیا ہے۔ یہ دائمی نزلہ کورس پہلے سے زیادہ خصوصیات کا حامل زود اثر مرکب ہے جو نزلہ، زکام، ریشہ، امراض صدریہ، کھانسی، بلغم، گلے کے ٹانسلز، سر درد، سانس کی تنگی، غنودگی، نسیان، ناک کا بند ہونا، کیرا اور بے خوابی جیسے امراض کا دفیعہ کرتا ہے۔ یہ کورس نزلہ زکام کے اصل اسباب کو دور کرکے یادداشت میں بھی اضافہ کرتا ہے۔ اس کیساتھ ساتھ اعصابی، دماغی، ذہنی، جسمانی اور نظر کی کمزوری کا شافی علاج کرکے مریض کو ان بیماریوں سے چھٹکارا پا کر صحت مند زندگی گزارنے میں مدد فراہم کرتا ہے۔

گلناری

خواتین و حضرات کیلئے یکساں مفید

دور حاضر کے امراض تو وہی ہیں جو زمانہ قدیم سے چلے آ رہے ہیں لیکن موٹاپے نے تو تمام ریکارڈ ہی توڑ ڈالے۔ کسی کی بیوی، کسی کی بہن، کسی کی بیٹی، تو کسی کی ماں، اسی طرح کوئی شوہر، بھائی، بیٹا اور باپ بھی پریشان ہیں۔ لیکن Fats اور صحت کیلئے متوازن غذا کی طرف کوئی بھی توجہ نہیں دے رہا۔ بس ہر سمت یہ شور ہے کہ وہ موٹا اور وہ موٹی لیکن پھر بھی خوبصورت زندگی کے رنگ گلناری کے سنگ والی بات ہے جو دواخانہ حکیم تحسین نے برسوں ریسرچ کے بعد عوام الناس میں متعارف کرائی ہے۔ یہ ہماری شب و روز محنت کا ثمر ہے جس سے فائدہ اٹھانا آپکا کام ہے۔ گلناری کے استعمال سے جسم میں چربی (Fats) بننے کا عمل رک جاتا ہے اور چربیلے ذرات کو تحلیل کرنے میں مدد ملتی ہے۔ کولہوں کے بھاری پن اور پیٹ کی فالتو چربی سے نجات لاتا ہے۔ بے ڈول جسم کو دبلا پتلا اور پرکشش بناتا ہے۔ جگر اور معدے کے افعال کو درست کرکے صالح خون کی افزائش کرتا ہے۔ مصفی خون ہونے کے باعث جلد کو شگفتہ اور چہرے کو تر و تازہ رکھتا ہے۔ یورک ایسڈ کو خارج کرکے کولیسٹرول کو بڑھنے سے روکتا ہے۔ گردوں اور مثانے کو تقویت دے کر فاسد مادوں کا اخراج کرنا بعد ازاں بے ڈول جسم کو دبلا پتلا سڈول اور سمارٹ بنانا یہی تو کمال ہے گلناری کا۔ آپ پیچھے کیوں رہیں اپنے جسم کا جائزہ لیں، محسوس کریں اور پھر گلناری کا استعمال شروع کریں تاکہ دیکھنے والے بھی دنگ رہ جائیں کہ یہ سب کیسے......؟ اور کہاں سے......؟ اور آپ فخر سے بتائیں یہ سب دواخانہ حکیم تحسین کی گلناری کا کمال ہے۔

تحسین معدہ کورس

معدہ درست انسان تندرست

معدہ کے خاص امراض میں قبض، گیس، بدہضمی، متلی، قے، پیچش، تیزابیت، اپھارہ، سینے کی جلن اور انتڑیوں کی بیماریاں سرفہرست ہیں۔ اسکے علاوہ بھوک نہ لگنا، غذا کا ہضم نہ ہونا، کھٹی ڈکاریں، السر، ورم اور سوزش بھی معدہ کی خرابی کا نتیجہ ہیں نیز بواسیر، یرقان، بلڈ پریشر، گھبراہٹ، گھٹن، نیند کا نہ آنا، بے چینی، ٹینشن اور ڈپریشن جیسے امراض بھی معدہ کی کارکردگی درست نہ ہونے سے لاحق ہوتے ہیں۔ ان تمام امراض سے شفایاب ہونے کیلئے تحسین معدہ کورس کا استعمال کریں۔ یہ کورس پیٹ کی تمام خرابیوں کو دور کرنے کیساتھ ساتھ تازہ خون بھی بناتا ہے۔ یہ کورس معدے کو صحتمند اور جسم کو چاق و چوبند رکھتا ہے۔

دواخانہ حکیم تحسین

کلمہ چوک گلبرگ III لاہور

042-111-444-900

042-35889958-9

0301-8444900

کراچی: 021-34526267,34520905 0336-2444900

راولپنڈی: 051-5778918-9 0334-5444900

فیصل آباد: 041-8863900 / 8785900 0300-8186877

سرگودھا: 048-3740901, 3741901 0300-8186876

ملتان: 061-4546904-5, 0304-7106900

گوجرانوالہ: 055-3824443-4, 0302-8379900

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

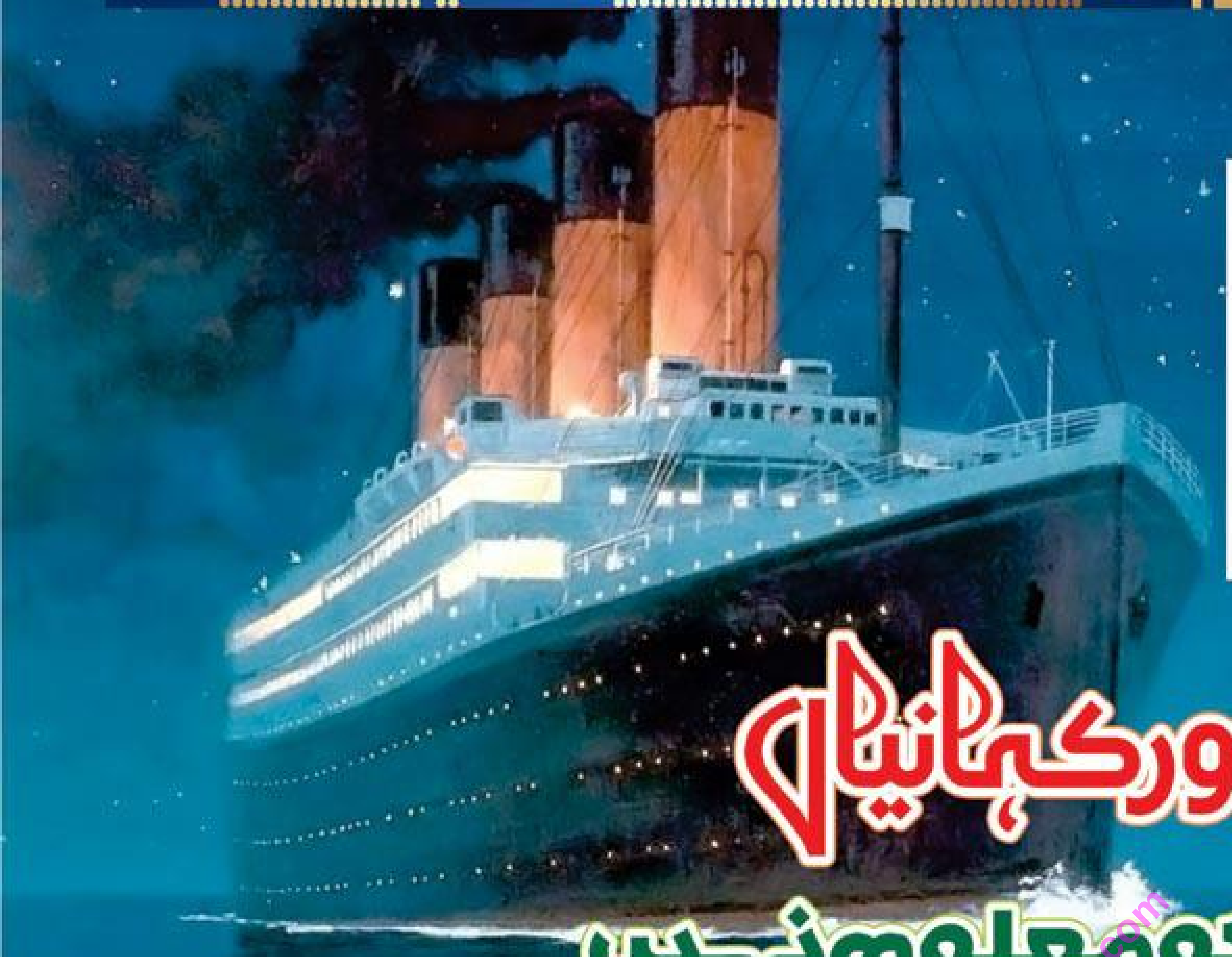

ٹائی ٹینک کی اور کہانیاں
جو آپ کو معلوم نہیں

itsurdu.blogspot.com

عبدالستار ہاشمی

آپ میں سے اکثریت نے جیمز کیمرون کی تاریخ ساز فلم ٹائی ٹینک دیکھی ہو گی جس میں کیٹ ونسلٹ اور لیونارڈو نے شاندار اداکاری کے جوہر دکھائے۔ اس بلاک بلاسٹر فلم نے شائقین فلم کے دلوں کو چھوا اور صدی کی بہترین فلموں میں شمار ہوئی۔ اس فلم کا گانا ’’ایوری نائٹ ان مائی ڈریمز‘‘ نے بھی شہرہ آفاق نام کمایا۔ اس فلم نے سو سال قبل ہونے والے ایک المناک حادثے کی یاد تازہ کر دی جس میں کئی لوگ موت کا شکار ہوئے۔ 1912ء میں آر ایم ایس ٹائی ٹینک نامی جہاز 15 سو مسافروں کو لے کر منزل تک پہنچنے سے پہلے ہی آئس نارتھ اٹلانٹک سمندر میں ایک برف کے پہاڑ سے ٹکرا کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ اس فلم میں تو محبت کرنے والا ایک جوڑا ہی شائقین کی توجہ کا مرکز رہا جس میں ہیرو اپنی ہیروئن کو بچاتے ہوئے جان دے دیتا ہے۔ لیکن فلم سے ہٹ کر اس جہاز کے سفر شروع کرنے سے لے کر تباہی تک کئی ایسی باتیں بھی ہیں جو دنیا کو معلوم نہیں ہیں۔ اس مضمون میں چند ایک ایسے حقائق پیش کیے جا رہے ہیں جو اس سے قبل انہیں معلوم نہ ہوں گے۔ یہ 14 اپریل 1912ء کی بات ہے جب اپنے پہلے سفر میں دنیا کا سب سے بڑا اور جدید بحری سہولتوں سے آراستہ جہاز محض ڈھائی گھنٹوں میں ڈوب کر غرقاب ہو گیا۔

1۔ سلور سکرین فنکارہ بچ گئی

یہ خاموش فلموں کا دور تھا اور ڈورتھی گبسن اس دور کی معروف فلم سٹار تھیں۔ جب وہ خود ٹائی ٹینک جہاز میں محو سفر تھیں تو ان کی فلم ’’کی ہولڈاپ‘‘ نے سینما گھروں میں دھوم مچا رکھی تھی۔ وہ فرسٹ کلاس کی مسافر تھیں اور یہ ان کی خوش قسمتی تھی کہ 15 سو مسافروں میں سے زندہ بچ جانے والے چند لوگوں میں وہ بھی شامل تھیں۔ شاید قدرت نے ان سے اس تباہی کی داستان دنیا کو سنوانا منظور تھی۔ اس حادثے کے چند دن بعد ڈورتھی نے اپنی ایک نئی فلم کی شوٹنگ میں حصہ لیا۔ فلم کا نام ’’سیوڈ فرام دی ٹائی ٹینک‘‘ گبسن نے اس فلم میں وہی کپڑے پہنے جو اس نے دوران سفر اور ڈوبتے ہوئے تن زیب کئے تھے یہ فلم بھی میگا ہٹ ثابت ہوئی تھی۔

2۔ یہ سب بڑا حادثہ نہ تھا

فلم دیکھ کر سب سے پہلا خیال یہی ذہن میں آتا ہے کہ اس سے برا کیا ہو سکتا ہے۔ لیکن حیران کن بات یہ ہے کہ یہ حادثہ سب سے تباہ کن نہ تھا۔ بحری جہازوں میں تباہی کی المناک داستان دراصل ایک جرمنی بحری جہاز سے منسوب ہے جس کا نام ویلم گستاف تھا۔ اس میں مرنے والوں کی تعداد ٹائی ٹینک کے متاثرین سے کہیں زیادہ تھی۔ گستاف میں گنجائش سے زائد مسافر سوار ہونے سے حادثہ پیش آیا۔ ان دنوں جرمنی جنگ کی حالت میں تھا۔ گستاف کے حادثے کے بارے میں لوگوں کو اس لیے معلوم نہیں اس لیے کہ کسی نے گستاف نامی فلم بھی نہیں بنائی۔ گستاف میں مرنے والے مسافروں کی تعداد 9400 تھی جن میں چار ہزار تو نوجوان اور بچے بھی شامل تھے۔

3۔ سمندر میں تیرتی لاشیں

حادثے کے فوری بعد سطح سمندر سے 306 لاشیں اکٹھی کی گئیں جن میں سے 119 کی حالت بہت ہی خراب تھی۔ کئی لاشوں کی حالت اس قدر مخدوش تھی کہ انہیں نکالنا ناممکن تھا۔ ان کے لیے فیصلہ کیا گیا کہ انہیں سمندر میں ہی دفن کر دیا جائے۔ دوسری مشکل تھی کہ لاشوں کی پہچان نہ ممکن تھی۔ علامتی طور پر ان بکھرے اعضا کو کفن پہنا کر سمندر میں ہی دفن کر دیا گیا۔

4۔ ٹائی ٹینک کوئی بڑا نام نہ تھا

فلم دیکھتے ہوئے یہی خیال آتا ہے کہ شاید یہ جہاز بہت پرکشش تھا اس لیے

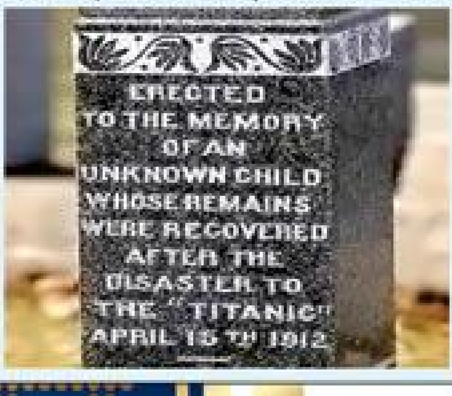

لوگوں نے اس میں سفر کیا۔ مہنگے ٹکٹ خریدے اور ان کی نظریں اس سائن بورڈ پر تھی جس پر لکھا ہوا تھا ’’یہ جہاز ڈوب نہیں سکتا‘‘ لیکن ایسا کوئی رومانس نہ تھا۔ ان دنوں جہاز رانی عروج پر تھی اور زیادہ تر سفر بحری جہازوں پر ہی ہوتے تھے۔ اس جہاز میں مسافروں کی بڑی تعداد اس لیے سفر کر رہی تھی کہ اولمپکس ہو رہے تھے اور لوگ اولمپکس دیکھنے جا رہے تھے۔ ٹائی ٹینک کے علاوہ اولمپکس نامی جہاز نے بھی اس دوران سفر کیا تھا اور وہ ساؤتھ ہیمپٹن سے نیویارک بحفاظت پہنچ گیا تھا۔ اور ایک دوسرا تلخ سچ یہ تھا کہ ٹائی ٹینک کی روانگی کی کوئی کسی قسم کی فوٹیج یا تصویر نہ تھی جو اس کے غیر معمولی ہونے کی گواہی دیتی۔ جب یہ حادثہ پیش آیا تو میڈیا کو سب سے زیادہ مشکل اس کے شاندار آغاز یا غیر معمولی ہونے کی وجہ ڈھونڈنے میں تھی۔ صرف فلم نے اس جہاز کو غیر معمولی بنا کر پیش کیا۔

5۔ موت کے بعد ’’بل‘‘

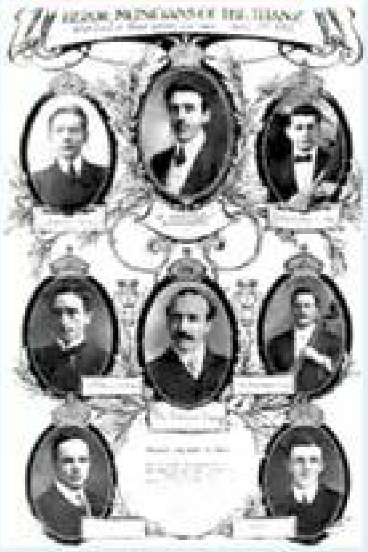

اس حادثے میں مرنے والوں میں آرکسٹرا بجانے والے موسیقار بھی تھے۔ آٹھ سازندوں میں سے صرف 3 کی لاشیں دریافت ہو سکیں ان میں ایک جان ہیم تھا۔ جان ہیم کو دفن کر کے واپس آتے ہوئے اس کے والد کو پوسٹ مین نے ایک بل دیا جس پر درج تھا کہ ’’ہمیں آپ کے بیٹے اور ہونہار سازندے جان ہیم کی المناک موت کا بہت افسوس ہے۔ اس تعزیت میں مزید یہ لکھا کہ اس خط کے ہمراہ 5 شیلنگ اور چار پینس کا بل ہے وہ ادا کر دیں۔ یہ بل آپ کے بیٹے جان ہیم کی یونیفارم کی مد میں ہے۔ براہ کرم ادا کر دیجیے۔

6۔ جہاز کا اصل ہیرو

ہر کوئی یہی کہے گا کہ جہاز کا اصل ہیرو تو لیونارڈو ہے لیکن حقیقت میں ہونے والے حادثے کا اصل ہیرو بچ جانے والا ایک سینئر آفسر تھا جس کا نام چارلس ہربرٹ تھا۔ اس نے افراتفری میں ایک ایسی کشتی کا چارج لیا جس میں بچانے کے لیے 30 مسافر سوار ہوئے۔ بدقسمتی اکیلے نہیں آتی۔ سمندر میں اترتے ہی یہ کشتی الٹ گئی اور سب لوگ ڈوبنے لگے۔ چارلس ہربرٹ نے ہمت نہ ہاری ایک اور کشتی لی اور مسافروں کو بچانے میں کامیاب ہوا۔ چارلس ہربرٹ بھی بچ گیا اور پہلی اور دوسری جنگ عظیم میں وہ برٹش آرمی کا حصہ تھا۔

7۔ جہاز میں ’’ممی‘‘

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

جہاز کیوں ڈوبا؟ کوئی کہتا تھا کہ واچ مین آئس برگ پر نظریں جمانے کی بجائے ہیرو ہیروئن کورومانس میں مبتلا دیکھ رہا تھا جس کی وجہ سے بروقت اطلاع نہ دی گئی لیکن یہ منظر فلم کا تھا۔ اس بارے میں تحقیقاتی رپورٹ سے لے کر دیگر عوامل پر بہت بحث ہوئی۔ روسی لوگوں نے اس تباہی کے حوالے سے یہ بتایا کہ اس جہاز کے کارگو سیکشن میں ایک لاش پڑی تھی جو کہ حنوط شدہ تھی جس کی وجہ سے جہاز تباہ ہوا۔ حیران کن بات یہ ہے کہ جہاز کے ریکارڈ اور کارگو دستاویزات سے کہیں بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ کوئی حنوط شدہ ممی بھی جہاز کے سامان کا حصہ تھی۔

8۔حادثے کے واقعات پر مبنی کتاب

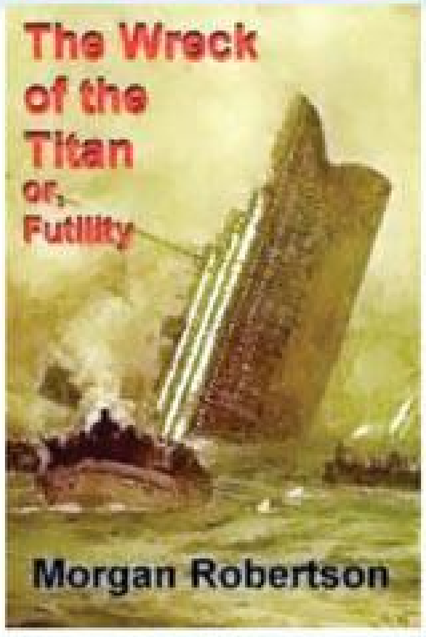

مصنف مورگن رابرٹسن نے 1898ء میں "ریک آف دی ٹائی ٹینک" نامی کتاب لکھی تھی۔ یہ کتاب اس حادثے سے 14 سال قبل شائع ہوئی۔ اس میں لکھے جانے والے واقعات حادثے سے اس قدر مماثل ہے کہ عقل حیران ہوتی ہے مورگن نے وہی کچھ لکھا جو 1912ء میں رونما ہوا۔ مورگن نے اپنی کتاب میں لکھا کہ کس طرح آئس برگ نے جہاز کو نیچے سے چیر کے دو ٹکڑے کیا۔ لائف بوٹس کی کتنی قلت تھی۔ افراتفری میں کس نے سفا کی دکھائی اور کس نے انسانیت کا ساتھ دیا۔ کپتان کی بے بسی پر مبنی ایک باب میں وہ سب کچھ درج تھا جو پیش آیا۔ غرض یہ کہ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے مورگن نے اس حادثے کی فلم اپنے خواب میں دیکھ کر قلم بند کر لی۔ یہ حیرت انگیز مماثلت حیران کن ہے۔

9۔زیادہ لوگ بچ سکتے تھے

اس جہاز میں 3547 مسافروں کی گنجائش تھی لیکن سوار مسافروں کی تعداد صرف 2223 تھی یہ سفر اٹلانٹک سمندر میں جاری تھا اور حادثے سے قبل آئس برگ کے حوالے سے چھ واضح وارننگ دی جا چکی تھیں۔ منفی 2 درجے حرارت پر یہ جہاز محض 160 منٹ میں ڈوب گیا۔ بچائے جانے والے مسافروں کی تعداد کل مسافروں کا صرف 31.6 فیصد تھا۔

10۔ایک چابی......کئی جانوں کو بچا سکتی تھی

جہاز کے عملے کی تعیناتی اور فائنل لسٹ بناتے وقت ایک سیکنڈ آفیسر مسٹر ڈیوڈ بلیئر کو ڈراپ کر کے اس کی جگہ کسی اور کا نام شامل کر دیا گیا تھا۔ بلیئر کی جگہ ہنری وائلڈ کو شامل کیا گیا۔ ہنری وائلڈ تجربے میں بلیئر سے سینئر تھا اور وہ اولمپکس نامی جہاز کا سینئر آفیسر تھا جسے اچھے معاوضے پر ٹائی ٹینک کے عملے میں بھرتی کیا گیا تھا۔ روانگی سے قبل بلیئر سے کہا گیا کہ وہ ہنری کو جہاز کے بارے میں معلومات فراہم کردے۔ بدقسمتی یہ ہوئی کہ بلیئر نے سب کچھ بتا دیا لیکن وہ BinoCulass کی چابی دینا بھول گیا یہ وہ آلہ ہوتا ہے جو سمندری راستوں میں آئس برگ کی بروقت نشاندہی کر دیتا تھا۔ چابی نہ ہونے کی وجہ سے اس آلے کا استعمال ممکن نہ ہو سکا اور جب آئس برگ نظر آیا تو ٹکرانے سے قبل صرف 37 سیکنڈز تھے جس میں جہاز کا رخ موڑنا ناممکن تھا۔ وہ ایک چابی ہوتی تو شاید یہ حادثہ پیش نہ آتا۔

☆☆☆☆

دوسرا ٹائی ٹینک بھی ڈوب گیا تھا

اب اسے اتفاق کہیے یا کچھ اور دنیا کا پہلا طاقتور مسافر بحری جہاز ٹائی ٹینک کی مالک برطانوی کمپنی وائٹ سٹار لائن تھی جبکہ 21ویں صدی کا یہ جہاز امریکی نژاد برطانوی کمپنی کارنیوال کارپوریشن کا ہے جو اس کمپنی کا ہی دوسرا نام ہے۔ 1912ء میں ٹائی ٹینک $7,500,000 میں تیار ہوا جس کے بعد کوسٹا کونکورڈیا نامی یہ جہاز 570 ملین ڈالرز کی لاگت سے تیار کیا گیا۔ کوسٹا کی تیاری میں ٹائی ٹینک کی شایان شان طرز زندگی کو بھی مدنظر رکھا گیا۔ مسافروں کے لئے جہاز پر 505 جدید پرآسائش بالکونی والے کمرے، 50 سوئیٹ، 13 بارز جن میں سگار، کوفی اور چاکلیٹ کے بار بار الگ الگ تھے۔ 5 سوئمنگ پول اور 1500 کیبن بنائے گئے تھے مگر دنیا کا مہنگا ترین جہاز صرف 4 سے 7 گھنٹے میں ہی ڈوب گیا اور اس حادثے میں متعدد افراد اپنی آنکھوں میں ہزاروں خواب لے کے ابدی نیند سو گئے۔ ٹائی ٹینک میں 1500 سے زائد جبکہ کوسٹا کونکورڈیا میں 25 افراد ہلاک ہوئے۔ جہاز بنانے والی کمپنی کے مالکان کے بڑے بڑے بول ان کے لئے جگ ہنسائی کا باعث بنے۔

ایک صدی بعد ٹائی ٹینک کے روٹ پر دوسرا سفر

برطانوی شہر ساؤتھ ہمپٹن سے 8 اپریل 2012ء کو ایک مسافر بردار تفریحی بحری جہاز اسی راستے پر روانہ ہوا جس پر تقریباً ایک سو سال قبل بدقسمت تاریخی جہاز ٹائی ٹینک نے اپنا افتتاحی سفر کیا تھا۔ بال مورل نامی بحری جہاز پر زیادہ تر ایسے مسافر سوار تھے جن کے رشتے داروں نے ٹائی ٹینک کے اپنے پہلے اور آخری سفر میں اس وقت اپنی جانیں گنوا دیں۔ تاریخی سفر پر روانہ ہونے والے مسافر بردار بحری جہاز نے انہی مقامات پر اپنا پڑاؤ ڈالا جہاں ٹائی ٹینک اپنے سفر کے دوران رکا تھا۔ ہر سٹاپ پر جہاز کے مسافر اور عملے کے ارکان ٹائی ٹینک کے حادثے میں ہلاک ہونے والوں کی یاد میں منعقد ہونے والی تقریبات میں شرکت کی۔ بال مورل کے مالکان نے جہاز پر وہی ماحول پیدا کرنے کی کوشش کی جو 1912ء میں ٹائی ٹینک کے پہلے سفر کے دوران دیکھنے میں آیا تھا۔ روانگی کے وقت کئی مسافروں نے اسی دور کے کپڑے زیب تن کر رکھے تھے اور بینڈ اسی دور کی موسیقی کی دھنیں فضاؤں میں بکھیر رہا تھا۔

ٹائی ٹینک2

ٹائی ٹینک ایک بار پھر سمندر کا سینہ چیرتے ہوئے رواں دواں ہوگا۔ ٹائی ٹینک ٹو کی تیاری کا کام چین میں جاری ہے اور اس کے مالک آسٹریلیا کے ارب پتی تاجر نے تاریخی جہاز کا ڈیزائن متعارف کرا دیا۔ ٹائی ٹینک کی مقبولیت کو دیکھتے ہوئے آسٹریلیا کے ارب پتی تاجر کلائیو پامر نے اس کی نقل تیار کرنے کا ارادہ کیا اور اس کے لئے چینی کمپنی کو سونپا جس کے بعد ٹائی ٹینک ٹو پر کام شروع کر دیا گیا۔ کلائیو پامر نے نیویارک میں ٹائی ٹینک ٹو کا ڈیزائن متعارف کروایا ہے جو بالکل اصل ٹائی ٹینک کی طرح ہے۔ کلائیو پامر کا کہنا ہے کہ انہیں ٹائی ٹینک ٹو پر آنے والی لاگت سے کوئی غرض نہیں ہے وہ بس اصل جیسا ٹائی ٹینک دوبارہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ ٹائی ٹینک ٹو پر اسی کروڑ ڈالر کا تخمینہ لگایا گیا ہے اور یہ 2016ء میں تیار ہو جائے گا۔

Tele Max Smart Shop (Pvt) Ltd.
گورنمنٹ آف پاکستان اور PCSIR سے منظور شدہ خالص ہربل فارمولا

پیور مین
ایسی طاقت کہ آپ کی سوچ ہو
شوگر والے مریضوں کے لیے بھی یکساں مفید
مایوس مریضوں کے لیے پیام شفاء
قیمت-/2499 روپے

روپ نکھار
اب کوئی بھی کالا نہیں رہے گا
ایسی خوبصورتی دے کہ آپ خود دھوکہ کھا جائیں
قیمت-/1999 روپے

ہیئر گارڈ
بال اب اُگ گئیں۔۔۔۔۔ دنیا دیکھے گی۔
بال لمبے کریں۔۔۔۔ جتنا آپ چاہیں
سفید بال ہمیشہ کیلئے کالے
بغیر سرجری پیوند کاری۔۔۔ صحت مند خوبصورت بال ہمیشہ کے لیے
قیمت-/2199 روپے

ڈائبوفری
اب انسولین لگانے سے ہمیشہ کے لیے نجات
شوگر کی وجہ سے پیدا ہونے والی بیماریاں
مکمل کورس کے استعمال کے بعد چینی کا استعمال کر سکتے ہیں
قیمت-/2999 روپے

سپر نرائن آئل
ہندوستان کے سادھوؤں کی تحقیق کا نچوڑ
قیمت-/2999 روپے

پائلز کیور
بواسیر سے نجات
صرف تین دن کا استعمال
بواسیر خونی بواسیر بادی بواسیر موکوں والی
قیمت-/1999 روپے

سٹمک کیور
پیٹ خوراک تمام بیماریوں سے نجات
السر کا 8 دن میں خاتمہ
قیمت-/1499 روپے

گرو اپ
قیمت-/1799 روپے

سریبرم
قیمت-/1499 روپے

0300-4454535 0315-4894700 0321-8338447 0334-4894700 0345-4124490 0321-4221322
اپنے آرڈر sms بھی کر سکتے ہیں۔ پوشیدہ امراض کیلئے رابطہ کریں 0300-4672899

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

دنیائے کھیل کے دس بڑے حادثے

عبدالستار ہاشمی

15 اپریل 2013ء کو بوسٹن میراتھن ریس کے موقع پر دو پریشر ککر پھٹ گئے جس کے نتیجے میں تین افراد ہلاک اور 264 لوگ زخمی ہوئے۔ یہ ایک المناک حادثہ تھا۔ پولیس نے دو مشتبہ افراد کو گرفتار کرکے تحقیقات شروع کردیں۔ زندگی کے دیگر شعبوں کی طرح اب کھیل کی دنیا بھی محفوظ نہیں رہی۔ دہشت گرد اور تخریب کار اس جگہ کو نشانہ بناتے ہیں جہاں ہجوم میں شرکاء کی تعداد زیادہ سے زیادہ ہو۔ پریشر ککر پھٹنے کا واقعہ کوئی نیا واقعہ نہیں۔ اس حادثے کے ساتھ ہی وہ کئی المناک حادثے ذہن میں در آئے، جہاں سینکڑوں معصوم اپنے دل کی تسکین کیلئے اپنی پسند کے کھیل کھیلنے یا دیکھنے آئے اور موت کا شکار ہو گئے۔ کھیل کے دوران ہونے والی اموات کوئی نئی بات نہیں لیکن تشویشناک پہلو یہ ہے کہ ٹیکنالوجی کے اس دور میں بھی یہ سلسلہ رکا نہیں، تھما نہیں۔ پرانے وقتوں میں تو روم میں گلیڈی ایٹرز کھیلتے ہی موت کا کھیل تھے اور آج فٹ بال کے میدانوں میں بھی یہی کچھ ہوتا ہے۔ جذباتی شائقین ایک شکست پر میدان تہس نہس کر دیتے ہیں۔ کرکٹ کے میدانوں میں ہونے والی جذباتی واقعات بھی کسی سے ڈھکے چھپے نہیں ہیں۔ آیئے یہاں دنیائے کھیل میں ہونے والے دس بڑے حادثات کی تفصیلات پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔

1- سپرگا فضائی حادثہ

4 مئی 1949ء کو ایک جہاز ٹرینو اے سی فٹ بال کی ٹیم کو لے کر محو پرواز تھا کہ یہ جہاز سپرگا پہاڑیوں سے ٹکرا کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ یہ پہاڑیاں اٹلی کے شمال میں واقع ہیں۔ ٹرینو ٹیم پرتگال سے دوستانہ میچ کھیل کر اپنے گھروں کو لوٹ رہی تھی، جب حادثہ پیش آیا۔ جہاز میں سوار تمام مسافر اور عملہ جاں بحق ہو گیا، جن میں اٹھارہ کھلاڑی، کلب اہلکار، صحافی اور جہاز کا عملہ شامل تھا۔ لاشیں اس قدر مسخ تھیں کہ ان کی پہچان گھڑیوں اور انگوٹھیوں سے کی گئی۔ اس حادثے نے اٹلی میں فٹبال کے کھیل پر گہرے غم بھرے اثرات مرتب کیے۔ آخری رسومات کی ادائیگی میں پانچ لاکھ سے زائد اٹلی باشندے شامل ہوئے۔ تیس ہزار سے زائد لوگوں نے سپرگا کی پہاڑیوں پر جا کر شمعیں جلا کر کھلاڑیوں اور مرنے والوں کو خراج تحسین پیش کیا۔

2- ہنسی کرونیے کی موت

ویسل جوہانسن ہنسی کرونیے جنوبی افریقہ کی کرکٹ ٹیم کے سب سے کامیاب اور ہر دلعزیز کپتان تھے۔ وہ 25 ستمبر 1969ء کو پیدا ہوئے اور اتنے مقبول تھے کہ 2004ء میں جنوبی افریقہ نے جن 11 شہریوں کے نام کی لسٹ جاری کی جو مقبولیت میں سب سے آگے تھے ان میں ہنسی کا نام بھی شامل تھا لیکن نہ صرف جنوبی افریقہ کے لوگ بلکہ ساری دنیا میں کرکٹ کے شائقین حیرت زدہ رہ گئے جب انہوں نے ہنسی کرونیے کا نام میچ فکسنگ کے ایک کیس میں سنا۔ ان پر تاحیات کرکٹ کھیلنے پر پابندی عائد کر دی گئی۔ ممبئی پولیس نے ان کے خلاف تمام مصدقہ ثبوت فراہم کیے۔ اس کے باوجود وہ آج بھی جنوبی افریقہ میں سپورٹس کے آئی کون سمجھے جاتے ہیں۔ یکم جون 2002ء کو وہ جوہانسبرگ سے جارج ٹاؤن جاتے ہوئے جہاز کے حادثے میں موت کا شکار ہو گئے۔ یہ ایک چارٹر طیارہ تھا جس میں صرف ایک مسافر کی گنجائش ہوتی ہے۔ بدقسمتی سے وہ ایک مسافر ہنسی کرونیے ہی تھے۔ ہنسی کے ہمراہ دو پائلٹ بھی لقمہ اجل بنے۔ کچھ لوگ اسے حادثے کی بجائے قتل یا سازش بھی قرار دیتے ہیں۔

3- باب وولمر کی ناگہانی موت

14 مئی 1948ء کو پیدا ہونے والے بین الاقوامی شہرت کے حامل باب وولمر کی موت پر جو سوگ منایا گیا تھا وہ دراصل ان کی شاندار شخصیت کو خراج تحسین تھا۔ وہ کرکٹر، مبصر اور کوچ تھے۔ 2004ء میں پاکستان کرکٹ بورڈ نے بطور کوچ ان کی خدمات مستعار لیں۔ تین سال بعد ورلڈ کپ کے مقابلوں کے دوران ہی وہ اپنے ہوٹل میں مردہ پائے گئے۔ ابتدائی رپورٹ کے مطابق یہ موت دل کے دورے سے واقع ہوئی لیکن قیاس آرائی ہوئی کہ انہیں قتل کیا گیا۔ پولیس ورلڈ کپ 2007ء میں کسی قسم کے سکینڈل کو منظر عام پر لانے سے گریزاں تھیں۔ ان کی بیوہ گِل کے مطابق پاکستانی ٹیم نے آئرلینڈ کی ٹیم سے شکست کا جو زخم سہا، یہ قتل اسی کا شاخسانہ ہے۔ ساؤتھ افریقہ کے سابق کپتان کلائیو رائس کے مطابق ہنسی کرونیے کے بعد باب وولمر کی موت دراصل قتل ہے۔ برطانوی اخبار دی ٹائمز نے ایک سرکاری پیتھالوجسٹ کے حوالے سے خبر دی تھی کہ پاکستان کے سابق کوچ باب وولمر کو گلا گھونٹ کر قتل نہیں کیا گیا۔ پیتھالوجسٹ ڈاکٹر نیٹ کیرے باب وولمر کے پوسٹ مارٹم سے متعلق معلومات کے مطالعہ کے بعد اس نتیجے پر پہنچے تھے کہ باب وولمر گلا گھٹنے کی وجہ سے ہلاک نہیں ہوئے۔ ایک موقع پر پولیس نے ان کی موت کو "قتل" قرار دیا تھا اور ویسٹ انڈیز کی تحقیقاتی ٹیمیں اس نتیجے پر پہنچی تھیں کہ باب وولمر کو گلا گھونٹ کر مارا گیا۔ اس وقت ویسٹ انڈیز کے ایک اخبار دی جمیکا گلینر نے بھی دی ٹائمز کی طرح یہ خبر شائع کی ہے کہ باب وولمر کو قتل نہیں کیا گیا تھا بلکہ وہ قدرتی موت مرے تھے۔ یہ خبر برطانوی تحقیقاتی ادارے سکاٹ لینڈ یارڈ کے حوالے سے شائع کی گئی ہے۔ یہ معمہ آج بھی حل طلب ہے کہ باب وولمر کی موت کی آخر وجہ کیا تھی۔

4- ہیسل سٹیڈیم کی تباہی

فیفا فٹبال مقابلوں میں ہیسل سٹیڈیم میں برپا ہونے والی قیامت کھیلوں کی دنیا کا بدترین حادثہ ہے جو 29 مئی 1985ء کو برسلز بیلجیم میں وقوع پذیر ہوا۔ یورپین کپ کے فائنل میں جوونٹس اور لیور پول کی ٹیموں کے مابین میچ جاری تھا۔ یہ دونوں ٹیمیں یورپ کی طاقتور ترین ٹیمیں تصور کی جاتی ہیں اور اتفاق سے پہلی مرتبہ مدمقابل تھیں۔ میچ شروع ہونے سے قبل ہی لیور پول کے چاہنے والوں نے اٹلی کے مداحین کو ہوٹ کرنا شروع کر دیا۔ پہلے آوازے کسے گئے اور پھر بات اشاروں پر پہنچی جس نے موقع پرستوں کو اکسایا ہوئے دونوں شائقین کے درمیان تناؤ پیدا کر دیا لیکن حالات قابو سے باہر ہوتے جا رہے تھے۔ اچانک جوونٹس کے چاہنے والوں نے سٹیڈیم سے بھاگنا شروع کیا اور دیوار پر چڑھ گئے جو قدرے کمزور تھی۔ زیادہ لوگوں کی وجہ سے دیوار گر گئی اور اس دیوار کے آس پاس بیٹھے سینکڑوں تماشائی اس کی زد میں آ گئے۔ یہ حادثہ اتنا اچانک ہوا کہ دیکھتے ہی دیکھتے کئی لوگ جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ پھر تماشائی گراؤنڈ میں اتر آئے اور دھکم پیل شروع ہو گئی۔ پولیس بے بس تھی اور گھمسان کی لڑائی تھی اس لڑائی میں 39 لوگ مارے گئے اور 6 سو سے زائد زخمی ہوئے۔ لیور پول کلب پر چھ سال کی پابندی عائد کر دی گئی اور 14 افراد کو گرفتار کر لیا گیا۔

5- انڈیس فضائی حادثہ

15 فروری 1961ء کو سابینا فلائٹ 548، بوئنگ طیارہ 707 امریکی فگر سکیٹنگ ٹیم برسلز بیلجیم کے لئے سفر کر رہی تھی۔ راستے میں مکینیکل خرابی کی وجہ سے یہ طیارہ حادثے کا شکار ہوا اور 1961ء میں ہونے والی سکیٹنگ ورلڈ چیمپئن شپ میں حصہ لینے والی پوری امریکی ٹیم کو موت نے نگل لیا۔ طیارے میں سوار 72 لوگ لقمہ اجل بنے۔ ان میں کھلاڑیوں کے علاوہ صحافی، کھلاڑیوں کے خاندان کے اراکین اور 11 رکنی عملہ شامل ہے۔ اس المناک حادثے پر فائنل میچ منسوخ کر دیا گیا۔

6- لوکوموٹو یاروسلول فضائی حادثہ

کھیل اور کھلاڑیوں کے حادثات میں ایک تکلیف دہ حادثہ لوکوموٹو فضائی حادثہ بھی شامل ہے جس میں 44 لوگ موت کا شکار ہوئے۔ 7 ستمبر 2011ء کو آئس ہاکی ٹیم لوکوموٹو فلائٹ نمبر 9633 کے ذریعے برسلز جا رہی تھی۔ جہاز میں کھلاڑیوں کے علاوہ آفیشلز اور کوچز بھی سوار تھے۔ اچانک جہاز میں آگ کے شعلے بلند ہوئے اور دیکھتے ہی دیکھتے جہاز کے ٹکڑے ہو گئے۔ 46 سوار مسافروں میں سے صرف 2 افراد زندہ بچے جن میں ایک حادثہ کے پانچویں روز ہسپتال میں موت منہ میں چلا گیا جبکہ فلائٹ انجینئر کو خدا نے زندگی بخشی۔ اس جہاز میں نارتھ امریکہ کے سٹار کھلاڑی سوار تھے۔

7- میونخ فضائی حادثہ

کھیلوں کی دنیا کا معروف ترین حادثہ میونخ فضائی حادثہ ہے۔ یہ 6 فروری 1958ء کو پیش آیا۔ برٹش یورپین ایئرویز کی فلائٹ نمبر 609 نے مانچسٹر یونائیٹڈ کی ٹیم کو لیکر پرواز بھری۔ ٹیم کے ہمراہ آفیشلز کے علاوہ کوچز اور صحافی بھی شامل تھے۔ دو مرتبہ جہاز نے اڑنے کی کوشش کی لیکن ناکامی ہوئی۔ مسافروں کو آف لوڈ کر دیا گیا اور بتایا گیا کہ فنی خرابی کی وجہ سے یہ پرواز اگلے روز روانہ ہوگی۔ اسی دوران کپتان نے تیسری کوشش کی جو بظاہر کامیاب نظر آئی۔ بدقسمتی مسافر دوبارہ جہاز میں سوار ہوئے لیکن شاید موت ان کا مقدر تھی۔ رن وے سے ہی جہاز حادثے کا شکار ہوا اور پھسلتا ہوا آبادی میں جا گرا۔ 23 لوگ موت کا شکار ہوئے جبکہ 23 کو زندہ بچا لیا گیا۔ اگر یہ حادثہ دوران پرواز پیش آتا تو مرنے والوں کی تعداد کہیں زیادہ ہوتی۔

8- میونخ اولمپکس کا المیہ

یہ بھی ایک خوفناک اور المناک واقعہ ہے جب 1972ء میں اولمپکس کے کھیل جاری تھے اسرائیلی ٹیم کے 11 رکنی دستے کو فلسطینی نوجوانوں نے یرغمال بنا لیا اور اسرائیلی جیلوں سے 234 افراد کی رہائی کا مطالبہ کر دیا۔ مذاکرات کو کامیاب بنانے اور انتظامیہ کو دباؤ میں لانے کیلئے ان نوجوانوں نے اسرائیلی پہلوان اور کوچ کو قتل کر دیا۔ یرغمالیوں کو بذریعہ جہاز کسی عرب ممالک میں لے جانے کی کوشش میں فلسطینی نوجوانوں کو ماہر نشانہ بازوں نے دھر لیا اور تمام حملہ آوروں کو مار دیا گیا۔ اس حادثے میں جرمن پولیس آفیسر سمیت 17 افراد ہلاک ہوئے۔

9- ہلسبرو سٹیڈیم کا حادثہ

15 اپریل 1989 کو ایف اے کپ کے سیمی فائنل میں لیور پول اور ناٹنگھم فاریسٹ کا مقابلہ ہونا تھا جب ہلسبرو سٹیڈیم میں لیور پول کے شائقین داخل ہونے لگے تو برے انتظامات کی وجہ سے ہزاروں شائقین گیٹ اور سرنگ میں پھنس گئے۔ ہزاروں کی تعداد میں آنے والے لیور پول کے مداحوں کے لیے صرف ایک گیٹ رکھا گیا تھا اور اس میں بھی ایک ایک کر کے لوگوں کو گزارا گیا تاہم جب رش بڑھ گیا تو گیٹ کھول دیا گیا لیکن تب تک دیر ہو چکی تھی اور ہنگامی حالات کے اخراجی راستے تب بھی نہ کھولے گئے۔ جس کی وجہ سے دم گھٹنے کے باعث 96 لوگ ہلاک ہو گئے اور 766 افراد زخمی ہوئے جو سب کے سب لیور پول کے مداح تھے۔ پولیس مکمل طور پر ناکام رہی۔ بدقسمتی یہ ہے کہ اگر مرنے والوں کو ابتدائی طبی امداد بھی دی جاتی تو کافی جانوں کو بچایا جا سکتا تھا لیکن ایسا نہ ہو سکا، جو ایک بڑی تباہی کی وجہ بن گیا۔ 1990 میں حکومت نے لارڈ ٹیلر کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دی جس نے اس سارے معاملے کی نئے سرے سے تحقیق کی اور اپنی رپورٹ پیش کی جس کو ٹیلر رپورٹ کا نام دیا گیا ہے۔ ٹیلر رپورٹ میں پولیس کا کہنا ہے وہ اپنے فرائض سرانجام دینے میں ناکام رہی، پولیس کی نفری انتہائی کم تھی اور پولیس کمشنر حادثے کے وقت کسی فیصلے پر نہیں پہنچ پائے۔ ٹیلر رپورٹ میں سٹیڈیم کے ڈیزائن کو بھی اس حادثے کی ایک وجہ قرار دیا گیا جس سٹینڈ میں 1600 افراد کی گنجائش تھی وہاں 3000 افراد موجود تھے۔ لارڈ ٹیلر نے تماشائیوں کے نشے میں ہونے کو حادثے کا باعث خارج از امکان بتایا اور پہلی بار مرنے والوں کے لواحقین کی بات تسلیم کی گئی۔

10- پال واکر زندگی کی بازی ہار گیا

موت سے کچھ دن قبل ٹوئٹر اکاؤنٹ پر پال واکر نے لکھا تھا کہ اگر میں تیز رفتاری کے ہاتھوں مارا جاؤں تو یاد رکھنا میں نے مسکراتے ہوئے موت کو گلے لگایا لیکن پال کی سب سے بڑی بدقسمتی یہ تھی کہ جب موت نے انہیں گلے لگایا تو وہ گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ پر نہیں تھے۔ اس دن لال رنگ کی قیمتی اور جدید پورشے کار ان کا عزیز دوست اور سابق ریسنگ ڈرائیور راجر روڈاس ڈرائیو کر رہا تھا۔ وہ ایک خیراتی ادارے کی تقریب میں جا رہے تھے۔ گاڑی تیز رفتاری کے باعث بے قابو ہوئی اور ایک ٹیلیگراف پوسٹ سے ٹکرا کر پاش پاش ہو گئی۔

ڈرائیور راجر روڈز کے آٹھ سالہ بیٹے نے اس حادثے کو خیراتی تقریب سے دیکھا۔ وہ بھاگتا ہوا آیا اور اپنے باپ کو بچانے کے لئے شعلوں میں کود پڑا لیکن آگ کے شعلے جان لیوا تھے۔ پال واکر کی موت کی خبر دنیا بھر میں آگ کی طرح پھیل گئی اور ان کے سینکڑوں پرستار غمگین ہو گئے۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com
32 سال کی عمر تک اب آپ بھی اپنے قد میں "5 تا "8 تک اضافہ کر سکتے ہیں
صرف 30 دن میں
قد بڑھائیں
جتنا آپ چاہیں
چھوٹے قد والوں کیلئے بڑی خوشخبری
کیا چھوٹے قد اور کمزور صحت کی وجہ سے اکثر آپ کے بیٹے اور بیٹیوں کے رشتے نہیں ہو پاتے۔ کیا چھوٹے قد کی وجہ سے آپ سسرال اور شوہر کے طعنوں کا شکار ہو کر پریشان ہیں۔ کیا آپ کو چھوٹے قد اور کمزور جسم کی وجہ سے نوکری نہیں مل رہی۔ چھوٹے قد اور کمزور صحت آپ کی صلاحیتوں کو زنگ لگا دیتے ہیں تو پریشان ہونا چھوڑ دیں
HeightPlus
Natural Research Laboratory
Pearl
GERMANY
مکمل کورس پیکنگ 1 ماہ
Rs.1200
گھر بیٹھے میڈیسن منگوانے کیلئے رابطہ کریں 0332-7770707 - 0331-7770707
پچکے گال، کمزور جسم چند دن میں موٹا اور خوبصورت
جسم کو سمارٹ، پرکشش اور خوبصورت بنائے، چہرے کے ڈینٹ نکال کے خوبصورت اور گول بنائے ہڈیوں کو کیلشیم فراہم کر کے، بھوک بڑھائے، غذا کو جذو بدن بنا کر خون کے سرخ ذرات میں اضافہ کرے کمزور جسم کو موٹا کر کے پتلے پن سے ہمیشہ کیلئے نجات دلائے
فائدہ نہ ہو تو رقم واپس
گھر بیٹھے میڈیسن منگوانے کیلئے رابطہ کریں 0342-7776660
فاسٹ فیٹ -1200
کالی رنگت سے چھٹکارا۔۔۔!
ایمان گولڈ کورس
Rs.1200
چہرے کے دانے، داغ دھبے، چھائیوں، کالی رنگت ہر قسم کے داغوں کا مستقل علاج، صرف ایک ماہ کے استعمال سے آپ کی رنگت نکھر جائے گی اور آپ اپنی گوری رنگت کو محسوس کیئے بغیر نہ رہ سکیں گے۔
گھر بیٹھے میڈیسن منگوانے کیلئے رابطہ کریں 0331-7770707
کمزور جرثیم، بانجھ پن اور ہر طرح کی کمزوری کا مکمل علاج
بے پناہ طاقت
فوری رزلٹ
کستوری کورس
ماہرین کی کاوشوں کا نچوڑ، ایک ایسا ذوداثر فارمولا جس سے اب تک ہزاروں مریض صحت یاب ہو چکے ہیں بے اولاد حضرات کیلئے پیغامِ شفاء مایوس اور لاعلاج مریض ایک دفعہ کستوری کورس ضرور استعمال کریں
قیمت 1500 روپے
گھر بیٹھے میڈیسن منگوانے کیلئے رابطہ کریں 0342-7776660
نہ ڈائٹنگ نہ پرہیز نہ ورزش
موٹاپا ختم، بڑھا ہوا پیٹ
جسمانی فالتو چربی گارنٹی سے ختم
پیٹ کی فالتو چربی اور جسم کا بھاری پن دور کرتا ہے۔
معدہ جگر کی خصوصی اصلاح کر کے بھوک کی کمی گیس اور قبض دور کرتا ہے۔
موٹے بھدے بے ڈول جسم کو دبلا پتلا اور سڈول بناتا ہے۔
"5 تک کمر کم کر کے یورک ایسڈ اور جوڑوں کا درد ختم کرتا ہے۔
سلم کورس پیکنگ 1 ماہ قیمت 1200
سلم پلس کورس پیکنگ 1 ماہ قیمت 2200
گھر بیٹھے میڈیسن منگوانے کیلئے رابطہ کریں 0302-7776660
شوگر کے مریضوں کیلئے میٹھی سی خوشخبری
نہ پرہیز نہ احتیاط
شوگر کا علاج کل نہیں آج
شوگر یا تو موت دیتی ہے یا موت جیسی زندگی
لیکے کا علاج کروائیں اور زندگی صحت مند اور تندرست گزاریں
شوگر جیسی مہلک بیماری سے ہمیشہ کیلئے نجات، شوگر کی وجہ سے ہونے والی بیماری خرابی خون ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کا خراب ہونا، پنڈلیوں کا درد، جوڑوں کا درد، طاقت کی کمی، سستی کا مکمل علاج، اپنی کھوئی ہوئی پر مسرت ازدواجی زندگی کو دوبارہ شروع کریں، ذیابطیس شکری آنے میں یہ دوا مفید ہے اور بار بار پیشاب آنے کو مکمل کنٹرول کرے، شوگر کو چند دن میں کنٹرول کر کے لبلبے کے افعال کو درست کرے اور انسولین کی پیداوار کو بڑھائے
شوگر کیئر کورس
Rs.1600
گھر بیٹھے میڈیسن منگوانے کیلئے رابطہ کریں
0311-7776660 - 0336-7776660
پورے دنیا میں کامیابی کے بعد اب پاکستان میں بھی دستیاب ہے
Stop Addiction
نشے سے چھٹکارا۔ زندگی کو سہارا
کیا آپ نشے کی وجہ سے بری صحبت کا شکار ہو چکے ہیں
کیا نشے کی بری عادت آپ کو بے چین کرتی ہے کیا آپ نشے کی بری عادت چھوڑنا چاہتے ہیں
کیا آپ یا آپ کا کوئی دوست یا رشتہ دار اس بری عادت میں مبتلا ہے
نشے سے علاج کا فیصلہ کل نہیں آج
مثلاً شراب نوشی۔ سگریٹ نوشی۔ الکوحل۔ افیون۔ چرس۔ پان گٹکا۔ شیشہ نسوار۔ کوکین۔ ہیروئن بری سوسائٹی وغیرہ کا مکمل اور مستقل علاج
نشے کی وجوہات
گھریلو جھگڑے، بری سوسائٹی، احساس کمتری جوا، بری عادتیں، ضد وغیرہ کا مکمل علاج
ابھی طلب کریں
Stop Addiction
کورس قیمت 2500
یہ پروڈکٹ گھر بیٹھے حاصل کرنے کیلئے اس نمبر پر رابطہ کریں
0341-7777000 , 0342-7777000
itsurdu.blogspot.com

ریکارڈ کی دنیا

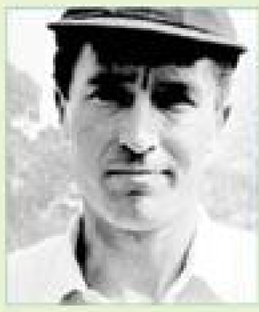

1۔ سیزن میں زیادہ وکٹیں

2013ء میں گراہم سوان نے ایشز سیریز میں 26وکٹیں حاصل کی تھیں لیکن یہ کوئی ریکارڈ نہیں ہے۔ اس سے قبل 1958ء میں لیفٹ آرم سپنر ٹونی لاک نے 7.47 کی اوسط سے 34وکٹیں حاصل کیں تھیں۔ انہوں نے یہ وکٹیں نیوزی لینڈ کے دورے پر کھیلے جانے والی سیریز میں حاصل کیں تھیں۔ اس سے 2سال قبل 1956 کی ایشیز سیریز میں جم لیکر نے 46وکٹیں حاصل کی تھے۔ 1963ء میں لانس گبز نے ویسٹ انڈیز کی طرف سے کھیلتے ہوئے 26وکٹیں حاصل کیں اور 1993ء میں شین وارن نے چھ ٹیسٹ میچز کی سیریز میں انگلینڈ کے خلاف 34وکٹیں لینے میں کامیابی حاصل کی۔

2۔ سمتھ کی سنچریاں

سٹیون سمتھ نے اوول کے میدان میں اپنی پہلی سنچری بنائی تو ذہن دیگر ایسے کھلاڑیوں کی طرف سے گیا جن کا نام بھی سمتھ ہی ہے اور انہوں نے بھی سنچریاں بنائی ہیں۔ اس ضمن میں جنوبی افریقہ کے گریم سمتھ نے 26 سنچریاں ویسٹ انڈیز کے کولی سمتھ نے 4 سنچریاں ڈیوں سمتھ اور دوائین سمتھ نے ایک ایک سنچری بنائی۔ انگلش کھلاڑی روبن سمتھ نے 9اور مائیک سمتھ نے ایک ایک سنچری بنائی۔

3۔ ڈان بریڈ مین کو آؤٹ کرنے والے

یارک شائر کا لیفٹ آرم سپنر ہیڈلی ورٹی 8 مرتبہ ڈان بریڈ مین کو آؤٹ کرنے کا اعزاز پایا۔ 1934ء میں لارڈ میں کھیلے جانے والے میچ کی دونوں اننگز میں ہیڈلی نے ڈان بریڈ مین کو پویلین کی راہ دکھائی۔ ہیڈلی کے بعد ایلک بیڈسر نے چھ مرتبہ ڈان بریڈ مین کو آؤٹ کیا۔ ایلک نے ڈان بریڈ مین کو دو مرتبہ صفر پر آؤٹ کیا۔ بالی باؤس، ہارولڈ لارڈ اور مریس ٹیسٹ نے 5 مرتبہ یہ اعزاز پایا۔

4۔ آخری ون ڈے میں سنچریاں

اب تک 7 ایسے کھلاڑی ہیں جنہوں نے اپنے آخری ون ڈے میچ میں سنچری کی ہو۔ ان میں ریکی پنٹنگ جنہوں نے 2011 کے ورلڈ کپ میں کولکتہ میں آئرلینڈ کے خلاف 106 رنز بنائے تھے۔ کلاس وان اور جیکو کلوپرگ نے نمیبیا کے خلاف 2003 کے ورلڈ کپ میں سنچریاں بنائیں۔ اس کے علاوہ انگلینڈ کے ڈینس ایمس اور کالیو راڈے ویسٹ انڈیز کے ڈسمنڈ ہینز نے بھی اپنے ون آخری ڈے میچز میں سنچریاں بنائیں۔ نیوزی لینڈ کے جیمز مارشل بھی اس فہرست میں شامل ہیں جنہوں نے 2008ء میں آئرلینڈ کے خلاف سنچری بنائی تھی۔

5۔ اوپنرز کے نام میں ڈبل "او"

حسن اتفاق ہے کہ انگلینڈ کے ایلسٹر کک اور اوپنر روٹ کے ناموں میں ڈبل او (OO) آتے ہیں۔ اس سے قبل 1983ء میں کولمبو میں کھیلے جانے والے ٹیسٹ میچ میں گراہم گوچ اور جیف کک کے ناموں میں بھی ڈبل او آئے تھے۔ آسٹریلیا کے ڈیوڈ بون اور گریم وڈ کے ناموں میں ڈبل او ہی آئے تھے۔

بھارتی شائقین بمقابلہ عالمی شائقین کرکٹ

بھارتی کرکٹ ٹیم کے جوہر جنوبی افریقہ کی وکٹوں پر کھل گئے

کرکٹ کے پنڈت بھارتی کرکٹ ٹیم کے دورہ جنوبی افریقہ کو بہت اہم خیال کر رہے تھے۔ اس کی بنیادی وجہ صرف یہ ہے کہ بھارت نے اپنے ملک میں آسٹریلیا اور انگلینڈ کی ٹیموں کو ناکوں چنے چبوائے اور دنیا میں دھاک بٹھائی کہ وہ دنیا کی بہترین ٹیم ہے۔ لیکن ان کی بہادری کے پول تو جنوبی افریقہ کی تیز اور گھاس کی وکٹوں پر کھل گئے، اس لئے کہ وہ ون ڈے سیریز بری طرح ہارے اور دوسرا ٹیسٹ بھی ہار گئے۔ پہلا ٹیسٹ بھی بھارت تقریباً ہار گیا تھا۔ جس سے ان کے بلے بازوں اور باؤلرز کی کارکردگی پر ایک بڑا سوالیہ نشان لگ گیا ہے۔ اخبارات نے انہیں گھر کے شیر قرار دیا۔ غیر بھارتی لوگوں کیلئے بھی یہ سیریز اتنی ہی دلچسپ تھی جتنی کہ بھارتیوں کے لئے بلکہ سچ تو یہ ہے کہ لاکھوں بھارتی اپنی ٹیم کو کامیابیوں کی بلندیوں پر دیکھنے کی خواہش مند تھے تو کروڑوں شائقین یہ آس لگائے بیٹھے تھے کہ جنوبی افریقہ بھارتی ٹیم کا کچومر نکالے اور ان کی ہوا نکلے تو انہیں اپنی اصلی پوزیشن کی سمجھ آئے۔

بھارت میں کرکٹ کے شائقین کی تعداد دو طرح کی ہے۔ ایک جو صرف اپنے ملک ہی کو فاتح دیکھنے کی متمنی ہوتے ہیں جبکہ دوسرے صرف اور صرف معیاری کرکٹ دیکھنے والے افراد ہیں۔ ایسے لوگوں کا دل کسی کی ہار سے نہیں ٹوٹتا اور نہ ہی کسی کے جیتنے سے یہ خوش ہوتے ہیں۔ بلکہ وہ بہترین مقابلہ دیکھ کر اپنی روح کو تسلی دیتے ہیں۔ دونوں طرح کے شائقین کی کیفیت کا اندازہ اس گوشوارے سے لگایا جاسکتا ہے۔

منظر نمبر ایک: بھارت نے پاکستان کو شکست دی

A طرز کے شائقین (بھارتی): ہاہاہا۔ دیکھا ہرا دیا۔

B طرز کے شائقین: برصغیر میں کوئی بھی ٹیم جیت سکتی ہے۔

منظر نمبر 2: بھارت نے سری لنکا کو ہرا دیا

A طرز کے شائقین: ہم بہترین ہیں۔

B طرز کے شائقین: بھارت کب تک سری لنکا سے ہی کھیلتا رہے گا۔

منظر نمبر 3: بھارت نے اپنی سرزمین پر آسٹریلیا کو چت کر دیا

A طرز کے شائقین: ہم نے طاقت ثابت کردی۔

B طرز کے شائقین: افسوس کہ آسٹریلیا کی ٹیم اس قدر کمزور ہو چکی ہے۔

منظر نمبر 4: بھارت نے نیوزی لینڈ کو اپنی سرزمین پر خاک چٹوا دی

A طرز کے شائقین: ہم ہی نمبر ون ہیں۔

B طرز کے شائقین: بھارت نے ڈی آر ایس نظام کی مخالفت کی اور اس کا اطلاق نہیں کیا۔ دیکھیں دھونی کم از کم سات مرتبہ ایل بی ڈبلیو کا شکار ہوا۔

اب ایک دوسرے رخ سے دیکھیں

منظر نمبر 1: بھارت جنوبی افریقہ سے ڈربن میدان میں پہلا ون ڈے میچ ہار گیا

A طرز کے شائقین: بدقسمتی رہی۔

B طرز کے شائقین: مقابلہ شروع ہوگیا، دیکھیں کس کی کرکٹ پائیدار ثابت ہوتی ہے۔

منظر نمبر 2: بھارت کو سنچورین میں بھی شکست

A طرز کے شائقین: ایڈجسٹ ہونے میں وقت لگے گا۔

B طرز کے شائقین: بھارتی ٹیم کو نمبر 1 ثابت کرنے کیلئے اپنے دیس میں بھی گھاس والی وکٹیں بنانا ہوں گی۔

منظر نمبر 3: بھارت تیسرا میچ برابر رہا

A طرز کے شائقین کیا ہو گیا ہے۔ ہم تو ورلڈ کپ پر نظریں جمائے بیٹھے ہیں

B طرز کے شائقین: کیا ہمیں صرف جنوبی افریقہ کی ٹیم کی کارکردگی کا جائزہ لینا ہوگا۔ پاکستانی ٹیم سیریز برقرار رکھے ہوئی ہے اور بھارتی ہار رہے ہیں کیا یہاں بھارت سے پاکستانی ٹیم کا موازنہ نہ کریں۔

قارئین ان مناظر کی روشنی میں صرف یہی کہا جاسکتا ہے کہ اپنے گھر میں تو بلی بھی شیر ہوتی ہے۔ اپنی مرضی کی وکٹیں بنوا کر نمبر ون نہیں بنا جاتا۔ اگلا ورلڈ کپ آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ کی تیز وکٹوں پر ہونے جا رہا ہے جہاں گھومتی ہوئی گیندوں کو سمجھنا ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہوگی۔

دلفریب اداؤں سے دل جیتنے والی ریسلر: سیبل

نامور امریکی ماڈل، ایکٹریس اور سابق پیشہ ور ریسلر سیبل کا اصل نام رینا ماریٹ لزنز ہے جو رنگ میں اپنی ریسلنگ مہارت کے علاوہ دلفریب اداؤں سے شائقین کے دل جیت لیا کرتی تھی۔ ریسلنگ کی دنیا میں نام کمانے سے قبل وہ ایل او ایل اور ایک معروف مشروب کے لیے ماڈلنگ کرتی رہی۔

1996ء میں اس نے اپنے خاوند سے مل کر ڈبلیو ڈبلیو ایف کے لیے بہت گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ تاہم کسی وجہ سے سیبل نے ڈبلیو ڈبلیو ایف کو خیرآباد کہہ دیا۔

2003ء میں سیبل نے نئی کمپنی ڈبلیو ڈبلیو ای کو جوائن کیا اور کشتیوں کے فروغ کے لیے اپنا کردار ادا کیا۔ 2009ء میں اپنے خاندان سے دوری کا احساس کرتے ہوئے سیبل نے استعفیٰ دے کر اپنے گھر پر وقت دینے کا فیصلہ کیا۔ اس دوران بدنام زمانہ میگزین پلے بوائے کے ٹائٹل پیج کے لیے تین مرتبہ ماڈلنگ کر کے کروڑوں ڈالر کمائے۔ اپریل 1999ء کا شمارہ تو پلے بوائے کی تاریخ کا سب سے زیادہ بکنے والا جریدہ قرار پایا اس لیے کہ سرورق پر سیبل کی ہوشربا تصویر نے لوگوں کو دیوانہ بنا دیا تھا۔ اس کے علاوہ سیبل نے ٹیلی ویژن سیریز "پیپلز پلوز اور فلم" "کورٹ روماؤ" میں بھی اپنی اداکاری کے جوہر دکھائے۔

سیبل فلوریڈا میں پیدا ہوئی اور وہ بچپن میں ہی بہت ہوشیار اور ذہین تھی۔ اس نے 12سال کی عمر میں اپنے سکول کا مقابلہ حسن جیت لیا تھا۔ اور اس کا نتیجہ تھا کہ وہ 90 کی دہائی کے اوائل میں ہی ماڈلنگ میں آئی۔ اس سے قبل 1986ء میں سیبل نے رچرڈسن سے شادی کی تو ان کے ہاں ایک بیٹی ماریہ پیدا ہوئی۔ 1991ء میں رچرڈسن ایک کار حادثے میں ہلاک ہوگیا۔ کچھ عرصہ بعد سیبل نے معروف ریسلر اور باکسر مارک

میرو سے شادی کر لی وہاں سے سیبل کے کیریر کا آغاز ریسلنگ فیڈریشن میں شروع ہوا۔ اس نے دنیا کے نامور مقابلوں میں بطور ریسلر حصہ لے کر اپنی دھاک بھی جمائی۔ 2007ء میں سیبل جاپان آ گئیں۔ اسی دوران سیبل کی اپنے شوہر سے ان بن ہوئی جو آخر کار طلاق پر منتج ہوئی۔ اس کے بعد سیبل کی زندگی میں لزنر آیا اور دونوں نے 2006ء میں شادی کر لی اب سیبل کے دو بیٹے ہیں۔ 2012ء میں سیبل کی پہلی بیٹی ماریہ کے ہاں ایک بیٹی کی پیدائش ہوئی تو دنیا کی یہ نامور ریسلر، ماڈل اور ایکٹریس نانی بن گئیں۔

کھلاڑیوں کی جرسیوں کی فروخت

کوئی بھی کھیل ہو اس کے یونیفارم پر ایک نمبر ضرور ہوتا ہے۔ جانے اس کی ترتیب اور اعداد کا چناؤ کا کیا معیار ہے لیکن ہر کھلاڑی کا ایک نمبر ضرور ہوتا ہے بلکہ فٹ بال اور بیس لیگ میں تو اکثر کھلاڑیوں کی پہچان ہی نمبر ہوتے ہیں۔ کئی کھلاڑیوں کو ناموں کی بجائے ان کے نمبر سے جانا جاتا ہے۔ ان نمبرز کی اہمیت کی وجہ سے کئی کھلاڑی اپنی مارکیٹ بڑھاتے ہیں۔ مثلاً دنیا کے کچھ کھلاڑیوں نے اپنی جرسیاں جن پر نمبر کندہ ہوتے ہیں بیچ کر اپنی مقبولیت کا اندازہ لگایا۔ یہاں ایسے 5 کھلاڑیوں کے بارے میں بتایا جا رہا ہے جنہوں نے اپنے نمبر کا سودا کیا۔

لفنائی اولیٹ

2005ء میں معروف کاروباری شخص نے اولیٹ کی نمبر والی جرسی 40ہزار ڈالر میں خریدنے پر رضامندی کا اظہار کیا۔ باہمی صلاح مشورے سے یہ سودا طے پا گیا۔ پہلے نصف رقم کی

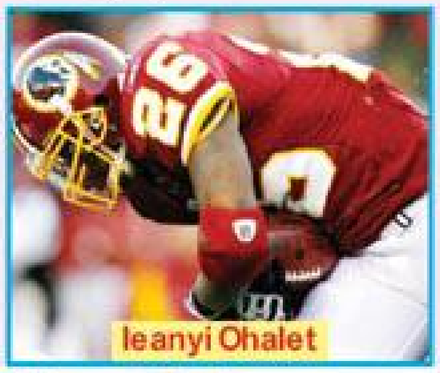

ادائیگی کی گئی لیکن بعد ازاں خریدار اس سودے سے منحرف ہو گیا اور باقی ماندہ رقم دینے سے انکار کر دیا۔ اس پر اولیٹ نے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹایا اور یہ دلیل دی کہ میری عمر بھر کی کمائی یہ جرسی اور اس کا نمبر ہی ہے جسے میں نے اپنی ضرورت کے تحت فروخت کیا لیکن خریدار بقایا ادائیگی نہیں کر رہا۔ اس پر عدالت نے ادائیگی کے احکامات صادر فرمائے۔

ٹم گلاوائن

ٹم گلاوائن ہمیشہ 47 کی جرسی پہن کر میدان میں اترا۔ ایک مرتبہ گھریلو حالات کی تنگی کی وجہ سے اسے کچھ رقم کی ضرورت پڑی تو اس نے اپنی جرسی بمعہ نمبر فروخت کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس کے ایک مداح میک ایونگ نے یہ جرسی اپنے نومولود بیٹے کے لیے خریدی اور یہ کہا کہ جب یہ بچہ بڑا ہوگا تو یہ جرسی پہن کر ضرور سوچے گا کہ میرا والد مجھ سے کتنا پیار کرتا ہے کہ اپنے وقت کے بڑے کھلاڑی کی یونیفارم کا اہم حصہ اور نمبر اچھی قیمت پر میرے لیے بطور تحفہ خرید کر اپنی محبت کا یقین دلایا۔

جیف فیگلز Jeff Feagles

جیف فیگلز ہمیشہ 10 نمبر کی جرسی پہن کر کھیلتا رہا۔ ایک مرتبہ جیف فیگلز نے اپنی جرسی ایک ہفتے کے لئے فلوریڈا میں کھیلے گئے ایک میچ میں کسی کو تحفتاً دیدی تھی اور خود 17 نمبر کی جرسی پہن کر میدان میں اترا جسے شائقین نے ناپسند کیا۔ سارے میچ میں نمبر کی واپسی کے نعرے بلند ہوتے رہے۔

جان کرک

یہ جان کرک کی بے نیازی ہی ہے کہ اس نے صرف دو پیک مشروب کے عوض اپنا 28 نمبر ویلیمز کو دے دیا۔ اور اس میں سب سے مزے کی بات ہے کہ ویلیمز کی بیوی 28 پیچ کے زیورات پہنتی تھی اور اس نے اپنے شوہر سے یہی کہا کہ وہ 28 نمبر کی جرسی خریدے اور پہن کر میچ کھیلے۔ ویلیمز نے اس کا تذکرہ جیف سے کیا جہاں یہ سودا طے پا گیا۔

کرس کلوی

کرس کلوی نے اپنا 5 نمبر میک ناب کو دے دیا اور شرائط یہ رکھیں کہ میک ناب 5ہزار ڈالر کا چیک کرس کلوی کی پسند کے خیراتی ادارے کو دے گا۔ ایک کانفرنس میں کلوی کا شکریہ ادا کرے گا اور آخر میں آئس کریم کون کھلائے گا۔

☆☆☆☆

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com
پچکے گال اور کمزور جسم چند دن میں موٹا اور خوبصورت
7 دن میں یقینی نتائج
Rs 1199 Only
کمزور جسم کو موٹا کرے پتلے پن سے نجات دلائے
جسم کو خوبصورت، سمارٹ اور پر کشش بنائے
چہرے کے ڈینٹ نکال کے گول اور خوبصورت کرتا ہے۔
بھوک بڑھائے، غذا کو جزو بدن بنا کر خون کے سرخ ذرات میں اضافہ کرے
باڈی اور مسلز میں بے پناہ اضافہ
خواتین و حضرات کے لیے یکساں مفید
ہڈیوں کو کیلشیم فراہم کرتا ہے۔
90 Tablets
Super Weight Gainer
0345-5947101, 0321-5076445
لمبا قد
خوبصورت شخصیت کی پہچان
بین الاقوامی شہرت یافتہ ایک ایسا منفرد پروڈکٹ جس کے صرف 25 دن کے استعمال سے قد میں 4 سے 6 انچ اضافہ یقینی ممکن
قیمت 1200/- روپے
خواتین و حضرات کیلئے یکساں مفید
Max Height
سے قد بڑھائیں ہڈیاں مضبوط اعصابی اور جسمانی طاقت میں بے پناہ اضافہ کریں
Max Height
Height increasing formula
0322-5523720, 0321-5164406
گنجے سر پر شرطیہ بال اگائیں
خشکی سکری 2 دن میں ختم
بالوں کا گرنا اور ٹوٹنا 10 دن میں بند
20 دن میں نئے بال اگنا شروع اور سفید بالوں کو سیاہ کرے
قیمت 1399/- روپے
Hair Grow THERAPY
No more Baldness
پیور وائٹننگ کریم جو خطرناک کیمیکلز اور اسٹیرائیڈز سے پاک ہے جو آپ کے کالے رنگ کو 5 دن میں گورا کرتی ہے۔
کیل چھائیاں داغ دھبوں اور ہر قسم کے نشان کو ختم کرتی ہے۔
3 دن میں چہرہ چمکے چاند جیسا
قیمت 800/- روپے
Pure Whitning Cream
20 GM Rs. 800/-
طاقت کی کمزوری اور بانجھ پن کا علاج
کمزور جراثیم کو بنائے طاقتور
بے پناہ طاقت
بے اولاد حضرات کیلئے پیغام شفاء
90 Tablets
Max Power
Rs: 1199/-
0321-5099473, 0323-5552266, 0321-5099462
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

آج کی نسل ماں باپ کی تابعداری ضروری نہیں سمجھتی: جسٹس (ر) جاوید اقبال

شادی سے پہلے اور بعد ہمیشہ سادہ زندگی گزارنے کو ترجیح دی: جسٹس (ر) ناصرہ اقبال

نوشین نقوی

تصاویر: امجد حسین

جسٹس ناصرہ جاوید اور جسٹس جاوید اقبال کے نام اور مقام سے ہم سبھی بخوبی واقف ہیں۔ ان کا شمار ایسے خاندانوں میں ہوتا ہے جن کے ساتھ ایک بڑا حوالہ تو ہے لیکن وہ اپنے اسلاف کی عزت میں اضافے کا باعث بھی بنے ہیں۔ شاعر مشرق علامہ اقبال کا خاندان نا صرف برصغیر بلکہ پوری دنیا میں عزت و احترام کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ جسٹس ناصرہ جاوید اور جسٹس جاوید اقبال کے دو صاحبزادے منیب اور ولید ہیں، حال ہی میں ہم نے اس شاندار فیملی کے ساتھ ایک ملاقات کی، جس نے اس ملک کے خواب سے تعبیر تک اور پھر اس کی تعمیر و ترقی تک اپنا شاندار کردار نبھایا ہے۔ جسٹس (ر) جاوید اقبال، جسٹس (ر) ناصرہ جاوید اقبال، ان کے صاحبزادے یعنی علامہ اقبال کے پوتے اور متحرک سیاستدان ولید اقبال اور منیب اقبال جو دونوں وکیل بھی ہیں، کم ہی کسی کو اکٹھے دستیاب ہوتے ہیں، خوش قسمتی سے ہمیں یہ موقع میسر آیا تو ہم نے ان کے ساتھ ایک دلچسپ نشست رکھی، گفتگو پیش خدمت ہے۔

گفتگو کا آغاز جناب جسٹس (ر) جاوید اقبال سے کیا گیا۔

دنیا: جسٹس صاحب آپ ہمیں اپنے بچپن کی کچھ یادیں میرے لیے کافی ہوتی تھیں۔ اگر ان کے ہاتھ اٹھانے کی بھی نوبت بھی آئی تو میری ماں مجھے اور کسی کو مارنے نہیں دیتی تھی وہ بیچ میں آجاتی تھی لیکن وہ صرف مجھے اپنے ہاتھ سے مارتی تھیں (ہنستے ہوئے)۔ میری جو آیا تھی جسے میں ووڈی اماں کہتا تھا وہ بتاتی ہیں کہ میری ماں مجھے پیار کرتی تھی لیکن صرف سوتے ہوئے۔ یعنی اس زمانے کے دستور کے مطابق بچے کو کھانے میں سونے کا نوالہ دو مگر دیکھو شیر کی نظر سے تو مجھے تو ہمیشہ شیر کی نظر سے دیکھا گیا۔

انقلابی شخصیات ملنے آتی تھیں آپ کو بطور ایک بچہ ان میں سے کون سی شخصیات یا شخصیت اچھی لگتی تھی۔

جسٹس (ر) جاوید اقبال: مجھے بطور بچہ میرے گارڈین چوہدری محمد حسین ہی کی سرپرستی میں دیا گیا۔ آج جو کچھ ہوں ان کی وجہ سے ہوں کیونکہ اقبال ان کو کہہ گئے تھے کہ جاوید نامہ اس کو پڑھا دینا اور انہوں نے نا صرف جاوید نامہ مجھے پڑھایا بلکہ میری تربیت بھی اس طریقے سے کی کہ علامہ کی فکر کو سمجھنے کی کوشش کروں اور اس قابل ہو جاؤں تو ان کے احباب میں سب سے زیادہ وہ پسند وہی ہیں۔ البتہ ان کی وفات سے 3 ماہ قبل جب پنڈت مہروان سے ملنے آئے تو انہوں نے حکم دیا کہ آج تم ان کو ریسیو (Recieve) کرو گے مجھے ان سے مل کر اچھا لگا۔

دنیا: آپ کی قائداعظم سے بھی کوئی ملاقات ہوئی؟

جسٹس (ر) جاوید اقبال: جی بالکل، مجھے ایک دلچسپ ملاقات یاد ہے، جواب دلچسپ لگتی ہے اس وقت شاید اس ملاقات کی خوبصورتی کا اندازہ نہیں تھا۔ جب قائداعظم ہمارے گھر میں آئے تو والد صاحب کی طرف سے مجھے کہا گیا کہ ان کو ریسیو (Recieve) کرو اور یہ بھی کہا کہ تم آٹو گراف بک ساتھ لے کر آنا۔ میں آٹو گراف بک لے کر آیا تو قائداعظم کے ساتھ محترمہ فاطمہ جناح بھی بیٹھی تھیں۔ مجھے قائداعظم نے کہا کہ تم بھی شاعری کرتے ہو (Do you also write poetry) کہ تم بھی شاعر ہو؟ انہوں نے سوچا کہ باپ بھی اس کا شاعر ہے یہ بھی شاعر ہوگا میں نے کہا: نو سر (No Sir) تو کہنے لگے (What are you doing to down grow up) میرے پاس کوئی جواب نہیں تھا اس بات کا۔ میں نے کہا "I dont know sir" اور خاموش کھڑا رہا تو آپ میرے والد کی طرف دیکھ کر کہنے لگے "He does not answer" تو میرے باپ نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا "He want answer, he is waiting for you to tell him what he do" تو آپ اس بات سے اندازہ کر سکتے ہیں کہ علامہ اقبال اور قائداعظم کی میرے متعلق آپس میں کیا گفتگو ہوئی یعنی نئی جنریشن کے متعلق۔ مجھے قائداعظم سے مل کر بہت اچھا لگا، وہ نفیس شخصیت کے مالک تھے۔

دنیا: ویسے تو بچپن ہی سے والدین اپنے بچوں کے بارے میں سوچنا شروع کر دیتے ہیں کہ ان کو کیا بنانا ہے۔ علامہ اقبال آپ کو کیا بنانا چاہتے تھے؟

جسٹس (ر) جاوید اقبال: ان کا خیال تھا کہ شاید میں ڈاکٹر بنوں کیونکہ میں ساتویں جماعت میں سائنس میں اول آیا تو ان کا خیال تھا کہ وہ مجھے ڈاکٹر بنا دیں گے کیونکہ اس زمانے میں میڈیکل سائنسز کی تعلیم کے لیے بہترین جگہ دیا تھا۔ لیکن جب ان کی وفات کے بعد اگلی جماعت میں گیا تو صورت حال بدل گئی اور میرا تعلق فلسفہ سے زیادہ ہو گیا۔ میں پنجاب بھر میں فلسفہ میں اول آیا۔ میری زندگی میں فلسفہ نے میڈیکل سائنس کی نسبت اہم کردار ادا کیا۔

دنیا: آپ نے اپنے والد سے ایسی کوئی بات سیکھی جو بعد میں اپنے بچوں کو سکھانے کی خواہش بھی ہوئی؟

جسٹس (ر) جاوید اقبال: کوئی ایسی بات تو میں نہیں سمجھتا کہ میں نے ان سے سیکھی ہوں (سوچتے ہوئے) لیکن ان کے فلسفے کو سمجھنے کی کوشش کی ہے اور میری اپنی اولاد سے بھی یہی خواہش کی ہے کہ وہ اپنے دادا کو سمجھنے کی کوشش کریں تا کہ وہ اس ملک کے کارآمد عنصر کے طور پر اپنی زندگی گزار سکیں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ آج کی نسل پر ان کے والدین کا کوئی اختیار نہیں ہے وہ آزاد ہے اور یہ ایک اعتبار سے اچھی بات بھی ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی انہیں یہ احساس ہونا چاہیے کہ یہ ملک کس طرح وجود میں آیا اور اس کو وجود میں لانے والی شخصیات کی کیا خواہشات تھیں۔ میں قائداعظم اور اقبال تک ہی اپنے آپ کو محدود نہیں کرتا میں تو شاہ ولی اللہ سے شروع کرتا ہوں اور پھر اس کے بعد سرسید احمد خان کی بات کروں گا۔ انہوں نے مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کیا ورنہ برصغیر سے اسلام کا نام و نشان مٹ جاتا۔ سرسید ہی کے زمانے سے اجتہاد پر زور رہا اور اجتہاد کی بنا پر پاکستان وجود میں آیا۔

دنیا: آپ نے اپنے والد کی زندگی کے شب و روز کو ایک عام آدمی کی حیثیت سے کیسا پایا؟

جسٹس (ر) جاوید اقبال: اقبال ایک عام انسان کی طرح تھے۔ بچپن میں ان کے والدین نے ان پر سختیاں کیں اور ان کو دین کی تعلیم حاصل کروائی اور ان کے استاد مولوی میر حسن کے توسط سے انہیں مشنری سکول میں داخلہ ملا، ورنہ علامہ اقبال کے والدین کی کوشش تو یہی تھی کہ وہ بتائیں جو علامہ اقبال کے ساتھ جڑی ہوں بطور والد آپ نے ان کو کیسا پایا، کیسا دیکھا۔

جسٹس (ر) جاوید اقبال: بات تو یہ ہے کہ آج کی جو نسل ہے وہ تو سمجھتے ہیں کہ ان کے ماں باپ پاگل ہیں، بے وقوف ہیں ہم ان سے زیادہ جانتے ہیں لیکن میرے جو والد اور والدہ تھے اس زمانے میں ان کے سامنے تو بولنا ہی محال تھا وہ جنریشن والدین کی اور کسی قسم کی بھی سوال سے حکم عدولی کا تو امکان ہی نہیں تھا۔ میں شرارتی بہت تھا، میں نے زیادہ مار ماں سے کھائی مگر جہاں تک والد کا تعلق ہے ان کی صرف جھڑکیں ہی میرے لیے کافی ہوتی تھیں کیونکہ ان کی بڑھاپے کی اولاد تھا اور یہی وجہ ہے کہ ان سے مجھے خوف ضرورت سے زیادہ ہی تھا، میرے اوپر خاصی سختی تھی۔ جناب لگائیں ان دنوں میرے انگریزی لباس پہننے پر پابندی تھی۔ میں ہیٹ نہیں پہن سکتا تھا، کوٹ پتلون نہیں پہن سکتا تھا، ٹائی نہیں لگا سکتا تھا، مجھے صرف حکم تھا کہ دیسی کپڑے اور رومی ٹوپی پہنو، پینٹ نہیں پہننا تھا، وہ چاہتے تھے کہ میں ان کی کہی ہر بات کو من و عن قبول کروں، سورج غروب ہونے سے پہلے گھر میں ان کو ملوں اب ہم تو اپنی اولاد کو اس قسم کا حکم جاری ہی نہیں کر سکتے، ہمیں تو اس زمانے میں سینما دیکھنے کی اجازت بھی نہیں تھی۔ ماں میں نے والد سے بھی نہیں کھائی میں نے پہلے بھی عرض کیا کہ ان کی جھڑکیں ہی

دنیا: آپ نے کبھی ان کے اس رویے کے بارے میں شکایت کی۔ آپ کو کبھی کچھ برا لگا ہو۔

جسٹس (ر) جاوید اقبال: کبھی برا نہیں لگا۔ ڈانٹ ڈپٹ تو ہوتی تھی مگر اس کا نتیجہ میں سمجھتا ہوں یہ نکلا جب ان کا انتقال ہو گیا تو جن چیزوں پر مجھے منع کیا جاتا تھا وہی چیزیں میں نے کرنی شروع کر دیں یعنی اقبال صاحب نے مجھے منع کر رکھا تھا کہ سینما نہیں دیکھنا تو ان کی وفات کے بعد میں نے ایک دن میں تین تین شو دیکھے۔ جانے کیوں مجھے لگتا تھا کہ انہوں نے مجھے بے جا پابندیوں میں جکڑ رکھا تھا۔ میرے کہنے کا مطلب ہے اولاد کو پچھلی نسل یعنی کہ میرے والدین کی نسل نے جن سختیوں سے پالا وہ کسی حد تک درست نہیں تھا۔

دنیا: جسٹس صاحب آپ کے والد کے پاس بہت سی

> جب بچے چھوٹے تھے تو میں ان کی پرورش بالکل اس طریقے سے کرتی تھی جیسے ہر ماں کرتی ہے، لیکن ان کو ہر دم یہ احساس دلانے کی کوشش کرتی تھی کہ تم جو بھی کرو مگر تمہارا جو رشتہ ہے اپنے دادا سے تو لوگ تم سے کوئی نہ کوئی توقعات ضرور وابستہ رکھیں گے اس لیے ایسے کاموں سے ہمیشہ اجتناب کرنا جس سے انگشت نمائی ہو: جسٹس ناصرہ جاوید

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

مدرسے ہی میں پڑھیں، میرے دادا کو خواب آیا تھا کہ کبوتر اڑ رہا ہے اور لوگوں نے جھولیاں پھیلائی ہوئی ہیں۔ ان کا خیال تھا کہ ان کا بیٹا اسلام میں نام پیدا کرے گا۔ میرے دادا ان کو مولوی بنانا چاہتے تھے وہ مکتب میں انہیں بھیجنا چاہتے تھے تو میر حسن جو دادا کے دوست تھے، انہوں نے سمجھایا کہ اگر اسلام میں ہی نام پیدا کرنا چاہتا ہے تو اسے سکول بھیجو تاکہ جدید تعلیم حاصل کرے کیونکہ اس تعلیم میں وہ کچھ نہیں حاصل کر سکے گا جس کی آپ کو خواہش ہے۔

دنیا: آپ کو اپنے والد سے کبھی کوئی شکایت رہی؟

جسٹس (ر) جاوید اقبال: باپ سے کیا شکایت ہو سکتی ہے سوائے اس کے کہ انہوں نے میری جو بچپن میں تربیت کی وہ اپنے نقطہ نظر سے مجھے دیکھنا چاہتے تھے۔ اس دور میں غلامی کا عنصر بہت زیادہ تھا میرے بچے تو آزاد فضا میں پیدا ہوئے' اس لیے میں نہیں چاہتا کہ ان پر کسی قسم کی کوئی سختی کروں کہ یہ پکے مسلمان بن جائیں۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ انہیں خود ہی اچھا مسلمان بننا چاہیے۔

اس وقت جب ہم جسٹس جاوید صاحب سے باتیں کر رہے تھے تو ان کے بارے میں خیالات جاننے کے لئے ان کے صاحبزادے ولید سے بات کی......

دنیا: آپ نے اپنے والد کا رویہ کیسا پایا۔ اپنے دادا جیسا سخت جھول آپ کے والد یا پھر نرم؟

ولید اقبال: نہیں جی میرے والد نے ہمیں سختی سے نہیں پالا بلکہ ان کا رویہ بچپن ہی سے ہمارے ساتھ دوستانہ رہا وہ کسی اور نسل کی باتیں ہیں جب بچوں کا اپنے والدین اور خصوصی طور پر اپنے باپ سے خوف بھرا تعلق ہوتا تھا۔ میرے والد کے سر سے دادا کا ہاتھ جلد اٹھ گیا اور جو سختیاں انہوں نے دیکھیں تو انہوں نے ہمارے ساتھ ویسا رویہ اختیار نہیں کیا بلکہ میں کہوں گا کہ میرے والد اور والدہ نے ہمارے ساتھ کوئی روایتی رشتہ نہیں رکھا بلکہ ہمیشہ پیار سے سمجھایا اور ہمیں اپنے راستے خود منتخب کرنے کا موقع بھی دیا۔

ہم نے گفتگو میں جسٹس (ر) جاوید اقبال کے بڑے بیٹے منیب اقبال کو بھی شریک کیا......

دنیا: علامہ اقبال جیسی بڑی شخصیت کے ساتھ اپنی نسبت کو کس نظر سے دیکھتے ہیں؟

منیب اقبال: لوگ توقعات بہت رکھتے ہیں کیونکہ وکالت کے پیشے سے میرا تعلق ہے اور اسی وجہ سے عدالتوں میں اور اردگرد لوگوں سے پبلک ڈیلنگ رہتی ہے اور خصوصی طور پر چھوٹے شہروں میں تو لوگوں سے کافی واسطہ رہتا ہے کیونکہ لوگ صرف یہ دیکھ کر خوش ہو جاتے ہیں کہ یہ علامہ اقبال کا پوتا آیا ہے۔ یہ ایک بہت اچھی چیز ہے میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ میرے لیے بڑے فخر کی بات ہے کہ میں علامہ صاحب کا پوتا ہوں کیونکہ میں نے محسوس کیا ہے کہ لوگ آج بھی ان کے ساتھ وہی وابستگی اور پیار خلوص رکھتے ہیں جیسا ماضی میں تھا اور اس کا اظہار لوگ ہمارے ساتھ کرتے ہیں۔

دنیا: آپ نے اقبال کے فلسفہ ان کی شاعری کو پڑھا ان کے خیالات اور فکر سے کچھ سیکھا؟

ولید اقبال: جی بالکل پڑھا اور ان کے پیغام سے جو میں نے سیکھنا تھا وہ سیکھ ہی لیا ہے یہ جیسے منیب کہہ رہے تھے کہ انہوں نے لوگوں کی وابستگی کو دیکھا ہے تو منیب نے تو ایک محدود طبقے کو دیکھا ہے لیکن ہم اسے زیادہ وسیع تناظر میں دیکھیں تو اب ان کے نام سے تو لوگ واقف ہیں مگر ان کی تعلیمات اور پیغام سے جتنی واقفیت ہونی چاہیے وہ نہیں ہے۔ اس کے لئے بہت کام کرنے کی ضرورت ہے تاکہ نئی نسل اس ملک کے وجود کا مقصد سمجھ سکے۔

دنیا: آپ دونوں جب سکول جاتے تھے اور خاص طور پر جب 9 نومبر کی چھٹی ہوتی تھی تو بچوں کا کیا ری ایکشن ہوتا تھا آپ کا تو شکریہ ادا کرتے ہوں گے کہ آپ کے دادا کی وجہ سے ہمیں چھٹی مل گئی ہے؟

ولید اقبال: اصل میں جب ہم سکول پڑھ رہے تھے تب تک یہ سلسلہ شروع نہیں ہوا تھا، بلکہ اس میں تھوڑی سی کنفیوژن بھی رہی کہ جو اقبال کی تاریخ پیدائش ہے وہ کہیں بھی مستند طریقے سے ریکارڈ میں موجود نہیں ہے۔ آج سے 20 سال قبل جب ہم سکول سے نکل چکے تھے تو حتمی طور پر 9 نومبر کو اقبال کے حوالے سے نیشنل ہالیڈے منایا گیا جس کا تعین ایک یورپی سکالر نے کیا تھا اس تاریخ کے حوالے سے، جو علامہ نے جرمنی میں اپنے ڈاکٹریٹ کے تھیسس میں 9 نومبر لکھی تھی۔

دنیا: منیب کوئی ایسا واقعہ یاد ہو جو کہ آپ کے دادا کی نسبت سے ہوا اور آپ کو اس پر بڑا فخر ہو؟

منیب اقبال: ہم سکول میں جب پڑھتے تھے ایچی سن میں تو آٹھ بجے کلاس لگتی تھی اور آٹھ بج کر ایک منٹ پر تالا لگا دیا جاتا تھا کہ کوئی طالب علم اندر نہیں آ سکتا تو میں اتفاق سے ایک دن آٹھ بج کر پانچ منٹ پر پہنچا وہاں ایک بہت سخت استاد ہوتے تھے چغتائی صاحب انہوں نے کہا کہ What's your name۔ میں نے کہا، منیب اقبال۔ کہنے لگے، اقبال ہمیشہ دیر سے آتا ہے چلو اندر جاؤ۔ اور دوسرا تاریخ پیدائش اور چھٹی والا جو معاملہ تھا وہ اصل میں پہلے 21 اپریل کو سرکاری طور پر چھٹی منائی نہیں جاتی تھی۔ یہ اعلان گورنمنٹ ایک رات قبل کر

دیتی تھی کہ کل عام تعطیل ہوگی تو یہ غالباً 1973ء یا 74ء میں گورنمنٹ نے ایک کمیشن بٹھایا جنہوں نے تاریخ کا تعین کیا اور اس میں جرمن سکالرز بھی تھے اور ایس اے واحد صاحب نے پورا ایک مضمون اس پر لکھا ہوا ہے جس میں انہوں نے تین چار حوالے دیے ہوئے ہیں کہ علامہ صاحب کی تاریخ پیدائش 9 نومبر ہے۔ حکومت پاکستان نے علامہ صاحب کا 100 سالہ جشن ولادت منایا اور اسی سال اسے پہلی مرتبہ نیشنل ہالیڈے ڈکلیئر کیا گیا اور یوم وفات کو بھی نیشنل ہالیڈے ڈکلیئر کیا گیا تھا۔ اس پر میرے والد نے کہا کہ علامہ صاحب چھٹیوں کے شاعر نہیں امن کے شاعر ہیں آگے بڑھنے کے شاعر ہیں۔ چھٹی اگر آپ نے دینی ہے تو ان کے یوم ولادت کے موقع پر دیں۔ وفات پر ادارے کھلے رکھیں تاکہ وہاں اقبال کے حوالے سے خصوصی مجالس کا اہتمام کر کے نئی نسل کو اقبال سے روشناس کرایا جا سکے تاکہ ان کا پیغام مزید آگے بڑھے۔ ان دونوں معاملات پر سوچ کے اچھا لگتا ہے۔

اسی دوران ہم نے گفتگو میں جسٹس (ر) ناصرہ جاوید کو بھی شامل کیا۔ آپ شادی سے پہلے ایک عام لڑکی کی زندگی گزار رہی تھیں۔ شادی کے بعد آپ علامہ اقبال کی بہو بنیں' جاوید اقبال کی بیگم بنیں تو یہ چینج جو آپ کا یکدم تبدیل ہوا اس وقت آپ کے کیا جذبات تھے؟

جسٹس (ر) ناصرہ جاوید: دیکھیے جی پہلے بھی میں سادہ زندگی گزار رہی تھی اور جب ان سے شادی ہوئی تب بھی سادہ زندگی کو ترجیح دی۔ تبدیلی تو خاص آئی نہیں مگر یہ ایک علیحدہ بات ہے کہ علامہ اقبال کی بہو ہونے کا مجھے خاص اعزاز ملا چونکہ جسٹس صاحب خود وکالت کرتے تھے اس لیے صبح گھر سے نکلتے اور رات کو گھر آتے تھے۔ اس دوران میں زیادہ تر گھر اور بچوں کے ساتھ مصروف رہتی تھی اس لئے انتہائی سادہ زندگی تھی اور اب بھی ہے۔

دنیا: ڈاکٹر صاحب کے والدین نہیں تھے آپ کا رشتہ کیسے طے ہوا؟

جسٹس (ر) ناصرہ جاوید: یہ رشتہ ان کی بہن منیزہ نے کروایا تھا۔ انہیں میں پسند آئی اور انہوں نے میری فیملی سے رشتہ مانگ لیا۔ جسے قبول کر لیا گیا۔

دنیا: بطور بہو اور بھابھی آپ کے آپس میں کیسے تعلقات رہے؟

جسٹس (ر) ناصرہ جاوید: ہمارا رشتہ آپس میں نند بھاوج کا بہت اچھا تھا کیونکہ میں سمجھتی ہوں ایسی نند تو شاید ہی کسی کو ملے۔ منیزہ بہت اچھی ہیں اور کیونکہ ان کی والدہ یعنی میری ساس تو نہیں تھی تو انہوں نے میرا بہت خاص خیال رکھا حالانکہ وہ عمر میں میرے شوہر سے چھوٹی تھیں لیکن مجھ سے بڑی تھیں تو ہمیشہ ان کا میرے ساتھ بہت شفقت اور محبت کا رویہ رہا۔

دنیا: کبھی یہ سوچا یا ذہن میں ایسا خیال آیا کہ اگر علامہ اقبال ہوتے تو ان کا رویہ آپ سے کیسا ہوتا؟

جسٹس (ر) ناصرہ جاوید: نہیں جی تو کبھی میرے ذہن میں نہیں آیا کیونکہ میری پیدائش سے قبل ہی ان کا وصال ہو چکا تھا۔

دنیا: آپ نے کبھی کوشش کی کہ آپ اپنے بچوں کو دادا کی تعلیمات اور فلسفہ سے روشناس کروائیں؟

جسٹس (ر) ناصرہ جاوید: دیکھیں جی میں کوئی فلسفہ دان تو نہیں تھی گھریلو خاتون تھی جب یہ چھوٹے تھے تو میں ان کی پرورش بالکل اسی طریقے سے کرتی تھی جیسے ہر ماں کرتی ہے یہ ٹھیک ہے کہ میں ان کو ہر دم یہ احساس دلانے کی کوشش کرتی تھی کہ تم جو بھی کرو مگر تمہارا جو رشتہ ہے اپنے دادا سے تو لوگ تم سے کوئی نہ کوئی توقعات ضرور وابستہ رکھیں گے اس لیے ایسے کاموں سے ہمیشہ اجتناب کرنا جس سے انگشت نمائی ہو۔

دنیا: آپ نے خود اقبال کو پڑھا؟

جسٹس (ر) ناصرہ جاوید: تھوڑا بہت پڑھا۔ میں آپ کو

> **میں شرارتی بہت تھا، مار میں نے زیادہ ماں سے کھائی مگر جہاں تک والد کا تعلق ہے ان کی صرف جھڑکیں ہی میرے لیے کافی ہوتی تھیں کیونکہ ان کی بڑھاپے کی اولاد تھا اور یہی وجہ ہے کہ ان سے مجھے خوف ضرورت سے زیادہ ہی تھا، میرے اوپر خاصی سختی تھی حساب لگائیں ان دنوں میرے انگریزی لباس پہننے پر پابندی تھی۔ میں ہیٹ نہیں پہن سکتا تھا، کوٹ پتلون نہیں پہن سکتا تھا' ٹائی نہیں لگا سکتا تھا' مجھے صرف حکم تھا کہ دیسی کپڑے اور رومی ٹوپی پہنو پینٹ نہیں پہنتا تھا، وہ چاہتے تھے کہ میں ان کی ہر بات کو من و عن قبول کروں، سورج غروب ہونے سے پہلے گھر میں ان کو ملوں اب ہم تو اپنی اولاد کو اس قسم کا حکم جاری ہی نہیں کر سکتے، ہمیں تو اس زمانے میں سینما دیکھنے کی اجازت بھی نہیں تھی: جسٹس (ر) جاوید اقبال**

بتاتی چلوں کہ سکول اور کالج میں میرا زیادہ تر رجحان بیت بازی کی طرف تھا۔ اس حوالے سے مجھے علامہ اقبال کے اشعار زبانی یاد تھے لیکن بیت بازی کی بات کچھ اور ہوتی ہے اور فلسفہ کی بات کچھ اور۔ اور سچ بات یہ ہے کہ میں فلسفہ دان نہیں ہوں اور علامہ کا فلسفہ ہے بھی مشکل، تو یہ کام میں نے اپنے شوہر ہی کے ذمہ کیا کیونکہ گھر میں دانشوری کا کام ان ہی کا ذمہ تھا میں تو جیسے عام گھریلو خواتین ہوتی ہیں ویسی ہی تھی اور اب بھی ہوں۔

دنیا: ایک ہی وقت میں انتہائی ذمہ دار پوزیشن پر فائز ہونے کے ساتھ ساتھ آپ نے عام خاتون کے فرائض بھی نبھائے، یہ تجربہ کیسا رہا؟

جسٹس (ر) ناصرہ جاوید: یہ تو سب اتفاقی بات ہے۔ میں گھر کے فرائض ہی نبھانے میں لگی تھی۔ بچے بڑے ہو گئے ایچی سن کالج جانے لگے تو یہ صبح کے گئے شام کو گھر آتے تھے۔ میں گھر میں اکیلی ہوتی تھی اور کوئی ہوتا نہیں تھا، اور اوپر سے ڈاکٹر صاحب کا پیشہ بھی وکالت کا تھا، یہ بھی ہر وقت مصروف رہتے تھے۔ میں نے سوچا میں بھی وکالت کی ڈگری لے لوں، اس لئے وکالت کر لی اس کے بعد بچے پڑھنے کے لئے باہر چلے گئے تو میں نے وہاں ہارورڈ یونیورسٹی سے ڈگری لے لی اور جب ڈاکٹر صاحب ریٹائر ہوئے تو میں نے وکالت شروع کر دی۔ اس طرح کہہ سکتے ہیں کہ ایک وقت میں گھر میں صرف ایک وکیل رہا۔

دنیا: جسٹس صاحب نے کبھی روک ٹوک کی یا کوئی پابندی لگائی؟

جسٹس (ر) ناصرہ جاوید: جی کبھی بھی کوئی ایسی بات نہیں ہوئی۔ وہ ایک محاورہ ہے کہ ہر کامیاب مرد کے پیچھے عورت کا ہاتھ ہوتا ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ اگر ہمارے ملک میں کوئی عورت کامیاب ہو تو اس کے پیچھے ضرور مرد کا ہاتھ ہوتا ہے، اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا اور ڈاکٹر صاحب نے ہر قدم پر میری راہنمائی کی۔

دنیا: ولید میں آپ سے ایک سوال ضرور پوچھنا چاہوں گی آپ کے بھی بچے ہیں تو کیا آپ نے اپنے بچوں کو اپنے دادا کے افکار سے روشناس کروانے کی کوشش کی ہے؟

ولید جاوید: میرے بچوں کو پتہ ہے وہ اپنے پردادا کو جانتے ہیں۔ مجھے ان کے ساتھ زیادہ وقت تو نہیں ملتا کیونکہ میرا پیشہ کچھ اس طرح کا ہے اور ساتھ سیاست بھی۔ جب بھی چھٹیاں ہوں تو ان کے ساتھ گزارتا ہوں ابھی وہ چھوٹے ہیں بڑے بچے سکول جاتے ہیں وہاں ان کو ضرور پتہ چلتا ہے کہ کون کیا ہے اور تاریخ میں کس کا کیا مقام ہے۔ میں نے اس موضوع پر فی الحال کوئی خاص ترجیح نہیں دی ہوئی۔ تھوڑے سے بڑے ہو جائیں گے تو پھر ان کی اس حوالے سے تربیت کروں گا۔

دنیا: منیب آپ ہمیں یہ بتائیں کہ جب آپ عدالت میں جاتے ہیں تو اقبال کے پوتا ہونے کا آپ کو کوئی فائدہ ہوا؟

منیب اقبال: ہر چیز جو اچھی ہوتی ہے اس کا فائدہ بھی ہوتا ہے اور نقصان بھی۔ جیسے ایک سکے کے دو رخ ہوتے ہیں اسی طرح اس پہچان کا فائدہ بھی ہوتا ہے اور کئی مرتبہ نقصان بھی۔ تجربات کی بات ہے اچھے اور برے دونوں کا۔ بہرکیف بہت اچھا تجربہ رہا میرا۔ بطور وکیل میں نے یہ بھی محسوس کیا ہے کہ مجھے اس چیز کا فائدہ بھی ہوتا ہے لوگ اس وجہ سے عزت اور قدر زیادہ کرتے ہیں۔

دنیا: یہی سوال ولید آپ سے ہے کہ علامہ اقبال' جاوید اقبال' ناصرہ جاوید اقبال کے نام کو لے کر آپ کو باہر فائدہ زیادہ ہوا یا نقصان۔ خاص طور پر آپ کے سیاسی پس منظر میں؟

ولید اقبال: سب سے پہلے تو میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ میں ملک سے باہر 8،7 سال تعلیم حاصل کرنے کے بعد بھی کام کرتا رہا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجھے وہاں کام کے حوالے سے کافی سراہا گیا۔ مجھے وہاں کبھی کسی نے نہیں پوچھا کہ تمہارے باپ کا کیا نام ہے یا میرے دادا اور والدہ کا کیا نام ہے وہاں انسان صرف اپنی محنت کر کے اچیومنٹس سے سراہا جاتا ہے تو پاکستان سے باہر جو میں رہا ہوں تو وہاں معاملہ نیوٹرل ہی رہا۔ میں نے خاصا وقت امریکہ اور یورپ میں گزارا ہے امریکہ میں تو اقبال شناسائی نہیں تھی کلچر کے حوالے سے مگر یورپ میں معاملہ مختلف تھا۔ لوگ میرا کارڈ دیکھ کر پوچھتے تھے کہ تم شاعر اور فلاسفر اقبال سے کوئی تعلق رکھتے ہو کیونکہ یورپ میں ان کے فلاسفی اور تعلیمات کا خاصا اثر ہے۔ مگر وہاں پر بھی اپنی ہی کارکردگی سامنے آتی ہے کسی کی اولاد ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا، لیکن عزت ملتی ہے۔

دنیا: جسٹس صاحبہ آپ کی کوئی بیٹی نہیں ہے تو آپ کا اپنی بہوؤں کے ساتھ کیسا تعلق ہے؟

جسٹس (ر) ناصرہ جاوید: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میری ایک بہو ہے، اور میں خواب میں بھی نہیں سوچ سکتی تھی کہ اتنی فرمانبردار بہو مجھے ملے گی۔ ولید کے دادا کی دعا پوری ہوئی کیونکہ ان کا خیال تھا کہ اچھی خاتون اگر گھر میں آئے تو اچھی نسل آگے پروان چڑھتی ہے اور ترقی کرتی ہے۔ ولید نے اپنی پسند کی شادی کی اور اس کی پسند میں وہ تمام عناصر شامل تھے جو ہونے چاہئیں۔ جب اس نے سوچا کہ کیسی بہو کیسی بیوی گھر میں آئے۔ ہم اگر اپنی مرضی سے کرتے تو ایسی بہو نہ پا سکتے۔

دنیا: ڈاکٹر صاحبہ آپ اپنی کامیابیوں کا کریڈٹ کس کو دینا چاہیں گی؟

جسٹس (ر) ناصرہ جاوید: اس بارے میں اتنا ہی کہوں گی۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

یہ کوئی نہیں جانتا کہ جو مل رہا ہے وہ کس چیز کا فیض ہے۔ اقبال دیدہ ور تو تھے ہی مگر انہوں نے اپنے بارے میں کہا کہ جو بھی انہوں نے حاصل کیا وہ لوگوں کی وجہ سے حاصل کیا ایک تو اپنے استاد سید میر حسن کی وجہ سے، کتنی خوبصورت بات ہے ناں کہ انہوں نے سر کا خطاب اس وقت تک قبول نہیں کیا جب تک ان کے استاد کو شمس العلماء کا خطاب نہیں دیا گیا۔ علامہ کے اصرار پر کہ جب تک آپ میرے استاد کو خطاب نہیں دیں گے میں سر کا خطاب قبول نہیں کروں گا، اسی طرح دوسرا ان پر جو اثر تھا وہ ان کی والدہ کی تربیت کا تھا اور انہوں نے اس حوالے سے مرثیہ بھی لکھا جو اردو ادب کا بہترین مرثیہ سمجھا جاتا ہے۔ میں بھی یہی سمجھتی ہوں کہ ڈاکٹر صاحب کے بہترین ساتھ کے علاوہ اساتذہ اور ماں کی دعاؤں نے مجھے یہاں تک پہنچنے میں مدد دی۔

☆☆☆

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

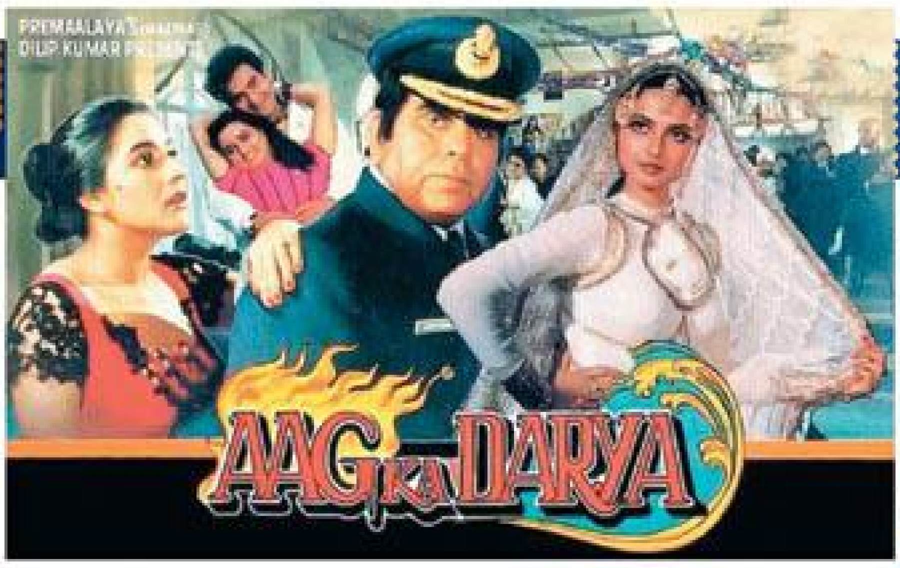

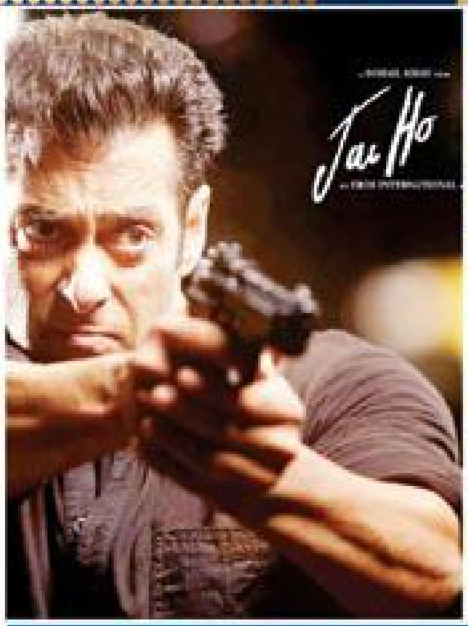

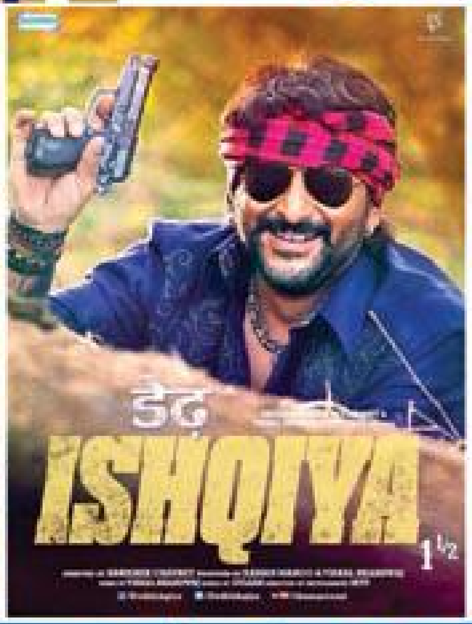

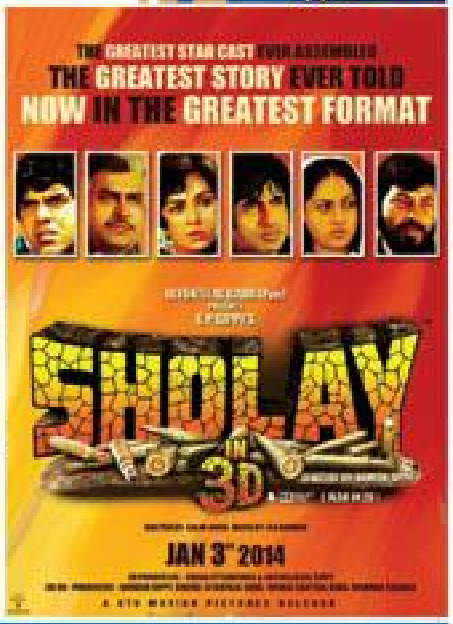

2014ء کی فلمیں

بالی وڈ ایک مرتبہ پھر دنیا بھر سے ''سرمایہ بٹورنے'' کو تیار

خوبصورت جوڑیاں ''سینما کے میدان'' میں نت نئے ریکارڈز بنانے کیلئے اُتریں گی

طیبہ بخاری

2013ء کو خدا حافظ اور نئے سال 2014ء کو خوش آمدید...... بالی وڈ کی صرف ہندی فلموں نے گذشتہ برس 3 ہزار کروڑ سے زائد کا سرمایہ اپنے نام کیا اور اب اُنکے ''خوبصورت سٹیروں'' نے ایک مرتبہ پھر نئے سرے سے باکس آفس کو لوٹنے کی منصوبہ بندی مکمل کر لی ہے۔ اس برس کئی ایسی فلمیں ریلیز ہونے جا رہی ہیں جو اپنے نام اور کام دونوں اعتبار سے پچھلی فلموں سے منفرد اور قابل دید ہیں وبنگ سلمان خان کی ''پراسرار خاموشی'' ٹوٹنے والی ہیں اور وہ شاہ رخ، رتھک روشن اور عامر خان کے ریکارڈز کو منہ توڑ جواب دینے کی بھرپور تیاری کر چکے ہیں۔ 2014ء میں پردہ سیمیں پر ''جے ہو'' سمیت ان کی فلموں کی لائن لگنے والی ہے جن کو دیکھنے کیلئے دنیا بھر کے سینما گھروں کے باہر لمبی لمبی لائنیں لگنے والی ہیں۔ اس سال کی فلمیں پرانے ریکارڈز بریک کریں گی اور نئے ریکارڈز قائم کریں گی۔ خوبصورت جوڑیاں ''سینما کے میدان'' میں نت نئے ریکارڈز بنانے کیلئے اتریں گی اور مخالفین کو شکست دینے کی کوشش کرینگی۔ مایا نگری میں فلموں کی تیاری پر کروڑوں روپے خرچ کر دیئے گئے ہیں اور مزید خرچ کئے جا رہے ہیں۔ اتنی بڑی سرمایہ کاری سے بننے والی فلمیں اندرون و بیرون ملک اپنے شائقین سے کروڑوں کے بدلے میں یقیناً اربوں روپے وصول کریں گی اور یہ اُن کا حق بھی بنتا ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں کہ نئے سال میں ''شہنشاہ جذبات'' دلیپ کمار کی فلم ریلیز کرنا منصوبہ بنایا جا رہا ہے۔ دراصل ہوا کچھ یوں تھا کہ دلیپ کی فلم ''آگ کا دریا'' ریلیز کے وقت مالی مشکلات سے دوچار ہو گئی تھی جس کے باعث ریلیز نہ ہو سکی۔ دلیپ کمار برسوں پہلے فلموں میں کام کرنا بند کر چکے ہیں لیکن اب مداحوں کو ان کی ایک ایسی فلم بڑے پردے پر دیکھنے کو مل سکتی ہے جو آج تک کسی کے سامنے نہیں آئی۔ 90ء کی دہائی میں اس فلم کے پرنٹ غائب ہو گئے تھے مگر اب ہدایتکار دوبارہ ریلیز کرنے کی منصوبہ بندی کر رہے ہیں۔ فلم میں ریکھا، پدمنی کولہاپوری، امریتا سنگھ اور امریش پوری جیسے اداکار دلیپ کے ساتھ ہیں۔ ''آگ کا دریا'' کی ہدایات جنوبی بھارت کے مشہور ہدایتکار وی ایس راجندر بابو نے دی ہے جو اس سے قبل ''سوریہ''، ''میری آواز سنو'' اور ''ایک سے بھلے دو'' نام کی مقبول ہندی فلمیں بنا چکے ہیں۔ راجندر بابو کہتے ہیں کہ ''1991ء میں ہم نے اس کی شوٹنگ کی اور یہ اس دور کی سب سے مہنگی فلموں میں سے ایک تھی جس پر اس زمانے میں تقریباً پانچ کروڑ روپے لاگت آئی تھی۔ فلمساز آر وینکٹ رمن کو قانونی پیچیدگیاں درپیش تھیں انہیں عدالت کے چکر لگانے پڑے، اسی دوران ان کا انتقال ہو گیا اور فلم کی ریلیز رک گئی۔ فلم کے حوالے سے اب کسی قسم کے قانونی مسائل نہیں پرنٹ سنگاپور کے ایک ڈسٹری بیوٹر کے پاس محفوظ ہیں جنہیں ڈیجیٹل کرنے کا عمل جاری ہے۔ اس کے بعد پوسٹ پروڈکشن کیا جائے گا اور فلم ریلیز کرنے کی منصوبہ بندی کی جائے گی''۔

جنوری: رواں ماہ 14 سے زائد فلمیں ریلیز ہونگی جن میں ''مسٹر جوبلی کا رول ہو، شعلے تھری ڈی، ڈیڑھ عشقیہ، کرلے پیار کرلے یاریاں، ویریو، کھمسی، مس لولی، جے ہو، وان بائے ٹو، ہلو ٹپی بے paranthe wali gali اور نوکی سیاپا'' شامل ہیں۔ جنوری کا مہینہ جن بالی وڈ فنکاروں کے نام رہے گا ان میں مادھوری ڈکشٹ، ہما قریشی، ارشد وارثی، سوہا علی، جاوید جعفری، پریش راول، دھرمیندر، امیتابھ بچن، ہیما مالنی، سنجیو کمار، امجد خان، شتروگھن، یسلین کور، ہیمنش کوہلی، سارا سنگھ نیکول فاریا، علیشاہ خان، موتالی ٹھاکر، شیفالی شاہ، رام کپور ستیش کوشک، نوازالدین صدیقی، نیہا ریکا سنگھ، انوج سکسینا نیہا پوار، مہیندر گجرال، سلمان خان، ڈیزی شاہ، تبو، ڈینی، ابھے دیول، پریتی ڈیسائی، رتی اگنی ہوتری، ساحل آنند، اریکا فرینڈس، پریت کمال، بلی اقتدار اور پالی گپتا کے نام شامل ہیں۔ اس ماہ جو ڈائریکٹرز بالی وڈ کے ذریعے فلمی شائقین کی اُمیدوں پر پورا اُترنے کی کوشش کریں گے ان میں ''سمیر تیواری، رمیش سپی، ابھیشیک چوبے، رادھیش پانڈے، وویا کھوسلہ، کمار ونیش سلیر کا مہول سیریا، کمیش کوکور، آشم آہلووالیا، نگن گپتا، سہیل خان، وویکا جگت، اور نیلا مدھب پانڈے'' کے نام شامل ہیں۔

''ڈیڑھ عشقیہ'' بالی وڈ کی بلاک بسٹر فلم ''عشقیہ'' کا سیکوئل ہے۔ ہدایتکار ابھیشیک چوبے کی اس فلم میں مادھوری، نصیرالدین شاہ، ارشد وارثی اور ہما قریشی نے شاندار پرفارمنس کا مظاہرہ کیا ہے۔ وشال بھردواج نے اپنی ہی فلم ''عشقیہ'' کے سیکوئل کو ارمان مارو کے ساتھ مشترکہ طور پر پروڈیوس کیا ہے جس کا میوزک پچھلی فلم کی طرح انہوں نے خود کمپوز کیا ہے کامیڈی اور تھرل سے بھرپور یہ فلم 10 جنوری کو سینما گھروں کی زینت بنے گی۔ اس فلم کی خاص بات ''بیگم'' مادھوری کی اداکاری اور ان کے ملبوسات ہیں۔ مادھوری ایک ایسی ورسٹائل اداکارہ ہیں جن کی پرفارمنس کے گن ہر کوئی گاتا ہے۔ ماضی کی معروف اداکارہ آشا پاریکھ بھی مادھوری کی بہت بڑی فین ہیں۔ آشا جی مادھوری کا ٹی وی پروگرام ''جھلک دکھلا جا'' جو کہ ایک ڈانس شو ہے بہت شوق سے دیکھتی ہیں مادھوری اس میں جج کے فرائض نبھا رہی ہیں ان کا رقص اس شو کا سب سے خوبصورت حصہ ہوتا ہے۔ ''ڈیڑھ عشقیہ'' نصیرالدین شاہ کی بھی فلم ہے۔ نصیر نئی اور پرانی نسل کے پسندیدہ فنکاروں میں شامل ہیں۔ ''ڈیڑھ عشقیہ'' کے بارے میں وہ کہتے ہیں کہ ''ہم لوگ محنت سے فلمیں بناتے ہیں اس لیے اپنی اہمیت کچھ زیادہ ہی سمجھنے لگتے ہیں۔ لیکن ایسا کچھ نہیں ہے۔ فلموں کے ذریعے سماج میں کسی تبدیلی کی اُمید کرنا بیکار ہے۔ ہم فلم سٹار کے ہیئر سٹائل کے علاوہ کچھ نہیں بدل سکتے''۔

فروری: اس ماہ 9 سے زائد فلمیں ریلیز ہونگیں۔ سنی دیول اور ہرمن بویجا کی ''ڈھشکیوں'' 7 فروری کو ریلیز ہوگی۔ اسے ڈائریکٹ کیا ہے سنم جیت سنگھ نے اور جیسا کہ نام سے ظاہر ہے یہ ایک ایکشن فلم ہوگی۔ پرینیتی چوپڑا کی فلم ''ہنسی تو پھنسی'' بھی فروری میں باکس آفس کی زینت بنے گی۔ کرن جوہر کے پروڈکشن ہاؤس دھرما پروڈکشن کے علاوہ چار فلمساز انوراگ کیشپ، وکرمادتیہ موتوانی، وکاس بہل اور مادھو مانتانا اس فلم میں سرمایہ لگا رہے ہیں۔ 2011ء میں ''لیڈیز ورسز رکی بہل'' میں بطور معاون اداکارہ بالی وڈ میں قدم رکھنے والی پرینیتی یش راج فلمز کے بینر تلے ''دعوت عشق'' میں بھی کام کر رہی ہیں جب کہ ادتیہ رائے کپور ان کے ساتھ ہیرو کا رول ادا کر رہے ہیں یہ ادتیہ کے ساتھ ان کی بطور ہیروئن دوسری فلم ہوگی۔ فلم کو 9 مئی کو سینما گھروں کی زینت بنایا جائے گا۔

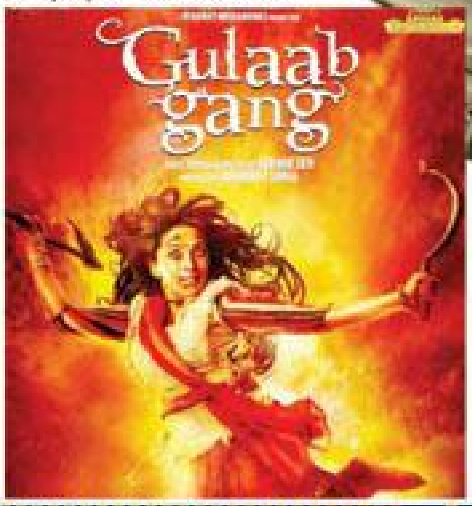

کرپشن کیخلاف جنگ کی کہانی ''کانچی''

''کانچی'' فروری میں ریلیز ہوگی۔ سبھاش گھئی نے اپنی اس فلم میں نئی اداکارہ مشتی کو ہیروئن بنایا ہے۔ ''کانچی'' میں مشتی کے ساتھ کارتک تیواری، رشی کپور اور متھن چکرورتی بھی اہم کرداروں میں جلوہ گر ہو رہے ہیں۔ 21 سالہ بنگالی بیوٹی مشتی اپنی پرفارمنس کی دھاک بٹھانے کے لیے تیار ہیں۔ فلم کے پروموشنل پوسٹر ریلیز کیے جا چکے ہیں اور ان کا اچھا رسپانس سامنے آ رہا ہے۔ اس میوزیکل فلم کے لیے اسماعیل دربار نے دھنوں کو ترتیب دیا ہے۔ فلمساز سبھاش گھئی کا کہنا ہے کہ ''کانچی'' کی کہانی ایک ایسی لڑکی کی کہانی ہے جو کرپشن کے خلاف جنگ لڑتی ہے۔ سماجی رابطے کی ویب سائٹ پر سبھاش کا کہنا تھا کہ فلم کی کہانی بھارت کی ایک ہمت والی لڑکی سے متاثر ہو کر تحریر کی گئی ہے۔ یہ لڑکی اپنی جیسی عام لڑکیوں کا گروہ بنا کر کرپشن کے خلاف اُٹھ کھڑی ہوتی ہے اور نظام تبدیل کر دیتی ہے۔ یہ فلم یقیناً مداحوں کے لیے سبق آموز ہوگی۔ فلم میں مشتی اور کارتک تیواری مرکزی کردار ادا کر رہے ہیں جب کہ دیگر کاسٹ میں رشی کپور اور متھن چکرورتی بھی شامل ہیں''۔

عامر خان مراٹھی فلموں میں

بالی وڈ کے مشہور اداکار عامر خان اب مراٹھی فلموں میں بھی اپنی اداکاری کے جوہر دکھانا چاہتے ہیں۔ عامر کہتے ہیں کہ ''میں ہر زبان کی فلموں میں کام کرنا چاہتا ہوں۔ اچھی فلموں کا سکرپٹ ملا تو میں ہر زبان کی فلموں میں کام کرنے کیلئے تیار ہوں۔ میں نے مراٹھی زبان سیکھی ہے۔ اس لئے مراٹھی فلموں میں کام کرنے کیلئے مجھے کوئی پریشانی نہیں ہوگی''۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

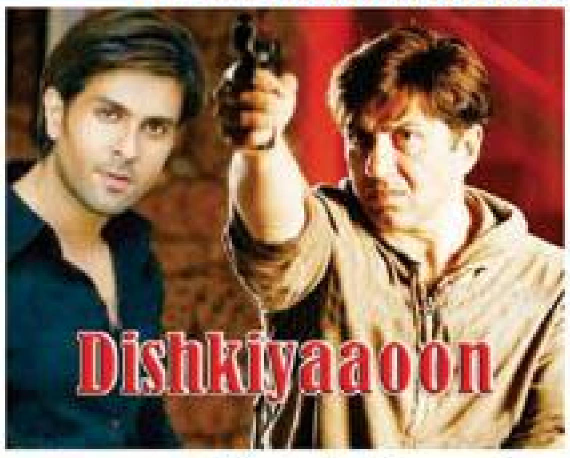

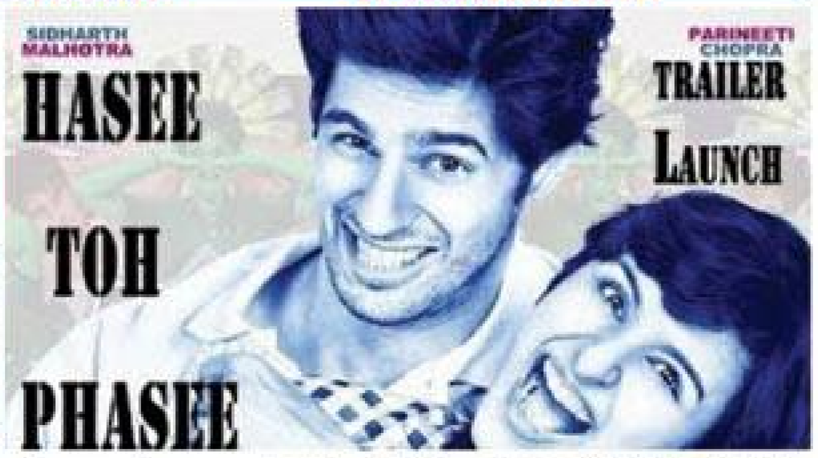

بھارتی میڈیا کے مطابق پرینیتی کی 2014ء کے دوران "ہنسی تو پھنسی" اور "دعوت عشق" کے علاوہ ایک اور فلم "کل دل" بھی ریلیز کی جائے گی اس فلم کی ہدایات شاد علی دے رہے ہیں جب کہ ہیرو رنویر سنگھ ہیں۔ "کل دل" میں گووندا بھی کام کر رہے ہیں اور وہ روٹین سے ہٹ کر مخالفانہ کردار نبھائیں گے۔

فلم "ہنسی تو پھنسی" کا ایک ڈرامہ خوب مقبولیت حاصل کر رہا ہے۔ اب آپ سوچ رہے ہوں گے کہ فلم میں ڈرامہ کا کیا مطلب ہے؟ دراصل فلم میں ڈرامہ نام کا ایک گانا ہے۔ "ڈرامہ کوئین" نامی گانے کو سدھارتھ ملہوترا جو فلم میں نکھل اور پرینیتی چوپڑا جو میتا کا کردار ادا کر رہی ہیں پر عکس بند کیا گیا ہے۔ گانے کا میوزک اتیا بھٹ چاریہ نے ترتیب دیا ہے۔ شریا گھوشال اور وشال ددلانی کے گائے جانے والے ڈانس نمبر "چھوری بڑی ڈرامہ کوئین ہے" پر دونوں اداکاروں نے زبردست پرفارمنس کا مظاہرہ کیا ہے۔ گانے کی ویڈیو میں جس طرح پرینیتی کو رقص کرتے دکھایا گیا ہے اسکا تمام تر کریڈیٹ کوریوگرافر کو جاتا ہے تاہم اس سے محسوس ہوتا ہے کہ یہ گانا خاص طور پر صرف پرینیتی کے لیے لکھا گیا ہے۔ کرن جوہر کا اس بارے میں کہنا ہے کہ وشال ددلانی "ڈرامہ کوئین" کی ہٹ لائن کے ساتھ سامنے آئے ہیں جبکہ پرینیتی کا اس بارے میں کہنا ہے "چھوری بڑی ڈرامہ کوئین" ایسے الفاظ ہیں جنہیں ہم اکثر روزمرہ کی زبان میں استعمال کرتے ہیں یہ کسی ایک صنف کے لیے مخصوص نہیں ہیں اور انہیں ہر اس شخص کے لیے بولا جاتا ہے جو ڈرامے کرتا ہے یا لوگوں کے ساتھ بول بچن سے کام لیتا ہے۔ فلم انڈسٹری ڈرامہ کوئینز سے بھری پڑی ہے اور میں اس انڈسٹری کی سب سے بڑا ڈرامہ کوئین ہوں اگر کوئی مجھ سے بہتر ہے تو وہ خود کو گانے کے ذریعہ ثابت کرے"۔ پرینیتی جو ونیل میتھیو کی ہدایتکاری بنائی جانیوالی اس فلم میں ایک پاگل سائنسدان کا رول کر رہی ہیں کہتی ہیں کہ اس جیسی فلم پہلے کبھی بڑی سکرین پر نہیں دکھائی گئی۔ "فلم میں میرا کردار ایسی سائنسدان خاتون کا ہے جو تھوڑی سے پاگل ہے اور یہ ایسا کردار ہے جو مدتوں یاد رکھا جائیگا۔ یہ فلم شائقین کو بہت پسند آئیگی اور جب لوگ اسے دیکھیں گے تو بہت حیران ہوں گے"۔ دوسری جانب فلم میں نکھل کا کردار ادا کرنے والے اداکار سدھارتھ ملہوترا کا کہنا ہے کہ "میرا اس کردار کے ساتھ ذاتی تعلق ہے جو بہت پر عزم اور غیر حقیقت پسندانہ ہے۔ کچھ اچھا کرنے کی کوشش کرتا ہے مگر تھوڑی الجھن کا شکار ہے کہ وہ کیا چاہتا ہے اور اس کے خاندان کی کیا خواہش ہے۔ میرے خیال میں یہ آج کے ہر نوجوان کے لیے ایک سچائی ہے جو اپنے والدین کی طرف سے اکثر دباؤ کا شکار رہتے ہیں، جیسے کہ میں ہوں کیونکہ میری والدہ کی مجھ سے کچھ اور امیدیں ہیں جبکہ والد کے میرے متعلق دوسرے خیالات ہیں"۔ ان کا مزید کہنا تھا کہ "فلم کا کردار اپنی گرل فرینڈ کے لیے جو کچھ کرنا چاہتا ہے بہت دلچسپ ہے اور یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے میں کالج کے دنوں میں چاہتا تھا"۔

ادھین سمن کی فلم "ہارٹ لیس" بھی 7 فروری کو ریلیز ہوگی اس تھرلر فلم کو ڈائریکٹ کیا ہے شیکھر سمن نے جبکہ اس میں اداکاری کے جوہر دکھائے ہیں آریانہ آیم، اوم پوری، مدن جین اور دیپتی نول نے۔ بالی وڈ اداکار اور ٹی وی میزبان شیکھر سمن اب بطور ہدایتکار اپنی اننگز کا آغاز کر رہے ہیں۔ بطور ہدایتکار "ہارٹ لیس" ان کی پہلی فلم ہوگی۔ فلم کی فرسٹ لک کی رونمائی کے موقع پر صحافیوں سے بات کرتے ہوئے شیکھر سمن کا کہنا تھا کہ "یہ فلم وہ اپنے بڑے بیٹے آیوش کی یاد میں بنا رہے ہیں جنکی موت دل کی ایک بیماری کی وجہ سے ہوگئی تھی"۔ اس موقع پر مہمان خصوصی کے طور پر امیتابھ بچن بھی موجود تھے شیکھر نے بتایا کہ "فلم ایک رومانٹک تھرلر ہے اور اہم کردار ان کے چھوٹے بیٹے ادھین نے ادا کیا ہے"۔

"رام لیلا" سے شہرت کی بلندیوں پر پہنچنے والے رنویر سنگھ اور "عشق زادے" سے بالی وڈ میں دھماکے دار انٹری دینے والے ارجن کپور دونوں ایک ساتھ نظر آئیں گے فلم "غنڈے" میں۔ "غنڈے" 14 فروری یعنی ویلنٹائن ڈے پر ریلیز ہوگی یہ رومانٹک ایکشن فلم ہوگی جس میں پریانکا چوپڑا بھی قیامت ڈھائیں گی۔ فلم ابھی سے مقبولیت کی تمام منزلیں طے کر چکی ہے۔ 21 فروری کو بھی شیر گل، نصرت بھروچا اور عارف زکریا کی بار فلم "ڈرایٹ دی مال" ریلیز ہوگی فلمی حلقوں میں کہا جا رہا ہے کہ یہ تمام اداکار مل کر پردہ سکیں پر شائقین کو ڈرانے میں ضرور کامیاب ہوں گے۔ اس فلم کو پون کرپلانی نے ڈائریکٹ کیا ہے معروف ڈائریکٹر امتیاز علی، رندیپ ہوڈا اور عالیہ بھٹ کو لیکر "ہائی وے" پر آرہے ہیں۔ آپ یہ سن کر ضرور حیران ہوئے ہوں گے کہ آخر یہ تینوں "ہائی وے" پر کیوں آرہے ہیں۔ کوئی احتجاج کریں گے کیا؟ اور اگر ایسا نہیں ہے تو پھر یہ ہائی وے کیا ہے۔ گھبرایئے مت! ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ "ہائی وے" کیا ہے۔ دراصل یہ تینوں احتجاج کرنے نہیں بلکہ نئی فلم لیکر آرہے ہیں۔ "ہائی وے" امتیاز کی نئی فلم کا نام ہے۔ "سٹوڈنٹ آف دی ایئر" سے اپنے فلمی کیریئر کا آغاز کرنیوالی عالیہ بھٹ اس فلم کی کامیابی کیلئے پرامید ہیں اور نروس بھی۔

28 فروری کو 3 فلمیں ریلیز ہونگیں جن میں ایشا پٹیل کی رومانٹک کامیڈی فلم "دیسی میجک" بھی شامل ہے۔ اس فلم کے دیگر فنکاروں میں زید خان، رندھیر کپور اور للیت دوبے کے نام بھی شامل ہیں جبکہ مہکل آتھا نے ہدایتکاری کے فرائض نبھائے ہیں۔

کنگنا رناوت کی رومانٹک کامیڈی فلم "کوئین" بھی اسی روز ریلیز ہوگی۔ "کوئین" میں راجکمار یادو بھی ہیں۔ اسے ڈائریکٹ کیا ہے وکاس بہل نے۔ فرحان اختر، ودیا بالن، ویر داس کی "شادی کے سائیڈ ایفیکٹس" بھی 28 فروری کو نئے ریکارڈز کی خواہش لیکر سینما ز کے میدان میں اترنے والی ہے۔ "بھاگ ملکھا بھاگ" کے بعد فرحان اختر کی یہ دوسری ریلیز ہونیوالی فلم ہے۔ "بھاگ ملکھا بھاگ" نے باکس آفس پر خوب کمائی اور پذیرائی حاصل کی تھی۔ جیا بچن تو فلم دیکھ کر رو پڑی تھیں اور انہوں نے میڈیا پر فرحان کی تعریفوں کے پل باندھ دیئے تھے لیکن ویٹرن ایکٹر نصیر الدین شاہ کی رائے ذرا مختلف ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ "بھاگ ملکھا بھاگ" انتہائی ڈرامائی اور بناوٹی قسم کی فلم تھی۔ فرحان نے اس کے لیے سخت محنت کی لیکن جسم بنا لینا اور بال بڑھا لینا ہی تو کافی نہیں ہوتا

عمران ہاشمی اظہر الدین کا کردار نبھائیں گے

عمران ہاشمی بھارتی کرکٹ ٹیم کے سابق کپتان محمد اظہر الدین کا کردار سلور سکرین پر نبھاتے نظر آسکتے ہیں۔ بالی وڈ میں بحث ہے کہ کنال دیشمکھ اظہر الدین پر ایک فلم بنانے جا رہے ہیں۔ بتایا جاتا ہے کہ اس سے قبل اظہر الدین کے کردار کیلئے پہلے اجے دیوگن سے بات چیت کی گئی تھی لیکن بات نہیں بن سکی۔ اب اس کردار کیلئے عمران ہاشمی سے بات چیت کی جا رہی ہے۔ کنال دیشمکھ اس سے پہلے عمران کے ساتھ "جنت" فلم بنا چکے ہیں جو سٹہ بازی پر مبنی تھی۔

عرفان خان "ہدایت کار" کے کردار میں

بالی وڈ کے معروف اداکار عرفان خان اپنے متنوع اور رنگارنگ کرداروں کے لیے معروف ہیں اسی وجہ سے وہ مقبول خاص و عام بھی ہیں۔ اطلاعات کے مطابق وہ اپنی آنے والی ایک فلم میں پورن فلموں کے ایک ہدایتکار کا کردار ادا کرتے نظر آئیں گے۔ تفریح کی دنیا کی خبروں کے مطابق اس فلم کو تگمانشو دھولیہ بنا رہے ہیں اور اس کا نام "ڈائنگ آف اے پورن فلم میکر" ہے جس میں عرفان پورن فلم بنانے والے ڈائریکٹر کا کردار ادا کریں گے۔ تگمانشو کے مطابق "یہ ایک ایسے شخص کی کہانی ہے جو لوگوں کے باتھ روم، ان کے بیڈ روم اور تنہائی کے مقامات پر پوشیدہ کیمرے لگا کر ہنی مون پر آنے والے جوڑوں کی پوشیدہ ویڈیو گرافی کرتا ہے۔ عرفان اس پورے گروہ کے باس کے طور پر کام کرتے ہیں۔ اس کردار میں وہ اپنی ماضی کی زندگی جینے کی کوشش کریں گے۔ وہ اسی طرح کی دنیا سے نکل کر ایک ہیرو کے طور پر ابھرے ہیں لیکن میں اس کی تفصیل نہیں دے سکتا۔ درحقیقت عرفان کے ساتھ مل کر ہم نے اس فلم پر "چرس" کے بعد 2004ء سے ہی کام کرنا شروع کر دیا تھا۔ ایک ہفتے شوٹنگ بھی کی لیکن اس کے بعد پروڈیوسر پیچھے ہٹ گئے۔ ہم اس پروجیکٹ کو 2014ء میں پھر سے شروع کر رہے ہیں"۔

عرفان اس سے پہلے تگمانشو کی ہی فلم "پان سنگھ تومر" میں اپنی اداکاری کا جوہر دکھا اور منوا چکے ہیں۔ اس فلم کے لیے عرفان اور دھولیہ دونوں کو سراہا گیا تھا۔ عرفان اور تگمانشو کئی بار ساتھ کام کر چکے ہیں۔ انہوں نے فلم "چرس"، "حاصل" اور "صاحب بی بی اور گینگسٹر ریٹرنز" میں ساتھ کام کیا۔ "پان سنگھ تومر" کے علاوہ عرفان کی فلم "لنچ باکس" نے بھی ناقدین اور ناظرین دونوں سے پذیرائی حاصل کی۔ دسویں دبئی انٹرنیشنل فیسٹیول میں عرفان کو اس فلم کے لیے بہترین اداکار کے اعزاز سے بھی نوازا جاچکا ہے۔

دپیکا 2014ء میں بھی "ہیٹ ٹرک" کیلئے پرامید

2013ء میں اوپر تلے چار سپرہٹ فلمیں دینے والی بالی وڈ اداکارہ دپیکا پڈوکون ہدایتکار و فلمساز اور رائٹر آشوتوش گواریکر کی فلم میں تامل اداکار رام چرن تیجا کی ہیروئن بنیں گی۔ آشوتوش گواریکر نے فلم میں مرکزی کردار کے لیے کئی بار دپیکا سے رابطہ کیا اور متعدد ملاقاتوں کے بعد انہیں راضی کر لیا تاہم باضابطہ طور پر دپیکا کے فلم میں کام کرنے کا اعلان جلد کیا جائے گا۔ فلم کی شوٹنگ جلد شروع ہوگی اور اگر فلم بروقت مکمل ہوگئی تو اسے 2014ء میں ہی ریلیز کر دیا جائیگا ورنہ 2015ء تک "بک" سمجھئے۔ رام چرن تیجا کی ایک تامل فلم 12 جنوری کو ریلیز ہورہی ہے جب کہ وہ خود ان دنوں ہدایتکار کرشنا وامسی کی فلم میں مصروف ہیں۔ آشوتوش گواریکر کا کہنا ہے کہ رام چرن تیجا کی دپیکا کے ساتھ جوڑی سینما سکرین پر بہت غضب ڈھائے گی۔ یہاں ہم آپ کو ایک اہم خبر سناتے چلیں کہ "یہ جوانی ہے دیوانی"، "چنائی ایکسپریس" اور "رام لیلا" سے 500 کروڑ کے کلب میں داخل ہونے والی دپیکا دھوم سیریز کی فلم "دھوم 4" کے لیے کامیاب امیدوار بن چکی ہیں اور امکان ہے کہ انہیں "دھوم 4" میں مرکزی کردار کے لیے منتخب کر لیا جائے۔

دپیکا کی سپر سٹار رجنی کانت کے ساتھ تامل فلم "کوچاڈییان" بھی رواں سال 10 اپریل کو سینما گھروں کی زینت بنائی جارہی ہے۔ کے ایس روی کمار کے تحریر کردہ سکرپٹ پر بنائی جانیوالی فلم کی ہدایات سوندریا آراشون نے دی ہیں جب کہ سنیل لولا فلم کے پروڈیوسر ہیں۔ "کوچاڈییان" میں رجنی کانت اور دپیکا کیساتھ ساتھ آر سرتھ کمار، آدی، شوبانہ، رکشتی، دیے کمار، جیکی شروف اور نصیر نے اہم کردار ادا کیے ہیں۔ تھری ڈی اور اینیمیٹڈ ٹیکنیک سے بنائی جانیوالی فلم کا میوزک اے آر رحمان نے ترتیب دیا ہے۔ فلم کی شوٹنگ 2013ء کے آغاز میں ہی ختم ہوگئی تھی۔ ان دنوں اس کی پوسٹ پروڈکشن کا کام چین، لندن، ہانگ کانگ، اور لاس اینجلس میں کیا جارہا ہے۔ "کوچاڈییان" کو تامل زبان کیساتھ ساتھ ملیالم، انگلش، ہندی، جاپانی، اطالوی اور ہسپانوی زبان میں بھی ڈب کر کے ریلیز کیا جائے گا۔

دپیکا ہدایتکارہ فرح خان کی فلم "ہیپی نیو ایئر" میں بالی وڈ کے کنگ شاہ رخ خان کے ساتھ جلوہ گر ہورہی ہیں۔ فلمساز گوری خان کی پروڈکشن میں تیار ہونے والی اس فلم میں ابھیشیک بچن، بومن ایرانی، ویوان شاہ، سونو سود اور جیکی شروف بھی اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ وشال شیکھر کے میوزک سے سجی اس فلم کو اکتوبر 2014ء میں سینما گھروں کی زینت بنایا جائے گا۔ دپیکا کو ہدایتکار امتیاز علی نے اپنی نئی فلم میں رنبیر کپور کے مقابل مرکزی کردار کے لیے کاسٹ کر لیا ہے جب کہ فلم کا نام ابھی نہیں رکھا گیا۔ اس سلسلے میں دپیکا کا کہنا ہے کہ "میں اس سے پہلے بھی امتیاز علی کی فلم "لو آج کل" اور "کاک ٹیل" میں کام کر چکی ہوں۔ ان کی نئی فلم کا نام ابھی فائنل نہیں ہوا تاہم یہ طے ہے کہ میں اور رنبیر کپور جنوری یا جون میں اس فلم کی شوٹنگ شروع کر دیں گے"۔

دپیکا کا کہنا ہے کہ "شاہ رخ خان کے ساتھ میں نے اپنی پہلی فلم "اوم شانتی اوم" میں کام کیا تھا وہ ایک اچھے اداکار ہیں انہوں نے ہر موقع پر میری رہنمائی کی ان کے ساتھ میری فلم "ہیپی نیو ایئر" بھی شاندار کامیابی حاصل کرے گی۔ رنویر سنگھ اور رنبیر کپور کے ساتھ فلموں میں میری جوڑی کو بہت پسند کیا گیا اور تمام فلمیں ہٹ ہوئیں امید ہے کہ 2014ء میں سینما گھروں کی زینت بنائی جانیوالی میری فلمیں 2013ء کی طرح صرف سپرہٹ ہی ثابت نہیں ہوں گی بلکہ کروڑوں کا بزنس بھی کریں گی"۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

گئے"۔

"آلویز کبھی کبھی" سے بالی وڈ میں قدم رکھنے والی اداکارہ زوا سورانی کی تھرلر اور ایکشن فلم "بھاگ جونی" تکمیل کے آخری مراحل میں داخل ہو چکی ہے۔ اس فلم کی شوٹنگ تھائی لینڈ اور بھارت میں کی گئی ہے۔ شیوم نائر کی ہدایتکاری میں بنائی جانیوالی اس فلم میں کنال کھیمو ہیرو کا کردار ادا کر رہے ہیں جب کہ وکرم بھٹ اور بھوشن کمار کی مشترکہ پروڈکشن میں مندانا کاری بھی پہلی مرتبہ جلوہ گر ہو رہی ہیں۔ "بھاگ جونی" کی کہانی ایک ایسے شخص کے گرد گھومتی ہے جو ایک دوسرے سے مختلف دو زندگیاں گزارنے پر مجبور ہے اور جب وہ ایک کو دوسرے پر ترجیح دیتا ہے تو اسے بہت سے حیران کن اور دلچسپ واقعات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ فلمساز وکرم بھٹ بھی اس میں مختصر کردار میں جلوہ گر ہو رہے ہیں۔ یو یو ہنی سنگھ اور متھن کی نگرانی میں میوزک سے سجی یہ فلم بھی فروری میں پردہ سکرین پر نمودار ہوگی۔

مارچ: اس ماہ 9 سے زائد فلمیں ریلیز ہونگیں۔ 7 مارچ کو 4 فلمیں ریلیز ہونگیں جن میں مادھوری ڈکشٹ کی دوسری بڑی فلم "گلاب گینگ" شامل ہے۔ اس فلم میں جوہی چاولہ بھی اہم رول نبھا رہی ہیں۔ مادھوری اور جوہی اپنے دور کی وہ ہیروئنز ہیں جن میں کبھی نہیں بنتی تھی اب ان دونوں کو ہدایتکار سمک سین نے ایک ساتھ ایک فلم میں کام کرنے پر راضی کیا ہے۔ "گلاب گینگ" ایک سوشل فلم ہے، ماہی گل اور شلپا شکلا اہم کردار نبھا رہی ہیں۔ 7 مارچ کو دوسری ریلیز ہونیوالی فلم "او تیری" ہے۔ اس کامیڈی فلم میں پلکیت سمراٹ، سارا جین دیاس اور بلال امروہی اپنی شرارتوں سے فلم بینوں کو محظوظ

جس میں انہوں نے اپنے بیٹے اور "سٹوڈنٹ آف ایئر" سے شہرت پانے والے ورون دھون، الیانا ڈی کروز، نرگس فخری اور ابھی میہو کو کاسٹ کیا ہے۔ ڈیوڈ دھون کو امید ہے کہ اس فلم کے ذریعے وہ اپنے بیٹے کا کیریئر مضبوط بنانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اسی ماہ یامی گوتم نئی فلم "ایکشن جیکسن" میں اپنے حسن کے جلوے بکھیریں گی۔ یامی شوٹنگ کے دوران کافی پرجوش نظر آئیں، پربھو دیوا کی ہدایت میں بننے والی اس فلم میں اجے دیوگن، کنال رائے کپور اور سوناکشی سنہا بھی اہم کرداروں میں نظر آئیں گے۔ یامی کا کہنا ہے کہ "یہ میری پہلی فلم ہے اور میری کوشش ہے کہ اس میں بھرپور پرفارمنس دوں تاکہ دیکھنے والوں کو محظوظ کرسکوں"۔

کریں گے۔ اس فلم کے ڈائریکٹر وینش بست ہیں۔ ڈائریکٹر کندن شاہ کی کامیڈی فلم "پی سے پی ایم تک" اور منوج باجپائی، جمی شیرگل، پریجیت، پربرتا کی ڈرامہ فلم "ٹریفک" بھی 7 مارچ کو ریلیز ہوگی۔ اس کے علاوہ مارچ میں جو فلمیں ریلیز ہونگیں ان میں "بے وقوفیاں، ہیٹ سٹوری 2، راگنی ایم ایم ایس ٹو، یچی ایڈنگ اور بنگستان" کے نام بھی شامل ہیں۔

اپریل: اس ماہ 6 سے زائد فلمیں ریلیز ہونیوالی ہیں جن میں "میں تیرا ہیرو، بھوت ناتھ ریٹرنز، گینگ آف گھوسٹس، 2 سٹیٹس ہوا ہوائی، اور سونالی کیبل" کے نام شامل ہیں۔ "ہوا ہوائی" سری دیوی کی فلم ہے۔ "انگلش ونگلش" کے بعد وہ اس فلم میں پھر سے اپنی شاندار اداکاری کے جوہر دکھانے والی ہیں۔ گو کہ اس فلم میں ان کا کردار زیادہ طویل نہیں لیکن یہ یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ ان کا رول انتہائی جاندار ہوگا جو ایک مرتبہ پھر فلم بینوں کو پسند آئیگا۔ 4 اپریل کو ریلیز ہونیوالی "میں تیرا ہیرو" ڈیوڈ دھون کی فلم ہے

مئی: اس ماہ 8 سے زائد فلمیں ریلیز ہوں گی۔ یکم مئی کو جو 4 فلمیں ریلیز ہونگیں ان کے نام یہ ہیں "سٹی لائٹس، ہالیڈے سمراٹ اینڈ کو"۔ ادتیہ رائے کپور اور پرینیتی چوپڑا کی "داوت عشق" 9 مارچ کو ریلیز ہوگی۔ اس کے علاوہ سوہت مرواہ وجیندر سنگھ، کیارا ایڈوانی کی فلم "فگلی" 9 مارچ کو، جیکی شیروف کے بیٹے ٹائیگر شیروف کی پہلی فلم "heropanti" 16 مارچ کو جبکہ بپاشا باسو اور عمران عباس کی "creature" 30 مارچ کو ریلیز ہوگی۔

جون: اس ماہ 5 سے زائد فلمیں ریلیز ہوں گی۔ عامر خان انوشکا شرما، سوشانت سنگھ راجپوت، سنجے دت کی "پی کے" 6 جون کو ریلیز ہوگی۔ اسے ڈائریکٹ کیا ہے راجکمار ہیرانی نے۔ "پی کے" کے بارے میں کہا جا رہا ہے کہ یہ فلم بھی باکس آفس پر کھڑکی توڑ بزنس کرے گی۔ سیف علی خان، ریتش دیش مکھ بپاشا باسو، رام کپور کی "ہم شکلز" 20 جون کو ریلیز ہوگی۔ معروف کوریوگرافر فرح خان کے بھائی ساجد خان نے اس فلم کو ڈائریکٹ کیا ہے۔ رنبیر کپور، جیکولین فرنینڈس اور ارجن رامپال کی "رائے" بھی اسی روز ریلیز ہوگی۔ اس کے علاوہ جون میں مزید دو فلمیں ریلیز ہونیوالی ہیں جن میں "دی ولن" اور ورون دھون، عالیہ بھٹ کی "ہمپٹی شرما کی دلہن" شامل ہے

جولائی: اس ماہ 4 سے زائد فلمیں ریلیز ہونگیں۔ 4 جولائی کو ارجن کپور، دیپکا پڈوکون اور نصیر الدین شاہ کی "فائنڈنگ فنی فرینڈس" ریلیز ہوگی۔ ابھیشیک بچن، آسن، رشی کپور کی "آل از ویل" 11 جولائی کو سینما گھروں کی زینت بنے گی اسے ڈائریکٹ کیا ہے امیش شکلا نے۔ رانی مکھرجی کی رومانٹک فلم "مرجانی" 18 جولائی کو ریلیز ہوگی جبکہ سلمان خان، جیکولین فرینڈس اور رندیپ ہوڈا کی "کِک" 27 جولائی کو باکس آفس پر نئے ریکارڈز بنانے آنیوالی ہے۔

اگست: اس ماہ 6 سے زائد فلمیں ریلیز ہونگیں جن میں سیف علی خان، کترینہ کیف کی "فینٹم"، اجے دیوگن کی "سنگھم ٹو"، عمران ہاشمی، پریتش راول کی "شاطر"، عمران ہاشمی کی ہی ایک اور فلم "بدتمیز دل" اور اکشے کمار، الیانا ڈی کروز کی "گبر" شامل ہیں۔

ستمبر: اس ماہ جو فلمیں ریلیز ہونیوالی ہیں اُن میں رنویر سنگھ، علی ظفر کی "کِل دل" 5 ستمبر کو۔ انوشکا شرما، راج کمار یادو کی "این ایچ 10" 12 ستمبر کو جبکہ شاہ رخ خان، دیپکا پڈوکون ابھیشیک بچن، بومن ایرانی کی "ہیپی نیو ایئر" بھی اسی ماہ باکس آفس پر "حملہ" کرینگی۔

اکتوبر: ریتک روشن، کترینہ کیف کی "بینگ بینگ" اور ودیا بالن، علی ظفر کی "بوبی جاسوس" اکتوبر کی ریلیز ہونیوالی فلموں میں سب سے اہم قرار دی جارہی ہیں۔

نومبر: پریانکا چوپڑا کی مشہور و معروف فلم "میری کوم" جس کیلئے انہوں نے باقاعدہ باکسنگ کی تربیت بھی حاصل کی 3 نومبر کو سینما گھروں کی زینت بنے گی۔ پریانکا کو بھی اس فلم سے خاص امیدیں وابستہ ہیں۔ ان کا ماننا ہے کہ "میری کوم" کیونکہ سچی کہانی ہے اس لئے یہ ضرور کامیابی حاصل کرے گی۔ عمران ہاشمی، ودیا بالن کی "ہماری ادھوری کہانی" بھی اسی ماہ ریلیز ہوگی۔

دسمبر: سوشانت سنگھ راجپوت کی "ڈیٹیکٹو بائے اوم کیش بخشی" 12 دسمبر کو ریلیز ہوگی۔ اس فلم کے ڈائریکٹر دیباکر بنرجی ہیں دسمبر کی شدید سردی میں دلوں کو گرما دینے والی فلم لیکر آرہے ہیں انوراگ کشیپ۔ جی ہاں! رنبیر کپور، انوشکا شرما، نصیر الدین شاہ کی "بومبے ولیٹ" 25 دسمبر یعنی کرسمس کی خوشیوں کو دوبالا کرنے آئیگی۔

سوناکشی کے "تیور" اور ارجن کپور

فلمساز بونی کپور ساوتھ کی ہٹ فلم "اوکاڈو" کا ہندی ریمیک بنانے کی تیاری میں ہیں اور اطلاعات کے مطابق وہ "تیور" کے نام سے بنائے جانے والے ریمیک میں اپنے بیٹے ارجن کپور کو بطور ہیرو لیں گے جب کہ سوناکشی سنہا اس فلم میں ہیروئن کا رول ادا کررہی ہیں۔ کہانی کے مطابق ارجن کپور آگرہ کے رہائشی اور کبڈی کے چیمپئن کا کردار ادا کررہے ہیں جسے فلم کی ہیروئن سوناکشی سے محبت ہوجاتی ہے۔ فلم کی ہدایات

امیت شرما دیں گے اور اس کی شوٹنگ شروع ہوچکی ہیں۔ اپنی اس فلم کے متعلق سوناکشی کا کہنا ہے "میں ارجن کو سونم اور ریہا کپور کے حوالے سے جانتی ہوں۔ میری خواہش تھی کہ اپنی نئی فلم میں کسی ایسے اداکار کے ساتھ ہیروئن کا رول کروں جس کے ساتھ میں پہلے کبھی سینما سکرین پر نظر نہیں آئی "تیور" سے میری یہ خواہش پوری ہونے جارہی ہے۔ میں اس فلم سے اپنے لیے آگے بڑھنے کی مزید راہیں دیکھ رہی ہوں۔ "تیور" کی کہانی بہت دلچسپ ہے اور میں اسکے ریلیز ہونے کا بے تابی سے انتظار کررہی ہوں۔ ارجن کپور کے ساتھ میری جوڑی شائقین کو پسند آئے گی۔ 2013ء بہت اطمینان بخش گزرا ہے 2014ء کے متعلق بھی بہت پرامید ہوں۔ "ایکشن جیکسن" کی شوٹنگ میں مصروف ہوں جب کہ اکشے کمار کے ساتھ فلم "ہالی ڈے" تقریباً مکمل ہوچکی ہے۔ آج تک جتنی بھی فلموں میں کام کیا ہے ان پر بہت خوش ہوں۔ میں نے ابھی اتنا کچھ نہیں کیا کہ میری دوسری بڑی اداکاراؤں کی طرح ایک پہچان ہو اور یہی وجہ ہے کہ لوگ میرے متعلق کچھ لکھنے کے لیے اچھے اور برے جواز تلاش کرتے رہتے ہیں"۔

گذشتہ برس سوناکشی کی 4 فلمیں "لٹیرا"، "ونس اپان اے ٹائم ان ممبئی دوبارہ"، "باس" اور "آر۔ راجکمار" ریلیز ہوئیں۔ رواں برس ان کی تین فلمیں اجے دیوگن اور یامی گوتم کے ساتھ "ایکشن جیکسن"، اکشے کمار کے ساتھ "ہالی ڈے" اور ارجن کپور کے ساتھ "تیور" سینما گھروں کی زینت بنائی جائیں گی۔

پریتی زنٹا کی واپسی

پریتی زنٹا کی طویل عرصہ بعد نیش راج فلمز میں واپسی ہوگئی، انہیں فلم "کِل دل" میں اہم رول میں کاسٹ کرلیا گیا ہے جس میں ان کے ساتھ علی ظفر، رنویر سنگھ، گووندا اور پرینیتی چوپڑا کاسٹ میں شامل ہیں۔ پریتی زنٹا نے ہدایتکار منی رتنم کی فلم "دل سے" سے کامیاب کیریئر کا آغاز کیا تھا۔ 2005ء سے لے کر 2009ء تک ان کی "کبھی الوداع نہ کہنا"، "جھوم برابر جھوم" اور "ہیروز" جیسی فلمیں ریلیز ہوئیں جو باکس آفس پر کوئی دھوم نہ مچا سکیں۔ البتہ پریتی نے بالی وڈ میں واپسی کے لیے "عشق ان پیرس" فلم پروڈیوس کی جسے کامیاب بنانے کیلئے سلمان خان کا آئٹم سانگ بھی شامل کیا گیا مگر اس کے باوجود فلم ناکام ہوگئی۔

2014ء میں ان کے پاس "بھائی جی سپرہٹ" اور نیش راج فلمز کے بیر تلے بننے والی فلم "کِل دل" ہیں، جن میں پریتی "کِل دل" کو اپنے کیریئر کی اہم فلم قرار دے رہی ہیں کیونکہ اس فلم کو شاد علی ڈائریکٹ کررہے ہیں جن کے ساتھ وہ "جھوم برابر جھوم" کر چکی ہیں جبکہ شاد علی کے کریڈٹ پر "ساتھیا"، "بنٹی اور ببلی" جیسی کامیاب فلمیں ہیں۔ اس حوالے سے پریتی کا کہنا ہے کہ "اس فلم میں میرا کردار بہت مضبوط ہے جس میں دیکھنے والوں کو بالکل نئے روپ میں نظر آؤں گی۔ فنکار ایک کٹھ پتلی کی طرح ہوتا ہے جس کی کمان ڈائریکٹر اور رائٹر کے ہاتھ میں ہوتی ہے کہ وہ اس سے کیا کرانا چاہتے ہیں۔ فلمی کیریئر میں میرے کریڈٹ پر ان گنت سپرہٹ فلمیں ہیں جن میں ورسٹائل اداکارہ کی حیثیت سے اپنی پہچان بنائی جس کو برقرار رکھنے کے لیے ابھی بھی پہلے کی طرح کوشش کرتی ہوں، فی الحال مستقبل میں کوئی نئی فلم پروڈیوس نہیں کررہی البتہ اگر کوئی اچھا سکرپٹ ملا تو اس کے بارے میں ضرور سوچا جاسکتا ہے۔ بالی وڈ میں بہت کچھ بدل چکا ہے جس سے فلم میکنگ اب ایک پراڈکٹ بن چکی ہے"۔

ڈیڑھ سو کروڑ کی فلم میں سوہا

سوہا علی خان کی کامیڈی فلم "مسٹر جو بی کاروالہو" 3 جنوری کو سینما گھروں کی زینت بن چکی ہے۔ ڈیڑھ سو کروڑ روپے سے بنائی جانیوالی اس فلم کی ہدایات سمیر تیواری نے دی ہیں جبکہ سوہا کے ساتھ ارشد وارثی مرکزی کردار کررہے ہیں۔ پروڈیوسر بھولا رام اور شکیل لوٹیا اور اس کے میوزک ڈائریکٹر امرتیا روہت ہیں۔ فلم کی شوٹنگ گوا، ممبئی اور بنگلور میں کی گئی ہے دیگر کاسٹ میں جاوید جعفری، وجے راز، شکتی کپور، ورجیش ہیرجی، راجیش بلوانی، گیتا بسرا، کرشمہ کوٹک، رنجیت، ہمانی شیوپوری مجوج جوشی، سنبھل دھانی، وریندرا سکسینہ، بائل سپرو شامل ہیں جب کہ کنال کھیمو نے کیمیو اپیرینس دی ہے۔ فلم میں سوہا منفرد نوعیت کے ایکشن کردار میں جلوہ گر ہیں۔ ہدایتکار سمیر تیواری کا کہنا ہے کہ "مجھے پورا یقین ہے کہ یہ فلم مداحوں میں پذیرائی حاصل کرے گی اور اچھا بزنس کرے گی"۔ جبکہ سوہا کا کہنا ہے کہ "لوگوں نے ہمیشہ میرے متعلق یہ سوچا کہ میں ایک شاہی خاندان سے تعلق رکھنے کی وجہ سے فلموں میں آرہی ہوں حالانکہ یہ بالکل غلط ہے میں اپنے کام کی وجہ سے بالی وڈ میں ہوں، میرے بارے میں اس قسم کا تاثر ختم ہوجانا چاہیے کیونکہ اگر کسی اداکار خصوصاً اداکارہ پر یہ لیبل لگ جائے تو اس کا کیریئر ختم ہوسکتا ہے۔ "مسٹر جو بی کاروالہو" ایک بہترین تفریح اور آؤٹنگ ثابت ہوگی۔ اس فلم کی شوٹنگ کے دوران بہت سے ایسے دلچسپ واقعات ہوئے جنہوں نے مجھے بے ساختہ ہنسنے پر مجبور کردیا۔ میں نے اپنے ہدایتکار سے کہا کہ اگر ان واقعات کو سینما سکرین پر دکھایا جائے تو یہ فلم دیکھنے والوں کے لیے بہت دلچسپی کا باعث ہوگا جس پر وہ آمادہ ہوگئے اور انہیں باقاعدہ فلمبند کرلیا گیا۔ جو کوئی اس کامیڈی فلم کو دیکھے گا تو اسے یہ واقعات اپنی زندگی میں رونما ہوتے نظر آئیں گے۔ جب کوئی فلم ناکام ہوجاتی ہے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ دل ٹوٹ سا گیا ہے۔ تاہم اداکار کے لیے یہ کہنا ممکن نہیں ہوتا کہ اس کی فلم کامیاب کیوں نہیں ہوئی کیونکہ بھی یہ کہتے ہیں کہ فلم اب تک ریلیز ہونے والی تمام فلموں سے بہتر ہے اس لیے کسی فلم کے متعلق اس کی ناکامی پر حتمی رائے دینا درست نہیں ہوتا۔ 2012ء میں سوہا کی 3 فلمیں سینما گھروں کی زینت بنائی گئیں۔ 2013ء میں 2 فلمیں "صاحب بیوی اور غلام" اور "وار چھوڑ نہ یار" نے پذیرائی حاصل کی۔ اب نئے سال میں سوہا کی دو فلموں "ائیرپورٹ" اور "چارفتیہ چھو کریہ" کی شوٹنگ جاری ہیں اور انہیں بھی رواں سال ریلیز کئے جانے کا امکان ہے۔ سوہا اب تک ایفا ایوارڈ سمیت متعدد ایوارڈز اپنے نام کرچکی ہیں۔

شاہ رخ خان کا "ڈان" کے 10 سیکوئیل بنانے کا اعلان

"گیارہ ملکوں کی پولیس مل کر بھی نہ پکڑ سکے تو "ڈان" مغرور ہو ہی جاتا ہے۔ "کنگ خان" نے سپرہٹ فلم "ڈان" کے 10 سیکوئیل بنانے کا اعلان کردیا ہے۔ ڈان سیریز کی آخری فلم دو سال قبل 2011ء میں ریلیز ہوئی تھی جس میں شاہ رخ نے اپنے فن کا جادو جگایا۔ فلم نے ہر طرف کامیابی کے پرچم بلند کیے اور 205 کروڑ روپے کی ریکارڈ کمائی بھی کی۔ "ڈان ٹو" کی کامیابی کا خمار ابھی تک بالی وڈ کنگ پر طاری ہے۔ فلم بین ہی نہیں خود کنگ خان بھی "ڈان ٹو" کے سحر سے نہیں نکلے۔ یہی وجہ ہے کہ اب شاہ رخ کہتے ہیں کہ وہ ڈان سیریز کی دس مزید فلمیں تیار کریں گے اور ہر فلم ایک سے بڑھ کر ایک ہوگی۔

"دل والے دلہنیا لے جائیں گے" شاہ رخ کی ایسی فلم ہے جو شاید ہی کسی کو ناپسند ہو لیکن ہم یہاں آپ کو ایک دلچسپ بات بتاتے چلیں کہ بالی وڈ کی سپرڈوپر فلم "دل والے دلہنیا لے جائیں گے" نے سب کو بنایا دیوانہ لیکن کنگ خان کے بچوں کو یہ فلم ذرہ برابر بھی پسند نہیں آئی۔ وہ فلم جس نے سب سے زیادہ سینما گھروں میں لگنے کا اعزاز حاصل کیا، شاہ رخ نے ڈوب کر رومینٹک اداکاری کی لیکن کتنی عجیب بات ہے کہ کنگ خان کے بچوں سوہانا اور ایان کو یہ فلم پسند نہیں آئی۔ کنگ خان نے بچوں کو فلم دکھائی تو ان کا کہنا تھا کہ ڈیڈی نے اس کردار میں آنے کی بھلا کیوں حامی بھری؟ یعنی یہ سمجھیں کہ کنگ خان کے بچوں نے فلم کو "فلاپ" قرار دیدیا۔ ہماری شاہ رخ سے گذارش ہے کہ وہ ایک بار اپنے بچوں کو "ڈان 2" بھی دکھالیں۔ انہیں یہ فلم پسند آئے تو "ڈان" کے 10 سیکوئیل بنائیں ورنہ نہ بچوں کے روٹھنے اور پیسے ڈوبنے کا خطرہ ہے۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

(خدمت کے 9 سال)

For online appointment
chgh_01@yahoo.com
For online Checkup
Skype ID: doctor.shahidch@gmail.com

دل کا بائی پاس آپریشن ہی کیوں؟

Dr. Shahid Ch.
(Acupuncturist)

M.B.B.A.S (Bangkok Thailand)
M.Ac (Master in Acupuncture) Pak.
M.D. (Cardiac+Gastroenterology) Bangkok, Thailand
D.AC (Diploma in Acupuncture) Srilanka
D.H.M.S (H.R.M.P) Punjab
Member Acupuncture Federation, Srilanka

محسنِ پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان جناب ڈاکٹر محمد شاہد چوہدری کو بیسٹ اچیومنٹ ایوارڈ (2012) سے نواز رہے ہیں (28 فروری 2013 لاہور)

جناب ڈاکٹر محمد شاہد چوہدری کا شمار نیشنل اور انٹرنیشنل لیول کے ایسے ہارٹ کنسلٹنٹ میں ہوتا ہے جو کہ دل کی بیماریوں کے علاج میں ایک منفرد مقام رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر محمد شاہد چوہدری کی اصل وجہ شہرت یہ ہے کہ آپ دل کے بند والوز اور آرٹریز کا علاج بغیر آپریشن کرنے میں خاص مہارت رکھتے ہیں اور علاج کے بعد مریض کو فالواپ (Follow-up) میڈیسن کی ضرورت بھی نہیں رہتی اور مریض عام انسان کی طرح اپنی نارمل زندگی بسر کرتا ہے۔

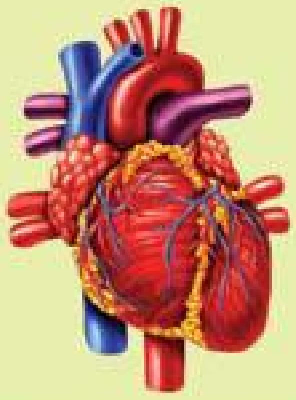

جن مریضوں کے دل کے والوز یا آرٹریز بند ہیں وہ مریض ایک بار چائینز ہارٹ اینڈ جنرل ہسپتال سے رابطہ ضرور کر لیں۔ انشاء اللہ آپکی والوز / آرٹریز کی بلاکج ضرور اوپن ہو جائے گی۔ کیونکہ منجمد خون اور ہائی بلڈ پریشر کو قدرتی طور پر فوڈ سپلیمنٹ سے ختم کیا جا سکتا ہے اور چائینز ٹریٹمنٹ کے بعد مریض کو فالو اپ میڈیسن کی ضرورت نہیں رہتی۔

ہائی بلڈ پریشر قابلِ علاج

دردِ دل انجائنا سے نجات چند یوم میں

بغیر سرجری دِل کے بند والوز اور آرٹریز کا کامیاب علاج

itsurdu.blogspot.com

مزید معلومات کیلئے **0300-8635049, 0305-5576606, 0300-8638252**

ہیپاٹائٹس B,C قابلِ علاج

LFT نارمل اور PCR نیگٹو (انشاءاللہ)

لیور سروسس والے وہ مریض جن کو لیور ٹرانسپلانٹ کا مشورہ دیا گیا ہے وہ مریض لیور ٹرانسپلانٹ سے پہلے ایک بار مشورہ ضرور کر لیں۔ ممکن ہے اُن کو لیور ٹرانسپلانٹ کی ضرورت نہ رہے۔

چائنیز ہارٹ اینڈ جنرل ہسپتال (رجسٹرڈ)

اسلام آباد: سیکٹر آئی 8/4 سٹریٹ نمبر 97 ہاؤس نمبر 181 ٹیپو سلطان روڈ نزد فیض آباد چوک اسلام آباد Ph: 051-2520312 - 0300-8635049

لاہور: M-52 گلبرگ-III- بھابھڑہ مارکیٹ فیروز پور روڈ، لاہور Ph: 042-35838892 - 0300-8101525 0321-4373075

ملتان: فیسٹا گارڈن بالمقابل انکم ٹیکس آفس نواں شہر، ملتان Ph: 061-4009336 - 0300-8638252

فیصل آباد: کوٹھی نمبر 127، گلی نمبر 6، مسلم ٹاؤن نمبر 1، سرگودھا روڈ، فیصل آباد۔ Ph: 041-8787123-4 - 0300-7285123

itsurdu.blogspot.com
VENTUREMEDIA

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com